

# ان من البيان لسحرا

رباعی

تھا عہد قدیم صرف غسنہ فنا اور عہد جدید کی ہے قومی آواز  
میں وسط میں واقع ہوں پیروں لہذا میں دونوں سے ملا جلا ہے میرا انداز

CHECKED 1985  
دیوان کبریٰ

فصاحت  
نتیجہ طبع صورت آرا شاہان بلا چہرہ پروا رسا حوران  
اوج آسمان سخندانی موج دریا نکتہ رانی یعنی مخدرہ عظمیٰ و  
مستورہ کبریٰ ام مشتاق بڑی سلیم صبا

ہالیوید عالیہ شعالیہ جناب طریقت آاب شریعت آتساب حضرت مولوی  
میر قربانعلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رئیس اگرہ سابق ممبر محکمہ محنتیہ عالیہ کوئٹہ سراج پور  
حسب فرمائش جناب مولوی حکیم حاجی سید فیظ حسن صاحب صاحب سراج دہلوی

بمطبع سراج فیض حیدر پور باہتمام بابو کیدار ناتھ صاحب سراج پور



Checked

2007

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد حمد خاتمی انس و جان و نعمت سرور دو جہاں و منقبت آل اطہار  
و اصحاب کبار۔ بندہ سید مشتاق حسین ملتیس ہے کہ دیوان ہذا کے  
طبع کے اسباب اور مصنفہ صاحبہ کے مجمل حالات مناسب  
جانکر تحریر کرتا ہوں۔

## مَجْمَلِ حَالَات

مخدومہ محترمہ جناب والدہ صاحبہ مصنفہ دیوان ہذا کا لقب  
بڑی بیگم اور تخلص پردیس ہے۔ آپ ۱۱۔ دسمبر ۱۹۴۶ء عیسوی  
مطابق ۱۰۔ رمضان یوم پشیمہ قریب ۱۰ بجے دن کو دہلی میں  
متصل کالے محل پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد علامہ زماں بیگانہ  
دوران سید محمد غضنفر علی خاں صاحب۔ غضنفر۔ ابن افتخار  
و اعتبار خلف مولانا سید محمد نجف علی خاں صاحب مرحوم الیخا  
بتاج العلماء قلم علوم خان بہادر چھپر کے قاضی القضاات  
دہلی میں علوم تحصیل فرمائے آپ کے بزرگ عرب سے فیروز  
شاہ

کے عہد میں ہندوستان میں اگر لہندہ قضا ممتاز ہونے تھے  
 مگر قضا کی عزت بادشاہت کے ساتھ رخصت ہو جانے  
 کی وجہ سے مولانا سید محمد نجف علی خاں صاحب نے عہدہ  
 کو اپنے چچا زاد بھائی کے حوالہ کر کے بیس برس کی عمر سے  
 گورنمنٹ کی ملازمت کی پھر اور اور موقعوں پر مختلف ملازمتیں  
 بہت سی ریاستوں میں کیں۔ مرشد آباد میں عدالت العالیہ کے  
 جج و داروغہ بیوتات اور نواب صاحب والی مرشد آباد کے  
 اتالیق رہے۔ شیخہ میں ایجنٹی کے میرنشی رہے۔ ۱۸۴۵ء  
 میں کابل کی لڑائی پر انگریزی فوج میں جنرل شاہ صاحب کے  
 ساتھ ویراے اینڈ گورنر جنرل کے میرنشی کی حیثیت سے  
 پنجاب سے گزرے اور مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب والی  
 پنجاب کو سرکاری فوج گذر جانے پر رضامند کر لینے کے  
 صلہ میں خان بہادر کا خطاب پایا۔ پنجاب میں شاہ آباد کے  
 تحصیلدار رہے۔ ٹونک میں شاہی خاندان کے استاد۔  
 اور ناظم فوجداری بدفتات رہے اور ترقی پا کر عامل چھبڑا پڑا  
 رہے۔ جو وہ پور میں فوجدار (محٹریٹ درجہ اول) بھوبال  
 میں ہتتم عدالت دیوانی و اپیل (سول جج) ریاست الوری میں  
 منشی شہر رہے۔ بنارس میں حضور مین الدولہ نواب محمد علی خاں  
 صاحب والی ٹونک میٹم بنارس خلد آشیان کے مصنفین کی خدمت



پیر رہے۔ جبو کشمیر میں بحسٹریٹ درجہ اول رہے۔  
 قبلہ و کعبہ اس پایہ کے فاضل تھے کہ علاوہ میرے تحریر فی  
 الفاظ کے خود اُنکے کارنامہ اور تصانیف اُنکی بے نظیری  
 کے تحریری ثبوت اسوقت کتب خانوں اور واقف کاروں  
 کی زبان پر موجود ہیں۔ علامہ مرحوم ۱۲۳۰ ہجری میں قاضی سید  
 عظیم الدین خاں قاضی القضاات و محتسب قصبہ جھجر کے ہاں  
 پیدا ہوئے۔ آپ مفصلہ ذیل زبانیں سحر کے ساتھ جانتے تھے۔

(۱) فارسی عربی آمیز (۲) درسی یعنی خالص قدیم زبان فارسی  
 (۳) پہلوی زبان (۴) اُستاز زبان جسکو عموماً اہل علم نزد یاد  
 زبان کہتے ہیں (۵) عربی زبان اور عربی میں شہری۔ دیہاتی۔  
 قدیم۔ جدید سب جدا جدا (۶) عبرانی زبان جسیں توریت و زبور  
 صحف قدیمہ ہیں (۷) اردو اپنی ماوری زبان ہے کیونکہ جھجر  
 چھوڑ کر مرحوم نے دلی میں توطن اختیار کر لیا تھا اور وہیں علوم  
 تحصیل فرمائے۔ بنارس سے حسب الطلب ولی نعمت و قدر دار  
 حضور نواب امین الدولہ محمد ابراہیم علی خان صاحب بہادر والی  
 ریاست ٹونک خلد اللہ ملکہ و دام اقبالہ بعہدہ نظامت فوجدار  
 ٹونک میں آگئے تھے اور ۲۸۔ شوال ۱۲۹۸ھ میں ٹونک میں  
 انتقال فرمایا۔ نواب صاحب کے باغ میں مدفون ہوئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

پر رہے۔ جمبو کشمیر میں ٹچسٹریٹ درجہ اول رہے۔  
 قبلہ و کعبہ اس پایہ کے فاضل تھے کہ علاوہ میرے تعریفی  
 الفاظ کے خود انکے کا نامہ اور تصانیف اُنکی بے نظیری  
 کے تحریری ثبوت اسوقت کتب خانوں اور واقف کاروں  
 کی زبان پر موجود ہیں۔ علامہ مرحوم ۱۲۳۳ ہجری میں قاضی سید  
 عظیم الدین خاں قاضی القضاات و محتسب قصبہ جھجر کے ہاں  
 پیدا ہوئے۔ آپ مفصلہ ذیل زبانیں سحر کے ساتھ جانتے تھے۔

(۱) فارسی عربی آئینر (۲) درسی یعنی خالص قدیم زبان فارسی  
 (۳) پہلوی زبان (۴) اُستاز زبان جسکو عموماً اہل علم زندیا زندی  
 زبان کہتے ہیں (۵) عربی زبان اور عربی میں شہری۔ دیہاتی۔

قدیم۔ جدید سب جدا جدا (۶) عبرانی زبان جسیں توریت و زبور  
 صحف قدیمہ میں (۷) اردو اپنی مادری زبان ہے کیونکہ جھجر  
 چھوڑ کر مرحوم نے دلی میں قوطن اختیار کر لیا تھا اور وہیں علوم

تحصیل فرمائے۔ بنارس سے حسب الطلب ولی نعمت و قدر دار  
 حضور نواب امین الدولہ محمد ابراہیم علی خان صاحب بہادر والی

ریاست ٹونک خلد اللہ ملکہ فودام اقبالہ بعہدہ نظامت فوجدار  
 ٹونک میں آگئے تھے اور ۶۸۔ شوال ۱۲۹۸ھ میں ٹونک میں

انتقال فرمایا۔ نواب صاحب کے باغ میں مدفون ہوئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ

علامہ مرحوم کی کل تصانیف بقول خود ان کے اور بقول ان کے  
 صاحبزادہ یعنی نانا صاحب مرحوم کہ جو علم و فضل میں اپنے والد  
 ماجد کے مثل تھے ڈیڑھ سو کے قریب ہیں اور انہیں کوئی کتاب  
 سو یا اس صفحہ کی نہیں بلکہ بعض کی تعداد صفحات ہزار ہا تک ہے  
 مثلاً تفسیر غریب تفسیر قرآن شریف بزبان فارسی ضخیم پانچ جلد  
 کلام تقطیع پر ہیں چار ہزار صفحات سے کم نہیں مولانا مرحوم  
 کی بہت سی تصانیف بوجہ چند در چند تلف ہو گئیں اب سے  
 بھی ان میں سے کم از کم سو کتابیں مصنفہ صاحبہ دیوان ہذا  
 کے بھائیوں کے پاس دیکھیں اب بھی مخدومہ کے بھائیوں  
 کے پاس پندرہ بیس کتابیں مطبوعہ اور پچاس یا ساٹھ  
 غیر مطبوعہ موجود ہیں جن میں سے بعض کے نام مفصلہ ذیل ہیں  
 (۱) سحر الکلام عربی بے نقط شرح مقامات حریری چار جلدیں  
 بجواب سواطع الالہام فیضی (۲) فتوحات عراق - برہان صدیقی  
 فتوحات بحجم - نظم فارسی بطرز شاہنامہ فردوسی تکملہ صولت  
 فاروقی (۳) تفسیر غریب پانچ جلدیں (۴) شرح زند و آستانہ  
 عربی فارسی اردو ہر فقرہ پر تین زبانیں (۵) شرح دساتیر موسوم  
 بہ سفرنگ دساتیر (۶) شرح حماسہ فارسی (۷) شرح مسسی  
 فارسی (۸) شرح چغنی فارسی (۹) شرح قصیدہ بردہ فارسی  
 (۱۰) شرح قصیدہ مانت سعاد فارسی (۱۱) درسی کشائحات در

- (۱۲) دافع ہدایاں قول فیصل بر قاطع برہان و ساطع برہان وغیرہ
- (۱۳) درۃ التاج شرح فارسی نظم منہیات ابن حجر عسقلانی (۱۴)
- تذکرہ شوق القمر فارسی نبوت عقلی و نقلی شوق القمر (۱۵) دلائل
- نبوت احمدیہ عربی و فارسی (۱۶) توریث و انجیل نظم فارسی -
- (۱۷) ارمغان در علم قافیہ (۱۸) شرح تعزیرات ہند - فارسی
- (۱۹) اردو قصیدہ خمیریہ (۲۰) تاریخ مرشد آباد فارسی (۲۱) فیض
- صدیقی سوانح عمری حضرت ابو بکر صدیق رضی (۲۲) فضائل فاروقی
- سوانح عمری حضرت عمر فاروق رضی (۲۳) فضائل مرتضوی حالات
- حضرت علی علیہ السلام (۲۴) کلمات مرتضوی ملفوظات حضرت
- مرتضیٰ علی شہر و نظم فارسی (۲۵) ترجمہ صواعق محرکہ فارسی (۲۶)
- قصہ ہیرو راجنہ بطرز زلیخا سے جامی (۲۷) وزیر نامہ نظم فارسی
- (۲۸) مثنوی فارسی مناقب ایٹہ اثنا عشر (۲۹) شرح سبۃ معلقات
- فارسی (۳۰) مجموعہ لغات بے نقات عربی (۳۱) شرح قصائد
- خاقانی (۳۲) شرح تحفۃ العرائین (۳۳) خواب مقناطیسی
- در علم مسہر نیم (۳۴) سپاس نامہ (۳۵) رسالہ روشنیچہ
- (۳۶) قصیدہ گبرنی فارسی جواب قصیدہ عظمیٰ فارسی مستقل رسالہ
- علامہ مرحوم کو تفسیر بیضاوی اور ہدایہ پورا از برتھامیس تیار
- اشعار شاہنامہ فردوسی کے زبانی یاد تھے مولانا مرحوم نے
- ایک وقت میں دو دو ملازمین کہیں اور ۸۰۰ تک کی تنخواہ

پائی آپ کے بعد آپ کے فرزند رشید مولانا سید محمد  
 غضنفر علی خاں صاحب مرحوم آپ کے صحیح جانشین تھے مگر  
 قسمت میں ویسے نہ تھے صرف دو سو تک کی ملازمت کی۔  
 اور تالیف و تصانیف آپ کی بہت ہیں۔ چنانچہ تصانیف  
 میں سے آپ کے بھی چند کتابوں کا نام لکھا جاتا ہے  
 (۱) ترجمہ انس جلیل عربی تاریخ بیت المقدس (۲) مقامات  
 حیرتی کی بے نقط شرح عربی جو سحر الکلام میں سے ضائع  
 ہو گئی تھی (۳) ترجمہ اسکذرانی فارسی (۴) ترجمہ اسکذرانی  
 اردو (۵) ثنوی فارسی ترجمہ الصادح والبا غم نظم عربی (۶)  
 کتاب در علم رمل (۷) مجموعہ قصائد بے نقاط عربی و فارسی  
 اردو غزلیات (۸) مجموعہ قصائد فارسی و اردو و ثنویات فارسی  
 و اردو (۹) دیوان غزلیات اردو۔ اور اور تصانیف لکھنی  
 بوجہ طوالت چھوڑ دی گئی مولانا صاحب مرحوم کی شادی  
 انیس برس کی عمر میں اپنے رشتہ کے ماموں کی بیٹی نواب  
 اکرام اللہ کی پوتی سے ماہ ستمبر ۱۸۶۶ء میں ہوئی۔ جو مخدوم  
 مصنف دیوان ہذا کی والدہ تھیں مخدومہ کے نہالی بزرگ  
 عرب سے ایران اور ایران سے ہمایلوں بادشاہ جنت  
 آرا مگاہ کے ساتھ ہندوستان میں وارد ہو کر بھید وزارت  
 ممتاز ہوئے اور قدر تک بغرت و آبرودلی کے روسائیں

شمار ہوے۔ قدر نے جہاں بادشاہت کے نشان کھودے  
اُنکے اراکین دربار کے بھی جہاز عظمت ڈبو دیئے قدر نے  
کچھ عرصہ پہلے تک مخدوم کے نانا حکیم میرا محمد حسین خان صاحب  
مرحوم معروف بہ چھوٹے میرن صاحب کے جدا بھائی  
صفا علی صاحب مخاطب بہ نواب اکرام الدولہ صفا ر خاں  
وزارت سابقہ کے یادگار اور علم و فضل میں بچاے روزگار  
موجود تھے ان بزرگ نے غلبہ تصوف سے خود عمدہ وزارت  
کو ترک کیا۔ یہ بزرگ حضرت شاہ نور الدین نعمت اللہ ولی رحمۃ  
علیہ کے آٹھویں پشت میں پوتے ہوئے تھے محترم مصنف  
دیوان ہذا کی دادی نواب میر عبد الرحیم خان خاناں کی اولاد ہیں  
اور آپ کی نانی بھرت پور کی سیدانی جنکا نسب بڑے پیر صاحب  
سے ملتا ہے۔ مخدومہ کے والدین کی شادی کے بعد  
۱۲۷۸ ہجری میں آپ کے برادر معظم و محترم جناب مولوی سید  
محمد نظیر حسن خاں صاحب سخا مناظر اسلام تولد ہوئے انہوں  
نے اپنے والد مرحوم وجد مغفور اور نانا صاحب مرحوم اور  
دیگر علما و فضلاء عصر سے تعلیم پائی اور بہت سی کتابوں  
مصنف ہیں اور اجیر شریف۔ چھاؤنی نصیر آباد۔ ریاست  
جاوہر۔ حیدر آباد دکن وغیرہ میں مدارس میں ہیڈ مولوی ہیڈ  
ماسٹر اور فاموسی پروفیسر رہے آپ پر فارسیت غالب رہی

قآنی کے پیر وہیں۔ زبانوں میں عربی۔ فارسی۔ عبرانی۔ پہلوی۔  
 دری۔ گجراتی قدرے انگریزی و ژند بھی جانتے ہیں۔ آپ  
 ہمارا راجہ کالج میں سلسلہ تعلیم میں مولوی ہیں۔

غلاوہ انہیں بہت سے فنون و علوم میں طاق ہیں۔ محمدان مشنری  
 و صحابح طرق مختلفہ ہیں سندھ، ہجری میں آپ کے دوسرے بھائی  
 مخدوم پورکرم مولوی سید امیر حسن خاں صاحب سہا محدث دہلوی  
 رونق افروز بزم ہستی ہوئے۔ آپ نے والد مرحوم وجد مرحوم  
 سے تکمیل کی اور مولانا مولوی علی احمد صاحب محدث مرحوم ز  
 مولانا عبد الرحمن صاحب محدث ٹونک سے سند حدیث حاصل  
 کی آپ کو آئندہ سند حدیث عطا کرنے کے لئے بھی اجازت  
 ہے۔ طبابت آپ کا خاندانی علم ہے، اسکو آپ نے اپنے  
 نانا صاحب مرحوم حکیم میرا محمد حسین خاں صاحب دہلوی اور حکیم  
 برکت علی خاں صاحب مرحوم جیسپوری سے حاصل کی۔ آپکو  
 قبلہ و کعبہ عارف ربانی مرشد صمدانی حضرت مولوی میر قربان علی  
 صاحب سے سند خلافت بھی حاصل ہے۔ آپ جیسپور میں مدرس  
 و انسپکٹر دارس رہے۔ ریاست ٹونک میں ہیڈ مولوی۔ ہاؤس  
 ماسٹر۔ قائم مقام پرنسپل۔ نایب ناظم ساٹرات۔ قائم مقام ناظم  
 ساٹرات رہے۔ اسکے بعد کئی برس تک گوالیار۔ بڑوہ بمبئی  
 وغیرہ میں مطب کرتے رہے۔ اب جے پور میں سپرنٹنڈنٹ

ہنڈا بھاڑہ ہیں آپ کی تصانیف میں سے اردو ترجمہ تفسیر احمدی  
 طبع ہو چکا ہے۔ اور ترجمہ تفسیر شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی طبع  
 ہونی والا ہے۔ آپ قصائد فارسی میں عربی کے بیروہیں اور شعر  
 میں ظہوری و طاہر و حید کا تتبع کرتے ہیں۔ آپ کے بعد محترمہ  
 پیدا ہوئیں جسکی تاریخ پیدائش اوپر لکھی جا چکی آپ کے کئی سال بعد  
 آپکی بہن پیدا ہوئیں جو اکثر ہنروں سے واقف عقل و تہذیب میں  
 کامل انتظام خانہ داری سے ماہر لکھنے پڑھنے میں معذور نہیں  
 شاعری میں مجبور نہیں انکی شادی کرمی نشی سید امر او علی صاحب سے  
 ہوئی جو نواب بدن پورہ کے بھانجے ہیں۔

## مختصر حالات مصنفہ کرمہ

آپ قدرتی طور پر نہایت ذہین واقع ہوئی ہیں جب آپ چوتھے  
 سال میں شروع ہوئی تھیں جب آپ کے دادا صاحب چاندی  
 حروف بنیے ہوئے آپ کے بھائیوں کو دکھا رہے تھے آپ  
 بار بار کہتی تھیں کہ ابا جان الف کیا ہوتا ہے انہوں نے الف  
 آگے رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ الف ہے اُسپر آپ نے کہا یہ تو  
 چاندی ہے الف بتائیے کیا ہوا اسکا مطلب کیا ہے اُسپر  
 آپ کے دادا صاحب نے فرمایا کہ یہ لڑکی نہایت عقلمند اور  
 ذہین ہوگی اور پھر دیر تک طرح طرح سے سمجھانے رہے۔



انہی دنوں میں دوپہر کے وقت سب سوئے تھے صرف آپکی والدہ اور مغلائی بیٹی تھیں آپ دالان میں بیٹھی کھیل رہی تھیں ایک سیاہ بیا تھینا دوگزر کرنے میں بیٹھا تھا آپ کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی چھجلی تھی اسکو سانپ پر پھیر کر کہا کہ بھائی ہتیا کھاے گا بھائی تمنا پیئے گا سانپ سر اٹھا کر بھین ہلاتا تھا اور پھر دیوار پر رکھ لیتا تھا پھر آپ چھجلی پھیرنے لگی تھیں اور وہی الفاظ دہراتی تھیں اتنے میں آپکی والدہ کی نظر پڑی وہ گھبرا کر چیخنے لگیں سب گھروائے آئے آپکی مانی صاحبہ نے جلدی سے گود میں اٹھایا آپکے دادا صاحب نے سہ پہر کو گھر میں آئے یہ سنکر بہت کچھ صدقہ و خیرات کیا اور فرمایا بیٹا تجھے ہابو سے ڈر نہیں لگا اسپر کہا کہ ابا جان مجھے تو اب جھا معلوم ہوا دادا صاحب نے فرمایا کہ اگر کاٹھ کھاتا تو کیا کرتی کہا کہ میں بھی کاٹھ کھاتی اسپر وہ مسکرا کر کہنے لگے کہ شاہاش ڈر کی بات کچھ نہیں ڈرنا نہیں چاہئے پچھا چاہئے اسکے بعد فرمایا کہ میری خوش نصیب بہادر لڑکی ہوگی نور جہاں بیگم کی طرح سانپ نے اسکی بھی حفاظت کی

## تعلیم کا بیان

بعد تقریب رسم بسم اللہ آپکو پڑھنے بٹھایا تو پہلے دن تختی الف بے کی پہچاننے کے بعد ہر روز ایک تختی بے تکلف آپ سنا دیا کرتیں

بہت جلد قاعدہ ختم کر کے قرآن شریف پڑھنے لگیں سوا دو سیارہ  
 پڑھ کر سارا قرآن شریف فر فر پڑھنے لگیں سارے کلام پاک کو  
 سبق کے طور پر آپ کو پڑھنے کی ضرورت ہی نہ ہوئی آج تک خدا کے  
 فضل سے روز تلاوت کرتی ہیں قرآن کریم ختم ہونے کے بعد کچھ  
 عرصہ تک آپکی والدہ صاحبہ نے پڑھانے کی طرف توجہ نہ کی مگر آپ  
 خود ہی کتابیں دیکھتیں اور ورق گردانی کیا کرتیں اور باریک کاغذ  
 کتاب پر راکمرا سپر لکھتیں کتاب کا خاکا کھینچا کرتیں ایک روز ایک  
 کتاب کا خاکا اُتار کر اپنے بڑے بھائی کو دکھا کر کہا کہ بھائی جان  
 دیکھئے مجھے لکھنا آگیا وہ دیکھ کر خوش ہو کر فرمانے لگے کہ اسکو  
 پڑھو تو اسپریہ کہا کہ مجھے پڑھنا نہیں آیا صرف لکھنا آیا ہے اب  
 آپکے بڑے بھائی قبلہ نے ہنس کر فرمایا کہ اچھا تم نہیں پڑھنا  
 سکھا دینگے اسی دن سے کوئی چھوٹی سی اُردو کی کتاب شروع  
 کرادی اُس کتاب کا ڈیڑھ صفحہ پڑھا کہ پھر حکایات الصالحین شروع  
 کرادی اسکا بھی ڈیڑھ صفحہ پڑھا تھا کہ پھر کسی سبب سے پڑھنا  
 موقوف ہو گیا مگر آپ برابر کتابیں دیکھتی رہیں یہاں تک کہ اُردو  
 کی ہر کتاب اچھی طرح پڑھنے لگیں خطوط بھی صاف صاف لکھے  
 ہوئے پڑھ لیتیں اور ضرورت کے لائق لکھ بھی لیتیں تھیں اپنے  
 مردوں میں سے جو مل گیا خطوط پر اصلاح لیا حتیٰ کہ اچھی طرح  
 خط کتابت کرنے لگیں چودہویں سال آپکے نانا صاحب مرحوم نے

فارسی شروع کرادی بعد تکمیل فارسی طب شروع کرادی آپ کے  
 نانا صاحب مطب میں سے دوچار بیمار عورتوں کو ساتھ زمانہ  
 میں لا کر آپ کو قارورہ دکھاتے نبض دکھا کر کیفیت بیان کرتے  
 ہر بات بتاتے نسخہ لکھواتے اور پھر چند روز بعد آپ سے نبض  
 قارورہ دکھا کر سوال کرتے نسخہ تجویز کر کے دیکھتے خوش ہونے  
 اور بہت تعریف کرتے اصلاح کے موقع پر اصلاح کرتے آپ کے  
 بعد آپ کو علم قیافہ و علم تعبیر کا شوق ہوا اور اسی میں سید انہماک پور  
 جو نیندہ یا بندہ کی مثل اصل ہوتی خدا نے خاص طور پر آپ کو یہ  
 دونوں علوم عطا فرمائے چنانچہ تعبیر کا یہ حال ہے کہ تعبیر نایاب  
 دیکھنے کی حاجت نہیں آپ نے اصول سمجھ لئے ہیں جو تعبیر بتائی  
 ہیں وہی ٹھیک ہوتی ہے اور سارے کتبہ کے مرد و عورت آپ سے  
 خواب کھتے اور تعبیر لیتے ہیں حتیٰ کہ آپ کے عالم فاضل بھائی تک بھی  
 اور آپ کے والد اور آپ کے شوہر جناب قبلہ میر قربان علی صاحب  
 مرحوم بھی آپ ہی سے خواب کھکر تعبیر دریافت کیا کرتے تھے۔  
 آپ کے شوہر کے مریدوں کے جتنے خواب ہوتے وہ سب کی  
 تعبیر آپ سے ہی دریافت کر کے تحریری ہوں یا تقریری جواب  
 دیا کرتے تھے۔ قیافہ کا یہ حال ہے کہ کبھی آواز سنکر یا محض  
 ذکر سنکر جس کسی کی نسبت مزاج عادات کے بارہ میں جو حکم لکھا یا  
 کبھی خطا نہوا انسان کی صورت دیکھکر اس قدر حال بیان کر دیتی ہیں

کہ حیرت ہو جاتی ہے اُس میں غلطی کبھی اتفاقی ہوئی ہوگی جو میرے  
 حافظہ سے باہر ہے اور ایسے آزمائش کے طور پر آپ سے  
 لوگوں نے گھر والوں نے بارہا دریافت کیا اور صحیح پایا چنانچہ  
 آپکے چھوٹے بھائی صاحب قبلہ و کعبہ مولانا سید امیر حسن صاحب  
 سہا فرمانے لگے کہ بوانعوذ باللہ کیا تمہیں وحی نازل ہونے لگی ہو  
 جو کچھتی ہو بالکل ٹھیک ہوتا ہے اور پھر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تمہارے  
 پاس کیا ذریعہ ہے جس سے تمہیں ایسا صحیح معلوم ہو جاتا ہے جو  
 اوروں کی عقلوں کے خلاف ہوتا ہے نا واقف تو بہت سے  
 نجوم کا گمان کرتے ہیں مگر میں تو خود نجومی ہوں تمہاری اور نجوم کی  
 حقیقت سے واقف ہوں مگر تمہاری عقل میں صحیح پیمانہ پر بات  
 آجانے کی حقیقت معلوم نہیں آپ نے کہا کہ بھائی جان قیاس  
 سے عرض کرتی ہوں خدا کا فضل شامل حال ہے وہ قیاس ٹھیک  
 قائم کرتا ہے۔ نجوم و رمل تھوڑی سی آپ نے اپنے والد سے  
 حاصل کی۔ بدوق۔ پینچہ لگانا اعلیٰ پیمانہ پر نشانہ لگانے میں گھوڑ  
 پر چڑھنا آپ نے اپنے چھوٹے بھائی صاحب قبلہ سہا سے سیکھا  
 باوجود تمام علمی مشاغل کے کبھی کارخانہ داری سے غافل نہیں  
 آپہ خانہ داری میں اعلیٰ درجہ پر فخر و ہنر داں ہیں۔ سینا۔ ہر طرح  
 کا مردانہ زمانہ لباس قطع کرنا بہت سے قسم کا گوٹے ٹھپہ کا ٹائٹن  
 بہت قسم کا کارٹھنا اور کھانا پکانے میں اس درجہ کامل ہیں کہ بیسیوں

قسم کے نئے نئے کھانے پکانے جانتی ہیں۔ ادنیٰ کھانے سے اعلیٰ کھانے تک میں عاجز نہیں اور سب کا آب و نمک دست ہوتا ہے ہر کھانا آپکے ہاتھ کا اور اچار مرے بے چٹنیاں وغیرہ لذیذ ہوتے ہیں اگر فنون آپ نے اپنے بڑے بھائی صاحب قلم و کلمہ سنا صاحب سے سیکھے ہیں۔ کاغذ کے۔ برنجی تاروں کے پھول پتے۔ ہار۔ گلہ تہ۔ اور اور بہت سے ہنر سب قلم سنا جہا سے ہی حاصل کئے ہیں کئی کتابیں آپ کی تصنیف ہیں جو بعض مطبوعہ و بعض غیر مطبوعہ و بعض علالت کی وجہ سے ناتمام ہیں۔

### تصانیف کے نام حسب ذیل ہیں

رسالہ صلاح والدین مطبوعہ۔ اخلاق محسنی کا ترجمہ۔ سفر نامہ حجاز رسالہ طب موسوم بہ علاج المرضی بالماء والغذا۔ اور اور مرضی کے بھی چھوٹے کئی رسالہ ہیں کچھ تمام و کچھ ناتمام۔

مخدومہ اخلاق مجسم ہیں بے انتہا مہماں تو از اپنی جان کو جان نہیں سمجھتیں اس قدر مینر بانی میں مصروف ہو جاتی ہیں کہ سب حیرت کرتی ہیں ہر شخص کی خاطر و توجہ کر کے حتیٰ سے زیادہ ملحوظ رکھتی ہیں یوں بکایجاد ادب کرتی ہیں اور نیاز سے پیش آتی ہیں اور چھوٹوں پر نہایت شفقت و محبت انہی اسباب سے جس کسی نے آپ کو دیکھا اور جو بیویاں ملیں انہیں سے اکثر نے یہی کہا کہ ہم نے آج تک ایسا آدمی نہیں دیکھا کہ اتنی خوبیاں جس میں موجود ہوں۔ دشمن تک بھی

آپ کی خوبوں کے معترف ہیں۔ مہلکے اور سسرال کے سب کنبہ و اولاد  
 آپ کو اتہاسے عزت و محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ باوجود شوق  
 علم و ہنر اور کثیر المشاغل ہونے کے کبھی آپ روزہ نماز سے  
 غافل نہ ہوئیں تصوف کا ہمیشہ آپ کو شوق رہا آپ کو اپنے شوہر  
 قبلہ و کعبہ سالک مسلک طریقت ہادی راہ ہدایت شیخ سلسلہ نقشبندیہ  
 مجددیہ مولوی سید قریب العالی صاحب مرحوم مغفور رئیس آگرہ و سابق  
 ممبر کونسل ریاست جے پور سے بیعت ہے انہی سے تمام مسائل  
 تصوف رات دن دریافت کرتی رہتی تھیں اور ثمنوی مولانا روم رحمۃ  
 اللہ علیہ آپ نے سبقاً سبقاً پڑھی۔

## مخدومہ کے سسرال کی حالات

حضرت مرشدنا اس پایہ کے درویش تھے کہ میسور شہر دیکھے  
 ہندوستان سے لیکر عرب تک کی زیارت کی مگر نہ ویسی کسی کی بااثر  
 توجہ دیکھی نہ ایسا کوئی درویش دیکھا امیری میں فقیری و نفس کشی  
 بہت دشوار ہے۔ خدا داد حصہ بہت کم ملتا ہے۔ سچ ہے  
 الطیبات للطیبین والظیبتون للظیبتات  
 حضرت کو ثمنوی کا نہایت شوق تھا ہمیشہ اپنے گھیر میں باصرار  
 مخدومہ سے پڑھ کر سنتے اور نہایت خوش ہونے آپ کو خدا نے

جیسی حسین صورت عطا فرمائی تھی ویسے ہی اوصاف حمیدہ و اخلاقی  
 پسندیدہ بھی قدرت کے فیاض ہاتھوں سے بافراط عنایت ہوئے  
 تھے آپ نے کبھی جوانی میں شاعری بھی فرمائی تھی۔ نسیم تخلص فرماتے  
 تھے۔ اب بھی اردو فارسی کے اشعار ہزار ہا آپ کو یاد تھے ہمیشہ  
 آپ سے نئے نئے اشعار سنکر تعجب ہوتا تھا کہ حافظہ کس قدر  
 باوجود ضعیفی کے اچھا قوی ہے خود تو شاعری چھوڑ دی تھی مگر  
 مخدومہ سے ہمیشہ طرح دیکر غزلیں لکھواتے تھے نہایت شہنم  
 شیریں سخن آپ کے اشعار پڑھنے میں نہایت متانت و نرمی تھی  
 علاوہ ازیں ایک آن ایسی تھی کہ سننے والوں کو محویت ہو جاتی تھی۔  
 حضرت قبلہ عالم بخاری سید تھے حضرت سید جلال الدین حیدر راج  
 بخاری کی اولاد سے ہیں جناب والا شاہان مغلیہ کے وقت میں  
 بخارا سے دہلی تشریف لائے اور نہایت اعزاز سے ایک  
 عرصہ تک مقیم رہے حتیٰ کہ حضرت مرشدنا کے دادا میر ذوالفقار  
 صاحب نے دہلی چھوڑ کر لکھنؤ میں سکونت اختیار کر لی مگر آپ کے  
 والد میر فتح علی صاحب نے لکھنؤ کی رسالہ اری ترک کر کے  
 کول چلے آئے کول علی گڑھ کے قریب قصبہ آترولی میں سادات  
 واسطے میں شادی کر کے قصبہ مذکور میں قیام کر لیا حضرت قبلہ  
 کعبہ پھاگن سیدی دسویں سمت ۱۸۴۳ء میں بمقام قصبہ آترولی تولد ہوئے  
 بعد تربیت و تعلیم مختلف ملازمتیں کر کے اگر وہیں وکالت کر لگے

اور اگرہ میں جائدا اکثر خرید کر توطن کر لیا چونکہ نواب سیر فیض علی  
 صاحب بہادر رئیس مکرم وزیر اعظم جے پور خلد نشین سے گہرے  
 دوستی و قلبی طرفین سے مجتبیٰ تھیں اور قدیمی نواب صاحب کے  
 منگوار بھی تھے نواب صاحب بالقابہ نے بڑے ہمارا جہا  
 سری حضور سے ملاقات کرائی سری حضور بالقابہ اور نواب صاحب  
 کے باصرار فرمانے سے جے پور میں پہلے اجنٹی کے میسنری ہوئے  
 پھر ممبر کونسل ہوئے پھر نواب صاحب کے بعد چند روز وزارت  
 کا کام کیا۔ بعد سری حضور کے چونکہ ضعیف تھے اور غلبہ تصوف  
 سے کار دینیوی ناگوار سمجھا پشمن لیلی بعد حج زیارت مدینہ منورہ  
 گوشہ نشینی زیاد آہی میں عمر بسر کی قبلہ عالم کے پہلی بیوی صاحبہ مرحومہ  
 سے ایک صاحبزادہ محمد دوم مکرم مولوی سید عبدالرحمن صاحب دام  
 محمد ہم منظم راہاری ریاست جے پور میں جو یاقوت کے ماہتاب القابہ  
 و پیر منیر کاری کے آفتاب اپنے والد ماجد کے خلیفہ و جانشین  
 متین و امین۔ کریم و متواضع۔ کتبہ پرور۔ خلیق۔ جہاں نواز۔ آپ  
 محمد دوم سے دلی ہمدردی محبت و تعظیم تکرم سے پیش آئے  
 ہیں جس پر خود سہ نہایت خوش و شکر گزار ہیں۔ حضرت منظم صاحب  
 کے چار صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ جو سہ ماہ میں پیدا  
 ہوئے راقم کے ٹھیک ہمسمن ہیں مولوی سید انوار الرحمن نام ہے  
 بسمل تخلص کرتے ہیں ریاست میں نایب ناظم ہیں جوان صالح



الشیخ وسید ذہن علم عقیل فہیم شاعر نازک خیال تنظیم امین۔  
 مخدومہ کو اپنی دادی نہیں حقیقی والدہ کی جگہ جانتے ہیں اور  
 مخدومہ بھی بچے اتہا اپنے پوتے دو صاحبزادہ صاحب قلبی محبت  
 رکھتی ہیں اور ہر دم خوشنودی کے خواہاں رہتے ہیں حضرت قبیلہ  
 مرحوم سے قریب قریب سارے کنبہ کو بیعت ہے حضرت کی  
 دو صاحبزادیاں بھی تھیں بڑی صاحبزادی بفضلہ تعالیٰ امین  
 ہیں اہلیہ میر محمد شفیع صاحب کپتان مرحوم آپ کے دو فرزند  
 ہیں سید وصی احمد و سید آل احمد اور چھوٹی صاحبزادی اہلیہ  
 ناظم مقدس علی صاحب افسوس کہ ان کا انتقال سنہ ۱۹۱۰ء میں  
 باہ ذیقعدہ ہو گیا۔ مخدومہ کے دو صاحبزادیاں ہیں بڑی اہلیہ  
 مولوی سید انوار الرحمن صاحب تسلس ہیں۔ حضرت قبلہ عالم کے  
 حالات کا جداگانہ تذکرہ بھائی مولوی سید انوار الرحمن صاحب  
 نے طبع کرایا ہے اسلئے مجمل حالات لکھے گئے۔ ایک روز  
 مخدومہ نے حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ اترولی میں اپنے  
 پیر و مرشد حضرت عبد الصمد خاں صاحب رنست کی مجھے بھی  
 زیارت کرا دیجئے حضرت نے فرمایا کہ خالی زیارت کیا کر دے  
 ان کی شان میں اگر قصیدہ کہو تو زیارت کرا دیں مخدومہ نے  
 فوراً قصیدہ کہا دوسرے دن صاف کر کے قصیدہ سنا دیا  
 آپ قصیدہ سنکر بہت خوش ہوئے بھائی سید انوار الرحمن صاحب

کو بلا کر فرمایا تم یہ قصیدہ سنو اور اپنی دادی اماں کو  
 حضور کے مزار پر اترو لی لیجاؤ۔ چنانچہ مخدومہ نے اترو لی جا  
 مزار مبارک پر حاضر ہو کر قصیدہ پڑھا عجیب کیفیت طاری ہوئی  
 جو بیان سے باہر ہے اترو لی سے واپس آنے پر حضرت قبلہ  
 نے اُس قصیدہ کو پیسہ اجار میں طبع کرا دیا۔ مخدومہ اگرچہ عجم  
 طرح طرح کے صدقات میں مبتلا رہتی ہیں اگر آپ کی سوانح عمر  
 پوری لکھی جائے تو سراپا درد ہو مگر باہر نہمہ خوش مزاج بمسجم  
 چہرہ ادب و تہذیب شرم و حیا کا پہلو لئے ہوئے لطیف گوئی  
 حاضر جوابی و مذاق کرنی رہتی ہیں۔ حضرت قبلہ بھی خوش مزاج  
 بمسجم چہرہ و لطیفہ سنج تھے۔ ایک روز مخدومہ نہا کر کمرے میں  
 آکر کھڑی ہوئیں حضرت قبلہ باہر سے آکر دوپہر کو بیٹھنے کے لئے  
 انگر کھنے کے بند کھول رہے تھے مخدومہ کی طرف دیکھ کر فرمایا  
 چونکہ راکشادی ریکشہ جانی اکنوں قنادہ شام غریباں کجاؤ  
 اسکے جواب میں فوراً مخدومہ نے پڑھا۔  
 خدا را انکار نازدنی بند جادکن تکلف بر طرف لخت و آغوش دلم جا کن  
 اسپر حضرت بہت خوش ہوئے ایک روز مخدومہ حسب عادت  
 تسبیح پڑھ رہی تھیں اب بھی اکثر تسبیح پڑھتی رہتی ہیں اور باوجود حضور  
 رہتی ہیں قبلہ عالم کو ہر وقت ہی باوجود ہوتے تھے حضرت فرمایا  
 برزباں تسبیح و در دل گاؤخر اینچنین تسبیح کے دار و اثر

اسکے جواب میں مخدوم نے کہا -  
 نصیب بابت بہت سے شائبے  
 کہ مستحق کرامت گناہگار اور غفلت  
 ایسے لطیفہ گھر میں رات دن سیکڑوں حضرت کی زندگی میں  
 ہوتے تھے جنہیں سے بطریق نمونہ یہ دو لکھے گئے۔ مخدوم نے  
 ایک نلنے والے نے اپنے رقعہ میں منجملہ بہت سی تعریفوں  
 کے ایک یہ شعر لکھا تھا جو راقم کو پسند آیا اور صحیح معلوم ہوا۔  
 شوخی میں مکننت ہے تو ہر ناز میں تعلیم تمنے پائی ہے اچھے ادیب سے  
 مخدوم کے والد صاحب نے ایک روز فرمایا کہ نواب صاحب  
 والی ٹونک بالقابہ کے سال گرہ کا قصیدہ سننے لکھا ہے تم  
 بھی لکھو دیکھیں تم کیسا لکھتی ہو حسب ارشاد آپ نے قصیدہ  
 لکھ کر اٹھویں روز ڈرتے ڈرتے شرم سے سر جھکا کر چلے کر  
 اپنے والد کے آگے رکھ دیا۔ انہوں نے دیکھا اصلاح کے  
 موقع پر اصلاح کی جب اس شعر آئے تو۔  
 ہر اک گرہ میں ہو عمر ابد کا سیرا رہے تو زندگی جاوداں برجور  
 بہت خوش ہو کر فرمایا کہ یہ بیٹی نہیں ہے بیٹا ہے خدا کا شکر  
 ہے کیا اچھا کلام ہے اگر میرے ہاتھ میں عمر بھر علم رہے اور  
 یہ قصیدہ تو صا دہی کئے جاؤں۔

مرشدنا حضرت قبلہ و کتبہ نے ۱۳۲۵ھ ہجری میں اس دار فانی  
 سے رحلت فرمائی۔ آپ کے انتقال کے تیسرے سال

۱۹۰۹ء ۱۶۔ اکتوبر۔ مطابق ۶۶۔ رمضان ۱۳۲۶ھ ہجری مخدوم نے  
 بحالتِ عیاشی غزم سفر حج کیا گو سب ایسی علالت کی حالت  
 میں منع کرتے تھے اور صحت کے انتظار کے سب متقاضی تھے  
 اور سب یہی کہتے تھے کہ یہ ارادہ ہمت سے بالاتر ہے مگر چونکہ  
 مخدومہ کو امید زندگی نہ رہی تھی اس وجہ سے باصرار چلنے کو چاہی تھیں  
 آخر گود میں لیکر سواری میں بھائی سید انوار الرحمن صاحب نے  
 ڈالا۔ ریل میں راتم نے گود میں لیکر لٹا یا غرض ایسی حالت  
 میں روانہ ہو گئیں اپنے کنبہ کے ہمراہی کی وجہ سے کوئی تکلیف  
 نہ ہوئی۔ مولانا قبلہ بڑے ماموں صاحب جناب سخا۔ انکی اہلیہ صاحبہ  
 مخدومہ کی چھوٹی بہن۔ اور انکی چار سالہ لڑکی ڈیرہ سالہ لڑکا  
 خالو ابا صاحب و بھائی صاحب مولوی سید انوار الرحمن بسمل و  
 راتم و مخدومہ کی بہو۔ میری اہلیہ علاوہ ان گھروالوں کے خدشی  
 لوگ تھے سب کے ہمسفر ہونے سے آرام سے سفر مبارک  
 پورا ہو گیا۔ یہاں باوجود علاج کے بھی صحت سے ناامیدی تھی  
 خدا نے اپنے فضل سے مخدومہ کو غیر معمولی اس مبارک سفر  
 میں صحت و طاقت عطا فرمائی بعد زیارت حرمین شریفین و شرف  
 حج و عمرہ ہندوستان میں بخیریت واپس آنے پر چونکہ مخدومہ  
 کو تصوف و زیارت مقابر کا بہت شوق ہے ہندوستان  
 کے بہت سے مزارات کی زیارات کیں۔

## وجہ طبع دیوانہ

جس طرح آپ کو ہمیشہ پڑھنے کا شوق رہا ہے حتیٰ کہ قبلہ عالم کے جہلم کے روز آپ کی عربی کی ایک کتاب جو بھائی سید انوار الرحمن صاحب پڑھ رہے تھے ختم ہوئی ہے اُسکے بعد افکار و امراض کی وجہ سے اور کتاب شروع نہ کر سکیں جس کا ہمیشہ افسوس کرتی ہیں۔ اسی طرح بچپن سے آپ کو شاعری کا بھی شوق رہا ہے جب میں نے دیکھا کہ آپ کا کلام شوقیہ کہتے کہتے کھڑکھڑ سے جمع ہو گیا ہے اور تلف ہو جانے کا بھی خوف ہے جیسا بہت سا ہو چکا ہے طبع کرانے میں حفاظت بھی ہو جائیگی اور ترتیب بھی ہو جائیگی۔ ادھر میرے دوستوں نے مجھے تقاضہ اور اصرار کرنا شروع کیا کہ اپنی والدہ کا کلام طبع کرالو اسپر میں نے ایک روز محدودہ سے عرض کیا کہ تقریباً محض آپ کی غزلیں تین سو موجود ہیں روین کی اتمام کے لئے چند ہی غزلیں آپ کو اور کچھنی ہونگی اگر آپ یہ کہدیں تو دیوان کی صورت میں آپ کا کلام طبع کرالیں تاکہ محفوظ ہو جائے دوست اجاب بھی مجبور کر رہے ہیں اور میرا دل بھی بہت چاہتا ہے۔ اُسکے جواب میں فرمایا کہ مستورات کا کلام چھپنا نہیں چاہیے کیونکہ مستور

سنی پوشیدہ کے ہیں پوشیدگی کا مقتضا بھی یہی ہے کہ صورت  
 آواز۔ کلام سب کچھ پوشیدہ رہے۔ میں نے عرض کیا کہ بالکل  
 سجا فرمایا مگر ہر عمر کا مقتضا جدا ہے آپ کی عمر تو قریب قریب شرعاً  
 پردہ اٹھ جانے کے ہے۔ دوسرا ظہار کلام تو شرعاً منع نہیں  
 حضرت بیوی فاطمہ اور حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت بیوی  
 زینب و بیوی کلثوم و بیوی سکینہ رضی اللہ عنہما کا شرعاً و نظم موجود  
 ہے افسے زیادہ عزت و عصمت کسکی ہو سکتی ہے۔ دوسرے  
 یہ کہ حضرت قبلہ نے خود آپ کا قصیدہ طبع کرادیا تھا۔ مخدوم  
 نے فرمایا کہ دوسری بات یہ ہے کہ میں ایک جاہل عورت ہو  
 دو حرف پڑھ لینے سے عقل کا نقص یا جہالت کا داغ مٹا نہیں  
 اپنا دل بہلانے کو جو چاہا کہہ لیا اپنے کنبہ کے محبت کر نیوالوں  
 نے سن کر محبت و اخلاص سے واہ واہ کہہ دیا یا جاہل بیویوں  
 بہت سی داو دیدی تو کیا ہے من آنم کہ من دانم۔ زنانی دنیا  
 میں عموماً جہالت ہے اُس میں اتنے کہنے والے کو غنیمت سمجھیں  
 تو کیا تعجب و قابل اطمینان ہو سکتا ہے۔  
 میاں ناسخ دیا رکھنٹوں میں مگر ہاں پُریوں میں خوشیاں ہیں  
 جن دنوں میں طبع دیوان ہذا کا میں اصرار کر رہا تھا اُن ہی  
 دنوں میں مخدومہ کے چند ملنے والی معزز خاندان کی لکھی پڑھی  
 بیویاں نواب زادیاں بھی یہی اصرار کرتی تھیں کہ آپ کا دیوان

طبع ہونا چاہئے۔ بھائی سید انوار الرحمن صاحب بسمل بھی کئی بار  
 وقتاً فوقتاً مہر ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ  
 شوقیہ اب تک کہا اُس میں سے بہت ایسا بھی ہے جسکو کسی نے  
 اب تک نہیں دیکھا عروض میں جو کچھ پڑھا اپنے بڑے بھائی صاحب  
 قبلہ سے پڑھا اگر ان ہی سے اصلاح لی کبھی چھوٹے بھائی جان  
 قبلہ سے بھی اصلاح لی کبھی ابا جان سے لی کبھی شرم کی وجہ سے  
 یا تکلیف دینے کے لحاظ سے نہ دکھا سکی یا میری شاعری کے  
 انہماک سے دیکھا کہ دونوں بھائی صاحبان ناخوش ہیں تو  
 منہ نہ پڑا کہ انکو دکھاتی۔ ان ان اسباب سے تمام وکمال  
 کلام میرا مردوں کا دیکھا ہوا نہیں ہے اور برخوردار میاں  
 سید انوار الرحمن صاحب دیکھیں انکی عدیم الفرستی سے یہ سید  
 نہیں ہے اگرچہ بعد انکسار الفاظ کے برادر مذکور نے اقرار  
 کیا مگر بوجہ اور اور مشاغل ملازمت و تصوف وغیرہ کے  
 وہ بھی نہ دیکھ سکے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ خود نظر ثانی کر لیں  
 آپ کا کلام سوجہ کے قابل نہیں ہے اور یوں تو قرآن شریف میں  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فضلنا بعضکم علی بعض**۔ جب  
 ایک پر دوسرے کو فضیلت ہے تو پھر اپنے سے بہتر کے  
 خوف سے دنیا میں کوئی بھی قلم نہ اٹھائے آپکے عذر کا جواب  
 خود آپ کی رباعی دے رہی ہے۔

ہر بجز میں ہو آ ب بقا ممکن ہے  
ہر شعر ہو لا جواب ناممکن ہے

ہر دوست میں ہو خاکِ شفا ممکن ہے  
ہر شعلہ میں ہو نورِ الہی دشوار

غرض میرے اور بھائی سید انوار الرحمن صاحب بسمل کے  
اصرار سے التماس کو قبول فرما کر یہ جواب دیا کہ میں اپنے ورتا  
سے پہلے تذکرہ کر کے جواب دوں گی تم دونوں ابھی تو عسر و  
نا تجربہ کار ہو جو عورت اپنے مردوں کے خلاف کرتی ہے  
وہ ہمیشہ خسر الدنیاء والاخرہ میں رہتی ہے۔ اسکے بعد آپ نے  
ہم دونوں کے اصرار کا ذکر اور اپنے ارادہ کا سبب کی مرضی  
پر منحصر ہونا بیان کیا مخدومی صاحبزادہ صاحب نے کچھ مٹا  
لگی اور آپ کے چھوٹے بھائی صاحب قبلہ سہا صاحب نے  
فرمایا کہ مجھے تو شاعری سے نفرت ہو گئی شاعری کا ذکر بھی مجھ  
کو پسند نہیں اور آپ کے بڑے بھائی صاحب قبلہ سخا نے فرمایا  
کہ بہت مرتبہ سمنے ہمیں اصلاح دی عروض و قافیہ پڑھایا اور  
بہت دفعہ تمہارا انہماک شاعری پر ابھی معلوم ہوا مگر جب  
اس کا نام جمع ہو گیا تو بہت باندھ کر کملی کر کے ضرور طبع کرالو  
اس میں سیر نزدیک کچھ بھی ہرج نہیں ہے ہر عمر کا مقتضا جدا  
ہوتا ہے بلکہ تم اپنی کل تصانیف کمل کر کے طبع کرالو تم اپنا  
دیوان بلکہ جو نظم نے سب ترتیب دے لو میں سب کو اپنے  
قلم سے صاف کر دوں گا پھر کاتب کو دیدیا جائیگا آپ کی اس



خوردن و نوازی سے مخدومہ کی ہمت بھی بڑھی گو سب کو نظر اصلاح  
 دیکھنے کا وعدہ فرمایا تھا مگر عدیم الفرستی اور اور اسباب سے  
 آپ دیکھ نہ سکے خود مخدومہ نے ضروری غزلیں کہہ کر پہلی  
 غزلیں چھانٹ کر نظر ثانی شروع کر دی آپ نے اپنے بڑے  
 بھائی صاحب سے کہا کہ براے برکت و رونق میرے کلیات  
 کے لئے پانچ غزلیں عنایت فرمائیے قبلہ مامول صاحب نے  
 فرمایا کہ نہایت خوشی سے پھر پانچ غزلیں اور ایک نظم دی  
 مخدومہ نے مجھ سے فرمایا کہ تم دیباچہ میں اسکو بھی ظاہر کر دو  
 اور انکا پہچانا حوالہ ناظرین کرو آپ رات کو دو- دو- تین تین  
 بجے تک دیوان کے کام میں مشغول رہیں۔ میں تھوڑا سا یہ  
 فریباچہ بھی لکھ چکا تھا تھوڑا سا حصہ دیوان کا مطبوع میں جا  
 تھا۔ بد قسمتی سے نویں ذی الحجہ دسویں شب کو ۱۳۳۲ھ یکایک خلافت  
 توقع بیوقت آپ کی چھوٹی بہن کا دن بھر ہیضہ میں تڑپ کر انتقال  
 ہو گیا اور آپ کو اس صدمہ جانکاہ سے زندگی وبال ہو گئی۔  
 پندرہ برس پہلے سے آپ بیماریوں کی تکالیف برداشت  
 کر رہی تھیں گو نہایت مستقل و باہمت رہیں آلام و امراض سے  
 اس قدر مردانہ وار مقابلہ کرتی رہیں اور ہمیشہ ہنس کر ہر تکلیف  
 کو گذار مرض میں کراہتا تک بھی آپ کو پسند نہ تھا بہت شدت  
 پر آپ تھوڑی کراہتی ہیں مگر آخر ضبط و استقلال کی حد ہوتی ہے

کم غذا ناکر اُس پر بہن کی موت کا صدمہ اور بہن بھی چھوٹی  
 اور جان نثار جنگو عاشق کہنا بھی بجا ہو گا اور معشوق بہن بھی کہنا  
 بجا ہو گا۔ زمانہ اس محبت کو تعجب کی نظروں سے دیکھتا تھا  
 مجھے اپنی اولاد سے زیادہ چاہتی تھیں۔ خدا انکو گلزار جنایاں  
 جگمگہ دے اور ہم سب کو صبر عطا فرماے آمین۔

اس صدمہ جانگاہ سے والدہ صاحبہ کی حالت سخت خراب  
 ہو گئی۔ زندگی کی امید نہ رہی اللہ اللہ کر کے مدت میں آپ کی طبیعت  
 سنبھلی مگر دیوان کے کام کے قابل ابھی تک بھی حالت درست  
 نہیں ہے آخر بھائی سید انوار الرحمن صاحب نے جس حالت میں  
 دیوان تھا کل مطیع بھیج دیا۔ آپ اکثر فرماتی رہتی ہیں کہ گو مجھے  
 بڑے بڑے صدمات پہنچے مگر اس صدمہ جانگاہ نے کہیں گانگاہ  
 زندہ ہوں مگر بیچارہ زندگی سخت جانی ہے۔

بیا موزد کسے از ما طریق زندگانی را کہ عمر جاوداں کر دیم نام این سختی را  
 اللہ تعالیٰ اُن تخیل ہمیشی کو صحن جہاں میں ثمرات رحمت و غفران  
 سے بارور کرے اور ہم سب بتلاے ہجوم و غموم کے دامن  
 دل کو گوہر صبر سے مالامال فرمائے۔ یہ کلیات بعض کی نظر میں  
 ہنسک آمیز بات ہے۔ بعض خیال میں نسوانی کرامات ہے مگر  
 اُن حضرات کو مخدرات اہلبیت کی خطبہ خوانی صفحات تاریخ میں  
 دیکھنی چاہئیں۔ عہد صحابہ کرام و زمانہ تابعین و دور نبی امین

و دور خلفائے عباسیہ اور اُس کے بعد خاندان شاہی و دودمان  
 شرفیوں اور اب سے کچھ پہلے قرۃ العین ظاہرہ وغیرہ وغیرہ  
 کے حالات موجود ہیں۔ مخدومہ نے بعض فارسی اشعار کا ترجمہ  
 بھی کیا ہے تاکہ ایک زبان کا خیال دوسری زبان میں آئے  
 مگر بعض کم نظر اسکو سرتہ جانتے ہیں۔ حالانکہ گلستاں کے فقرا  
 سید عربی علم ادب کے کتب کا ترجمہ ہیں اور قرآن و حدیث سے  
 ماخوذ۔ حدیث شریف میں ہے الغناء غنی النفس سعدی  
 کہتے ہیں تو نگری بدل است نہ مال۔ ذرا سے تغیر سے حدیث  
 شریف کا ترجمہ ہے۔ ایسی ایسی ہزاروں مثال موجود ہیں۔  
 بہت مقام پر مخدومہ نے پابندی مضامین کے سبب غلط  
 مضامین کو غلط جانکر باندھا ہے مثلاً گاؤں زمین یا قاف کا گرد  
 زمین ہونا۔ اور جگہ جگہ آیات و احادیث کا اقتباس تلمیحاً  
 کیا ہے۔ رباعیات میں بہت کچھ فصیح آئینر مضمون سے  
 کام لیا ہے خدا اس کلیات کو مقبول خاص و عام فرمائے اور  
 مخدومہ کو ہم سب چھوٹوں کے سپر سایہ گستر رکھے۔ آمین۔  
 راقم بندہ سید مشتاق حسین مشتاق عفی عنہ  
 جے پور مورخہ ۱۶۔ اپریل ۱۹۱۵ء

## دیباچہ

مجھے آتا ہے رونا اہل عالم کی مصیبت پر  
 کہ نادانی یہاں دانائی ہے دانائی نادانی  
 یہاں تک بے سبب مرعوب ہیں لفظ قدامت  
 پرانے کفر کو بھی لوگ کہتے ہیں مسلمان

جہاں قدامت پرستی کے سبب سے اور تمام آسیائی اور ابراہیمی  
 چیزوں میں ترمیم اہل ملک نے حرام سمجھ لی ہے۔ اسی طرح  
 انشا پردازی اور شاعری میں بھی قدما سے ادنا تجاوز خرق  
 اجتماع بمنزلہ کفر سمجھا جاتا ہے مگر زمانہ نے پہلی کی جگہ نگھی اور  
 ریل گھوڑے کے بجائے بائیکل اور موٹر۔ چراغ کے عوض  
 لیمپ۔ سٹار کے قائم مقام ہارمونیم۔ انگوٹھے کی شیروانی  
 کو افسرہ کی لذت۔ لیمونیز کو دی ہے شاعری میں بھی رفتہ رفتہ  
 ترمیم کی اور اسکے اجتہاد کا سہرا ہمارے دور کے ملن اور  
 شیکسپیر کی حضرت سمس العلماء مولانا حالی مدظلہ مرحوم  
 سر ہے انکے بعد اور چند بزرگوں نے اور بعض نے کچھ

جدید طرز میں لکھا ہے۔ جس کلام پر میں دیباچہ لکھ رہا ہوں اس کی  
فاضل مصنف نے بھی گو وہ پرانی وضع کی آدمی اور قدیمی رس  
پسند کرنیوالی ہے تاہم دونوں طرزوں میں شاعری کا جوہر  
دکھایا ہے۔ قدیم وضع میں زیادہ اور جدید میں کم چنانچہ  
خود کہتی ہیں۔

تھا عہد قدیم صرف غینزہ و ناز  
اور عہد جدید کی ستے قومی آواز  
میں وسط میں واقع ہوں لہذا پروں  
دونوں سے ملا جلا ہے میرا انداز

میں لکھتا ہوں کہ ہر دور کے شعرا نے اپنے زمانہ کا مادہ  
اپنے ہمعصوروں کی معاشرت اپنے وطن اپنے قوم والوں  
کی مستعملہ اشیا اپنے اپناے جنس کے عادات اور مشاغل  
اور جذبات نظم کئے ہیں مگر اسکی کیا وجہ کہ اب کے شاعر  
باوجود ان حالات کے بدل جانے ان عادات کے مٹ جانے  
ان اشیا کے متروک ہونے کے بھی وہی باتیں لکھے جاتے ہیں  
اور اسکو سلف صالحین کی تقلید اور کمال کی معراج سمجھتے ہیں۔

یا اکہی تاجکے کلک سخن سنجان ہند  
مردہ و مغزول مضمونوں کو لکھے جائیگا  
ہوں تو ڈاک اور تار کے عادی ہیں لیکن نظم میں

نامہ شوق اب بھی مرغ نامہ بریجا ایگما

- پہلے تو یہ سمجھنا ہوں پہلے زیادہ میں۔
- ۱۔ قاصد اور مرغ نامہ بریجا۔ اسکی جگہ اب اک اور مار لکھنا چاہئے
  - ۲۔ معشوق گھوڑوں کے سوار تھے۔ اب ابھی موٹر ریل وغیرہ میں پھیرتے ہیں
  - ۳۔ ڈارہی والے معشوق تھے۔ اب نہیں تو شعر اس بیجا کی کوڑکے کیسے
  - ۴۔ آپس میں ہجو بازی جز شاعری۔ اس مہذب مانہ میں اس کے باز آئیں
  - ۵۔ بیدنی بدکاری میخواری موضوع شعر تھی۔ اب کار آمد مریضوں
- بھی لکھیں۔ غرض بقدر تغیر تمدن اور بقدر ضرورت زمانہ اور ذہن شاعری میں بھی ترمیم کریں۔

گلاگت کو ٹمٹم ہے تنگا و ر کی جگہ

اڑتی ہے برانڈی سے احر کی جگہ

اب شاعری کا رنگ بھی بدلو ورنہ

چھکڑے کوندی جائیگی موٹر کی جگہ

مضامین شعر گوئی کو اس درجہ محدود کر لیا ہے اور اسی کو حدود اربعہ ملک شاعری مان لیا ہے کہ جہاں کسی نے اس سے زیادہ لکھا اور سخن سخنوں کی صدا سے مخالف بلند ہوئی کہ یہ باتیں ابھی عالم شعر سے باہر ہیں یہی سبب ہے کہ اس وقت تعلیم یافتہ طبقہ محض عاشقانہ محراب اخلاق مضامین اور بیکار مبالغوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا خود بچتا اور اولاد

کو بچاتا ہے۔ میں طلبا کو بی اے اے ایف اے کو رس پڑھانے  
وقت دیکھتا ہوں کہ فارسی قصائد کے توصیفی مبالغوں کو  
پڑھتے وقت اُنکے چہروں سے تنفر، حقارت اور کراہت  
کے آثار اور تحقیر آمیز تبسم ظاہر ہوتا جاتا ہے میں جب کبھی  
جدید اشیا کو شعر میں باندھ جاتا ہوں مجھ پر طعن و طنز کیجاتی ہے  
ہجو لکھنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مثلاً میں نے عرض کیا تھا۔

۱ ریکارڈ میں حال دل بیتاب بھرونگا  
بدنام کرونگا میں تمہیں خستہ خدا میں  
۲ وہ ریٹل میں بیٹھے تو قیامت ہوئی برپا  
سیٹھی سے پھنکا صورت سرا فیصل ہوا میں  
۳ کیونکر ہوتا شیر مری آہ رسا میں  
بے تار خبر جاتی ہے امواج ہوا میں

اِسپر بہت کچھ لی دی ہوئی داد بھی ملی اور بیداد بھی ہوئی  
اگرچہ اس دیوان میں جدید رنگ بہت زیادہ نہیں تو بھی نیا  
جہاد ہی قوت اور ترمیمی ولولہ کی جھلک پائی جاتی ہے اور  
جگہ مردانہ ہمیشہ مفلوج اور اندھی تقلید کو فخر جانتے ہیں تو  
ایک زمانہ جرات نے جس قدر قدم بڑھایا ہے وہ ایک طرح  
کا قلمی جہاد اور علمی مجاہدہ ہے اس کلیات میں ہر صنف کا  
کلام ہے اور مجموعی طور سے قدرتِ علمیت مہارت سبب

پائی جاتی ہے لیکن پھر بھی یہ کہوں گا کہ بعض نظمیوں میں نہیں  
 تو ہونے سے بہتر تھا تاہم مصنفہ یہ جواب دیتی ہیں کہ میں نے  
 اپنی ہر عمر کا کلام جمع کیا ہے اور ہر درجہ مشق کو محفوظ رکھا  
 ہے خود مجھ سے ممکن تھا کہ میں اُسکو درست کر لیتی مگر ابتدائی  
 کمزوریاں مطبوعہ پیش نظر نہیں اب میں اپنی کم عمری کے کمزور  
 کلام کو بھی دیکھ کر اُسکے بعد والے درجوں سے ملا کر خوش ہوئی  
 حیرت کر دہی اور خدا کا شکر یہ بجا لاؤنگی اور بڑھاپے میں اُسے  
 کھوئی ہوئی طفولیت یاد کر لیا کرونگی۔

مصنفہ ہمیشہ عزیزہ زاد قدر رہا بہت ذہین بہت مشاق  
 نہایت عاقل سچے تجربہ کار کمال عاقل و ذہین مشہور اہل قلم ہیں  
 گرسٹا عری میں کسی کی پورے طور پر شاگرد ہیں والد علامہ کو  
 ایسا کلام تمام و کمال قبلہ گاہی کے اکثر پڑھیں رہنے کی وجہ سے  
 دکھانہ سکیں بھائیوں کو کبھی کبھی اسکی جو دت طبع پر بے انتہا  
 خوشی بھی ہوتی تھی اور میں اصلاح بھی اکثر کبھی کرتا رہا مگر  
 ایسے اسقدر انہماک پسند نہیں لہذا الحاح حاصل رہا کبھی کچھ بنیاد  
 بنا دیا یہ اور بات ہے۔ تو بھی دیکھنے والے انصاف کرنیکے  
 کہ کمزوریوں میں قوت اور ابتداؤں میں انتہائیں جلوہ گر ہیں  
 مجھکو چونکہ بالطبع غزل بیسے شوق نہیں ہے میں نے بھی اپنی  
 پانچ غزلیں اور ایک اور نظم ہمیشہ عزیزہ مصنفہ ہذا کو دیدیں ہیں



زیادہ حالات مصنفہ طالعمرہا کے اُنکے فرزند جگر بند سید  
مشتاق حسین زاد عمرہا نے دیباچہ کے طور پر لکھے ہیں ناظرین  
ملاحظہ کریں گے فقط

## سید نظیر حسن سخا دہلوی

انداز میں شوخی میں سر آریں جیسا میں  
آفت نہ ہو میں شوخی میں قیامتوں جیسا میں  
الفت میں محبت میں رت میں وفا میں  
ہے خاک شفا میں کہیں آقا میں  
تعویذ میں گندری میں قبیلہ میں عا میں  
مخلوق میں معبود میں بندہ میں خدا میں  
عارض میں لبوں میں دست و کف با میں  
مشغول ہوا لکھی میں تو مصروف خا میں  
الزام میں تقصیر میں عصیاں میں خطا میں

اپ کوئی ترا مثل نہیں ناز و ادا میں  
کیا خوب ہ خود کرتے ہیں لاشیٰ میں  
غیرت نہیں آئی تمہیں بات میں ہر گز  
جب دم آخر تو بچا لینے کی طاقت  
اک ہ چہ تو سب کچھ ہو بچا تو بچے نہیں  
اک ادا سا پردہ اک ذنی سا آفتاب  
سرخ کی سبب بکھلا ہر گل لالہ  
عشاق کی خوریزی کیا فائدہ ظالم  
عاشق تو ہمیشہ ہے محبت کی بدولت

تھے ہم بھی کبھی خوبی نقدیر سے  
عرفات میں زلفہ میں مکہ میں منائیں

بسا کر عطر میں لیں سو گھانا کس سے سیکھا ہے  
 قرے پر اور سو درے لگانا کس سے سیکھا ہے  
 وہ اک موقع جدا تھا جو کلیم اللہ کو پیش آیا  
 بتوں نے لن ترانی کا ترانا کس سے سیکھا ہے  
 تراکِ خالِ عارض اور زمانہ شیفۃ اسپر  
 یہ دانہ ڈال کر مرغی لڑانا کس سے سیکھا ہے  
 دکھاتی ہے کف رنگیں طلب ہے دل کی بچھا  
 ہتیلی پر کہو سر سوں لگانا کس سے سیکھا ہے  
 ضرورت ہے مجھے بھی سیکھنے کی میں بھی سیکھو گنا  
 سوال بوسہ پر یہ منہ چڑانا کس سے سیکھا ہے  
 اگر بالفرض میں نے رسم الفت غیر سے سیکھی  
 مگر فرمائیے سارا زمانا کس سے سیکھا ہے  
 دل عاشق چراؤ آرزو ہے گرجانے کی  
 بھری محفل میں یہ آنکھیں چرانا کس سے سیکھا ہے  
 جو دل بیٹھا تو درد اٹھا - کہو تو اس قیامت کا  
 بٹھانا کس سے سیکھا ہے اٹھانا کس سے سیکھا ہے  
 بڑا ہی ناز ہے اُس شوخ کو اپنے کھرے پن  
 کھرے ہیں تو دل وایماں چرانا کس سے سیکھا ہے  
 رے رونے پہ ہسائیے بھی روز لگتے ہیں پروں

ارے کبخت یہ رونا لانا کس سے سیکھا ہے

ریاضِ حمد میں و خراماں ہے قلم میرا  
میں و طوطی ہوں غان چمن تے میں دم میرا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کفر میں بھی رونق بیت الحرام تو ہی تو تھا  
چاک جنے کر دیا کتم عدم تو ہی تو تھا  
جسکی کھانی تھی قسم تیری قسم تو ہی تو تھا  
ابتدا سے مالک ملک قسم تو ہی تو تھا  
کر دیا جسے جہنم کو ارم تو ہی تو تھا  
مانع تکمیل پیدا دو قسم تو ہی تو تھا  
درپے تخریب شاہانِ عجم تو ہی تو تھا  
جسنے رکھوایا انہیں ثابت قدم تو ہی تو تھا

باعث آرایشِ حسنم تو ہی تو تھا  
تا ابد ظاہر نہوسکتا تماشای وجود  
بھول کر غیر کوئی قسمیں مہنے کھائیں عمر بھر  
دونوں حادث ہیں یہ کیسی روح کیسا ماہ  
بنکے نکھار کسے کا تودہ رنگی ہوئی خلیل  
حضرت یوسفؑ کو چہ پہ کھا ہی تے پھیرے  
بے سبب دشوار تھا اہل عرب کا بیخ  
دنییا کو پیش آئے کیسے کیسے معرکے

موتیوں کی کشتیاں دیتی ہو دیریا مگر تیری مرضی پر میں نشا کر جو کیا اچھا کیا	انکی تیر میں موجزن بحرِ کرم تو ہی تو تھا جرح کیسا مالک لوح و قلم تو ہی تو تھا
اس جہاں نفع و نقصان نفع و نقصان ہی ہیں جب ہو پیروں کو کچھ غم و جہ غم تو ہی تو تھا	
<p>مالک دنیا و دین ہو یا محمد مصطفیٰ</p> <p>انبیاء میں مستقل ہوتا چلا آیا جو نور فخر آدم فخر موسیٰ فخر عیسیٰ فخر نوح حور و غلمان باغ و ایوان جسکو جا بہشت خرمن عقل اسطو کو بھی وہ سمجھے حقیر</p> <p>آپ کا حسن و جمال ظاہری باطنی آپ کے ارشاد آساں آیکے احکام سب سے بہتر علم تکوین سے اعلا یہ نقیص شرق سے تاغوب ہیں کل اہل عالم فیض</p> <p>یقصر و خاقان کسری آپ کے خد متکار آپ کیونکر نشتمکین ہو یا محمد مصطفیٰ</p> <p>مگر احکام دیں ہو یا محمد مصطفیٰ</p>	<p>پیشواے مسلمین ہو یا محمد مصطفیٰ</p> <p>وہ حقیت میں نہیں ہو یا محمد مصطفیٰ</p> <p>فخر ماؤ فخر طین ہو یا محمد مصطفیٰ</p> <p>مالک خلد بریں ہو یا محمد مصطفیٰ</p> <p>آپ کا جو خوشہ چین ہو یا محمد مصطفیٰ</p> <p>سب سے بہتر ہے ہمیں ہو یا محمد مصطفیٰ</p> <p>بات وہ جو دل نشیں ہو یا محمد مصطفیٰ</p> <p>چشمہ علم و یقین ہو یا محمد مصطفیٰ</p> <p>اس سے کیا کوئی کہیں ہو یا محمد مصطفیٰ</p> <p>صاحب تاج و نگین ہو یا محمد مصطفیٰ</p> <p>رحمتہ للعالمین ہو یا محمد مصطفیٰ</p> <p>ہب بطروح الامین ہو یا محمد مصطفیٰ</p>
<p>اپنی آل اپنی اولاد اور ادنیٰ کمینز منفک کیوں پیر ہیں خیر ہو یا محمد مصطفیٰ</p>	
ہادی دنیا و دین ہو یا علی مرتضیٰ	انفس خیر المرسلین ہو یا علی مرتضیٰ

آپ جسم گرم کیں ہو یا علی میرے لفظے  
 واقف اسرار میں ہو یا علی میرے لفظے  
 شیر کی صورت میں لستنا دیکھا بھگا  
 نور میں نور یقین نور زماں نور میں  
 حوض کوثر جام گوہر قصیر لرزرا یکے  
 آپسے ہی کیوں نہ مانگے آپ باطن میں  
 یہاں بھی جگہ فرحت اور وہاں باطن میں  
 آپکی شمشیر وہ جو دو کرے اکٹا میں  
 شاہ مرداں شیر زداں حیدر دل دل سوا  
 اس سے اس سے نہ کہیں تم سے فتنہ  
 آپسے ایوان کو زینت آپسے میداں کو زینت

خشم رب العالمین ہو یا علی میرے لفظے  
 ہمد روح الامیں ہو یا علی میرے لفظے  
 در حقیقت وہ تمہیں ہو یا علی میرے لفظے  
 نور ماؤ نور طیں ہو یا علی میرے لفظے  
 قاسم خد بریں ہو یا علی میرے لفظے  
 کیوں کیسے کا خوش چین ہو یا علی میرے لفظے  
 سب سے بہتر کہیں ہو یا علی میرے لفظے  
 تیر وہ جو دلنتیں ہو یا علی میرے لفظے  
 سچ کہتا ہے بالیقین ہو یا علی میرے لفظے  
 اس کے کیا سائل کہیں ہو یا علی میرے لفظے  
 زیور تاج و نگین ہو یا علی میرے لفظے

آپکی اولادہ شکر کنیز بے تمیز  
 بے سبب پر و میں خریں ہو یا علی میرے لفظے

نظر لڑنا ہی پورا فیصلہ تھا دین ایمان کا  
 اثر کیونکر نہ لے دنیا میں آخر دل ہو انسا  
 تر بدل بھی کر آپسے آگیا تو دیکھتا وہ  
 نظر جا کر رخ و لیسویہ گھیریں سچا باہری  
 تر دیکھ نہ پوچھو عاشقوں کا حضرت وا  
 ہزاروں حسرتیں سر کے ٹٹی ہو گئیں دل میں

خدا حافظ مرے دل کا خدا نام صریحاً  
 لگا امید میں امید کا حرا نہیں مال کا  
 سہ بازار کلیک کا جنازہ دین ایمان کا  
 ادھر صبح وطن کا رنگ دہشتام غیر بانکا  
 وضو سے بھی ہے آساں لوتھانا انکے پیمانکا  
 مجھی کو تھا بنانا نوحہ کر گور غیر سبائ کا

<p>کسی نام کی لوں ہاں مگر آنا تو کہتا ہوں      ہونگے زلف مرغ ہرگز جدا آنحضرت وا      عید و گاہ میل سجدہ کیا لاچار کہتا ہوں      ہے جاہیں آنسو کشتی دلیں تم آید ہوں      کہ آنسو س ل ل کر چنا چن میں کون      پس دن بھی مل ہی پر دست کشتی      شب عہد خدا کی واسطے ایسا کرنا تم</p>	<p>ہیں چور دل کا اور ہیں شمس ایمان کا      چلا جائیگا جھگڑا قیامت کفر و ایمان کا      بہت زیور حسن و جمال یار میں      مجھے کیا پھر دوبارہ نوح کو خطرہ طوفان کا      انہیں ہاتھوں سے خون کا کسی یں ایسا      کشتی ہے ابھی تک خار شاہ شوق اور ان کا      نہ آو جانکر اور نام ہو بد نام نسیاں کا</p>
--	--

پڑے چہرہ پہ جب گیسو تو یہ عقدہ کھلا پرویں  
 کہ ہے صبح وطن میں بھی اثر شام غیر سیاں کا

<p>جہاں ریح نہو کوئی بھی سکدین ایمان کا      لکھا وصف میں عمر بھر گیسو پیمان کا      یقین ہے بیٹے کے گر کے چکن چور ہوا      اک انکا دل کہ بالکل عیش منزل جا ہیے ہونا      شراب و صحن جاناں کیا پیئیں جام وینا      میں اپنے دل کا فونو لے رہا تھا در نظر      یہاں بھی ہے بلا کی ظلمت کی ریش      زمانہ اس طرح پٹیا نہیں باقی رہا بالکل      گزشتہ شاعروں کے بیچ طبع آزمائی سے      تو ابھی عقل کے ناخن لو الے پنجر حشر</p>	<p>وہاں سودا بہت شکل ہے جنس و پیمان کا      یہی مجموعہ میرے خیالات پریشان کا      اگر ساغر بنایا جائے تیرے عہد و پیمان کا      اور اک عاشق کا دل منظر ہے جو گور و پیمان کا      غصہ سے ٹوٹنا لڑکے باہم عہد پیمان کا      ہوا جب ختم نقشہ بن گیا گور و پیمان کا      نہو کیوں زلف میں ل پر اثر شام غیر سیاں کا      مرا عشرت میں شربت کا اثر حرام میں حرام کا      پنچھوڑا تار ہے باقی مضامین میں سیاں کا      کہ عیرانی سے یہاں عمر ہی نہیں جو گور سیاں کا</p>
---	--

<p>کیا ہے جسے مجھ پر ظلم ہو اس سے واقف ہوں تیری الفت کے صلح کل کی دنیا میں نہ دلی مری محتاجیاں کہاں کہ میں استحقاق نیکی کر</p>	<p>مگر کیا جا کیوں کرتا ہوں شک و چوچ کر دال کا کہ آئینہ کو جھکڑا مٹ گیا گبر و مسلمان کا اگر دنیا میں باقی ہے کہیں دستور احسان کا</p>
--	--

اداے فرض میں اٹھوں پھر ہوشیار پروں  
سنے کا کون محشر میں مسلسل عذر نسیاں کا

<p>اے قہر چہرہ روشن سے نہ تو بر آیا دل چرانے کے لیے عارض انور آیا مکان الموت ہٹے تھے کہ ستمگر آیا کیا طیر نقہ ہے خبر گزیر کیا بر آیا سوز و فرقت میں ہوا وہ سے دو درو سوز و سحران میں برا حال کیا رو رو کر جلسے آئینہ کو رخسار نے دی صاف شکست یہ میں بھینکنے کے نام سے نکلا ہے غبا واہ ر معجزہ حسن میا نہ قد بھی حسن ہلنے کا تو کیا ذکر ہے وہاں تبتک تیرا پریمکان جو نکلا تو لیے دم نکلا نوجوانی سے پھٹا پڑتا ہے جو بن اٹکا</p>	<p>آسمان کا تھا یہ تھوکا ہوا منہ پر آیا لیجے خورشید بگفت دزد دلا در آیا اک قیامت گئی تو دور سرا محشر آیا کوئی سو بار تو اندر گیا با صہر آیا شعلہ جو دل سے اٹھا اٹھکے جگر پر آیا جب گھگھ اگ ڈبوں نے یہ سمندر آیا منہ دکھا نیکو نہ دنیا میں سکندر آیا جو ترے دل میں تھا ظالم وہی لب پر آیا ناپ میں قنہ محشر کے برابر آیا سر سے شانہ پہ ڈو پیٹہ بھی ڈھلکا آیا میرے دل میں جو بھرا تھا وہی باہر آیا جامہ حسن بھی اس جسم میں پھینک کر آیا</p>
--	--

وہم پرو ہم چلے آئے ہیں ابکے پروں  
ورنہ اکثر کیا دل ہاتھ سے اکٹھا آیا



میرے سینہ پہ ترا تیرے جواؤں کو کر آیا  
 نام بھی پوری طرح منہ سے نہ باہر آیا  
 عرصہ حشر میں جسم وہ ستمگر آیا  
 ماہر و ایک جہنم میں مرے گھر آیا  
 اپنا سر کاٹ کے خود ہاتھ میں لیکر آیا  
 چرخ سیاروں سے بولایہ مرقل کے بعد  
 بیچ والوں نے تو لڑوایا تھا لیکن صد شکر  
 آخر شش سنکے مری گھر شفق پر کا حال  
 وہ ملے مجھ سے تو دریافت کروں گے میں  
 دم لبوں سے مرا آجانے میں باقی کیا تھا  
 آپکے آنے کی امید لگی تھی ورنہ

اسکے لینے کو ٹرپ کر دل مضطرب آیا  
 کہ ترے نام سے پہلے مجھے چکر آیا  
 پاؤں پڑنے لگے لئے فتنہ محشر آیا  
 ساری دنیا کا لگاتا ہوا چکر آیا  
 اب تو کھنٹا مرقا قاتل تجھے باور آیا  
 تھا مننا تھا مننا جلدی مجھے چکر آیا  
 نہیں سچ سمجھنا نہ اس شوخ کو باور آیا  
 آسمان کو بھی یہ صدمہ ہوا چکر آیا  
 تو مرے قلب میں کل رات کو کیونکر آیا  
 سدا رہ ہونی کو اب روئیے شجر آیا  
 ملک الموت کے لینے کو اللہ شہر آیا

صدقہ پیر مغال سے مرانا لہ پیر وین  
 جب گیا گنگرہ عرش ہلا کر آیا

مداح جا بجا ہے قرآنِ نبختن کا  
 لیکن نہ کر سکا کچھ نقصانِ نبختن کا  
 فرمانِ کبریا ہے فرمانِ نبختن کا  
 پورا اگر نہ ہوتا ارمانِ نبختن کا  
 ایمانِ اہل میں تھا ایمانِ نبختن کا  
 ارشادِ نبختن کا فرمانِ نبختن کا

اسلامِ نبختن کا ایمانِ نبختن کا  
 دشمنِ قدیم سے ہے شیطانِ نبختن کا  
 جو حکم ہو بجایا ایجانِ نبختن کا  
 اڑتا عربِ عجم میں اسلام کا پیر  
 ہم کیا تھے اور ہمارا ایمان کیا بچا  
 ارض و سما کے پیرِ نبختن مکاں کے دل میں

گر بد شرت اُنکے بدخواہ ہوں عجب کیا  
 کچھ لوگ فرشتوں میں اب مانیں یا نہیں  
 لیکن بغیر محنت تو حید کی سی نعمت  
 ہجرت کے بعد ہے اکٹھ برس کے اندر

دشمن قدیم سے ہے شیطان نخبتن کا  
 چلتا ہے عیشیوں پر فرماں نخبتن کا  
 ہوگا جو صدق دل سے مہمان نخبتن کا  
 گھر کر دیا فلک بُرا بد نخبتن کا

پرویں مدارج ان کے اللہ جانتا ہے  
 ہے اِنما سے مدارج قرآن نخبتن کا

کیا پوچھتے ہو جاہ و چشم چاریار کا  
 دنیا میں جب تقاطل و علم چاریار کا  
 مخلوق شرق و غرب شمال و جنوب میں  
 چہا کہ بد نہم سے ہے قرآن میں اے  
 وہ اٹھ گئے تو دین بھی دنیا سے اٹھیے گا  
 اُنکے قدم سے باغ ارم تھا حجاز جب  
 جھک جھک گئے ادب سے سلطانوں کا  
 نوہشت بعد توڑی ہے مغز و کی گھر  
 کرتے تھے بادشاہوں کی قسمت کا  
 قرآن میں صلہ میں تارخ میں دلا  
 یہ ہے بقائے نام کہ اتنا دیکھتے  
 جسکو ہے خوانِ نعمت لوان میں نصب  
 کوئی اگر توبوں کچھ اُن کا اصل حال

دنیا میں ہے بلند علم چاریار کا  
 عقلمندی میں اب جاہ و چشم چاریار کا  
 بھرتی ہے اعتقاد سے دم چاریار کا  
 جو کچھ تھا ارتباط بہم چاریار کا  
 صدیوں ہیگانچ و اطم چاریار کا  
 اب مستقر ہے باغ ارم چاریار کا  
 جسد مہوا بلند علم چاریار کا  
 ڈالا ہوا ہے چرخ میں خم چاریار کا  
 چلتا تھا آسمان پہ قلم چاریار کا  
 صد ہا جگہ ہے وصف رقم چاریار کا  
 لیتی ہے نام شہرت جم چاریار کا  
 ہے مدح خوانِ بدلی و کرم چاریار کا  
 کلمہ پڑھیں خدا کی قسم چاریار کا

جس وقت دیکھو سر پر کلیم سیاہ ہے  
نزدیک تھے نبی سے خدا سے قریب ہے

ہے ہفت آسماں کو الم چاریار کا  
خلو نگدہ تھا بیت حرم چاریار کا

پرویں زمانہ عدل سے جمور تھا مگر  
تھا ظلم پر ہمیشہ ستم چاریار کا

دیکھو تو ذرا غضب خدا کا  
اللہ عطا کرے قناعت  
دل و تیا ہوں مفت اور کوئی  
وہاں جھپہ جھنائیں ہو رہی ہیں  
آنا ہوں نزع میں ہوں آؤ  
اب آسے ہو بن کے تم مسیحا  
دامن میں رواں ہیں اتل گلگول  
لایا تو ہے اون کو جذب الفت  
میں ہو ہی چکا تھا زندہ درگور

ظالم نے مجھی کو پہلے تاکا  
فسخ ہے عجیب تمیما کا  
اس قرضہ واجب الادا کا  
پرساں نہیں نفت نار واکا  
یہاں ورد ہے لفظ مہربا کا  
یہ وقت نہیں ہے التوا کا  
جب وقت گزر چکا دوا کا  
مخضر ہے یہ نول مدعا کا  
آیا تو ہے دھیان سینوا کا  
تم آگئے شکر ہے خدا کا

دنیا سے گزر چکے تو پرویں  
جھکرا نہ رہا فاقا کا

جی حال وہاں بھی ہوا ضرور آنے لگا  
ہماری راہ پہ وہ اعظ ضرور آنے لگا  
ناز پڑھنے سے جب منہ پہ نور آنے لگا

کہ اس نے نبی تو یہاں بھی سرور آنے لگا  
کہ ذکر حور و شراب پلور آنے لگا  
مصلیوں کی ہے عاد غور آنے لگا

<p>بڑا تم ہو ایسکن غور آنے لگا  کہ اپنی حد سے زیادہ غور آنے لگا  یہ واعظوں کی سمجھ میں قصور آنے لگا  یہاں سرور تو آنکھوں میں غور آنے لگا  کہ ذکر حور یہ وجد و سرور آنے لگا  ترے حواس میں شاید قور آنے لگا  کہ وقت معرکہ کوہ طور آنے لگا  عدو کہ چہرہ یہ بھی اتوں غور آنے لگا  بہت قریب جو روز نشور آنے لگا  خیال رحمت رب غفور آنے لگا  وہ بنکے بزم میں صدر لصدور آنے لگا  اور اسیہ دعا کہ مجھ کو شعور آنے لگا</p>	<p>شباب آتے ہی کچھ اور نور آنے لگا  نعوذ باللہ تمہیں کیا شعور آنے لگا  ترے مقابلہ میں ذکر حور آنے لگا  وہ ایں سامنے تو دل پہ ہاتھ رکھے کہو  یہ دیکھ لیں تو خدا جا کیا تم ڈہائیں  میں اور وعدہ جنت پہ ترک مے و عظ  بیکار شوق تری لن ترانیاں سنکر  اسے بھی نام خدا منہ لگا لیا تنے  معافی مانگتے پھرتے میں وہ جفا و نکی  ہزار بار کیا قصد تو یہ پھر بسربا  جوانی آتے ہی معشوق اس سے دنبے لگے  جفا و حور سے گھبر گیا دل ناداں</p>
---	--

بتایا تو سہی کوئی خطا بھی پرویں کی  
تمہیں تو غیظ و غضب بے قصور آنے لگا

<p>مرجیاصل علیاے مرجیاصل علیا  ور در کھ تو کبھی دلاصل علیاصل علیا  لکھ لیا کہ روزیا شافی شفاصل علیا  بچا ہے کہتے ہیں شاہ و گداصل علیا  منتقد ہرورد کے پاشفاصل علیا</p>	<p>نام پر حضرت کے کہتا خدا اصل علیا  اسماں بھجے ہیں جب ملائک تک درو  کہ تجھے مطلوب ہے امراض عیساں سے تجا  جب خطاب عام سے کوئی بھی مستثنی نہیں  رات دن میں بیشتر گزشتخلہ اسکا راز</p>
--	--

<p>جب سنے نام محمد ہجرت تو فوراً درود سکھتی کرنے پڑتا کہ ہی فرعون نفس پہلے سن کے عاشقوں کے لب سے تو شور درو میرا ذاتی علم ہے یہ میرا ذاتی تجربہ بادشاہ دین دینا ہمیں محمد مصطفیٰ</p>	<p>اسم سامی سے نکرہ گزرا اصل علی دست ایماں کو ہے موسیٰ کا عطا صل علی جا کے پہنچا پھر مدینہ میں صبا صل علی ثالثی ہے میرے سے ہر بلا صل علی دونوں عالم تجکو کر دیگی عطا صل علی</p>
<p>ایک دم میرا ہے پرویں اور لا کھوں مشغفہ پڑہ نہیں سکتی میں حسب مدعا صل علی</p>	
<p>ہمارا حال تباہ و سقیم تھا کہ نہ تھا کہا جو حشر میں کیوں کی تو پوچھوں گا ہزار سو گئے میرے کے ساتھ اس سلو جو دیا تھا غیرے کیوں کے بات حیرت میں مجھے جو دیر لگی حشر میں تو کیا ڈر ہے ذامت اسکی ہے ہجکو بھری ہوئی محفل</p>	<p>مگر خدا بھی عظیم و حکیم تھا کہ نہ تھا کہ تیرا نام غفور الرحیم تھا کہ نہ تھا ہمارے دوش پہ بار عظیم تھا کہ نہ تھا ہمارا سابقہ تم سے قدیم تھا کہ نہ تھا مرا حقیقہ عیساں رحیم تھا کہ نہ تھا اور اسپہ غیر تمہارا اندیم تھا کہ نہ تھا</p>
<p>گناہ حشر میں سب غفور ہو گئے پرویں مرا کریم غفور الرحیم تھا کہ نہ تھا</p>	
<p>نہ آیا کہ وعدہ وصل کا اقرار تھا کیا تھا برا ہو بدگمانی کا وہ نامہ غیر کا سبھا صد سنتے ہی گویا مردنی سی جھاگھی پیر خدا کا دوست ہے تعمیر دل جو شخص کرتا ہے</p>	<p>کیسے بس میں تھا مجھ تو تھا لاچار تھا کیا تھا ہمارے ہاتھ میں تو پیر چہ اجزا تھا کیا تھا یہ شور صور تھا یا وصل کا انکار تھا کیا تھا خیل اللہ بھی کعبہ کا اک مہار تھا کیا تھا</p>

نہ آئے تم نہ آؤ میں نے کیا کچھ منتیں کی ہیں  
 ہو میں جب اڑا پر وہ تو اک بجلی کی گونجی تھی  
 ملا تو ہم سے محفل میں جو شرب کو غیر کیوں بگڑا  
 مری میرت پہ نام کرتے ہو اللہ کے چالاک کی

تمہیں نے خود کیا تھا عہد یہ قرار تھا کیا تھا  
 خدا کا تمہارا پر تو رسا رہا کیا تھا  
 ترا حاکم تھا ٹھیکہ دار تھا مختار تھا کیا تھا  
 خبر ہے خود تمہیں مست سے میں بیمار تھا کیا تھا

ہزاروں حسرتیں بیتاب تھیں ہاں ہر نکلنے کو  
 وہ سوئے تیں بھی پروں فتنہ بیدار تھا کیا تھا

کون ہوں میں جو بڑا ان کج مرا غم ہوگا  
 نہوئی صلح تو افسوس یہ عالم ہوگا  
 گل چین میں نہیں کرتے ہیں مرا غم نکرس  
 زلف میں دل ہے مگر چور تیاؤں کو  
 جتنا آؤ گے مجھے عید کی گھڑیاں تونگی  
 نہ جوانی سے مخصوص نہ یہ پیری سے  
 راز کھل جائیگا دنیا یہ سیجائی کا  
 کان میں اُنکیاں دیلوں تو سنلوں اور

دنیا سازی کج ہو ابھی تو بہت کم ہوگا  
 عید کا چاند مجھے ماہ محرم ہوگا  
 عنایت لبوں میں بڑی دوسم ما تم ہوگا  
 زلف کے نام سے وہ درہم و برہم ہوگا  
 جب آؤ گے اسی روز محرم ہوگا  
 مے سے نخرت نہو وہ بھی کوئی موسم ہوگا  
 تجھ پہ جس روز خدا عیسیٰ مریم ہوگا  
 دین کا کام ہے یہ سب مقدم ہوگا

جائینگے ہم بھی خدا چاہا بخت کو پروں  
 مگر اسوقت کہ جب غم مصمم ہوگا

مجھی کو وعدہ خلائی کو انتخاب کیا  
 مانعت پہ بھی شعل شراب ناب کیا  
 عدو کے ساتھ جو شعل شراب ناب کیا

جلا جلا کے خدا کی قسم کسب کیا  
 سنبھالے کون خدا نے جسے خراب کیا  
 جلا جلا کے مجھ بزم میں کسب کیا

<p>سوال کر کے مجھے خوب لاجواب کیا ذلیل آپ ہوا اور مجھے خراب کیا خدا نے کیوں تجھے لاکھوں میں اتنا بھیا جو کام میں نے کیا لائق عتاب کیا سیاہ روئی کے اظہار کو خضاب کیا خراب وہ بھی ہو جس نے مجھے خراب کیا</p>	<p>جرو دکھا دل نہیں پہلو میں تو وہی مانگا بچھاپنے دل مضطر کی حرکتیں دیکھیں اگر ہزاروں فدا ہیں تو یہ مقصود ہیں سب کہہ ہی فدا ہوا اسپر کہی بلائیں لیں امید غنچو بھی اس شکل میں ہے گستاخی بہت ستیا یا مجکو تو میں بھی کھتا ہوں</p>
<p>مجھے ہے کتنی ندامت میں کیا کہوں پر یوں کر وروں نکلیں خطاؤں کا جب حساب تھا</p>	
<p>تو اُس نے ہٹتے ہی تیغ ادا کا وار کیا کہ خوف غیر سے کیوں جبر اختیار کیا نہ ہمکنار ہو سے اور نہ ہمکنار کیا خوشی کے وقت مجھے خوب سوگوار کیا بہت جو قصہ ہجرال میں اختصار کیا سجھ کے ماہی بلیتا بے قرار کیا فقط یہ جرم ہے میرا کہ تم کو پیار کیا مرا مقصود ہے چوروں کا اعتبار کیا ہمیں نے تیغ دی تم کو ہمیں پہ وار کیا</p>	<p>کھلے لگا کے جو اُس بت کو میں پیا کیا یہ سوچ کر اُسے محفل میں ہم نے پیا کیا چلے گئے وہ شب بے حد مجکو بہلا کر نہ آئے آپ تو شب بے حد تے پیٹتے گزری سحر تک اُسکو نہ سونے دیا نہ خود سو یا جو پوچھا دل پتہ کیوں تو تنسکے کہا ستار و کوچے دو مجکو جلاؤ قتل کرو تمہاری دزدوخا سے نہ دل بچائے رکھا ہمارے ناز اٹھانیسے تم نے مشوق</p>
<p>جو غفل رکھتا ہو واعظ سے کیا کہے پر یوں خدا نے اُسکو خدائی کا فوجدار کیا</p>	

دل کی نہ پوچھو بات دکھ پائے رہ گیا  
 اظہار عشق لب یہ مرے آگے رہ گیا  
 محفل میں چلی تھیں ذرا سے شوخیا  
 سب سے نہ عرض حال ہوئی عجب حسن سے  
 اللہ خیر کجیو قاصد کو کیا ہوا  
 منہ سے تو ہو سکا نہ سوال زکوٰۃ حسن  
 اُس کا خدنگا نہ نہ پہنچا رقیب تک  
 واعظ بنا تو کوچہ جاناں ہے یا جناں  
 یہ شیخی میں ہ گیا جو وعد و اعتدال سے  
 ایمان دین جان تن و دانش و خرد  
 میں گیا تو لاش یہ کہنے لگا وہ شوخ

اک پھول تھا کہ ٹوٹ کے مہرہ کے رہ گیا  
 اچھا ہوا کہ نرم میں شرمہ کے رہ گیا  
 ظالم سمند نہا زکوٹھکرا کے رہ گیا  
 بول اٹھا کوئی اور کوئی گھبرا کے رہ گیا  
 یہ بھی کوئی ادا ہے وہیں جا کے رہ گیا  
 حیرت زدہ میں ہاتھ کو پھیلا کے رہ گیا  
 میری ہی دل کو شکرت ہے برا کے رہ گیا  
 جو وہاں گیا وہ شخص وہیں جا کے رہ گیا  
 اتنی کسے ہوئی کہ وہ جھلا کے رہ گیا  
 ظالم سپہوں کی قیمتیں ٹھیرا کے رہ گیا  
 یہ صدمہ فراق میں کچھ کھا کے رہ گیا

اس سے بھی بد نصیب ہے پروں کوئی بھلا  
 جو شخص بہر پھیر میں دنیا کے رہ گیا

تہ مکو کام کرنا تھا نہ مکو نام کرنا تھا  
 وہ میری بات نہ ہمراہ رہنے پر یہ کچھ آٹھے  
 جو کی تعریف انکے دوستوں سے تو وہ ہتھیوں  
 شراب شوق مینی تھی تو دل پر جبر کرنا تھا  
 اگر بے پردگی منظور تھی محفل میں آنا تھا  
 دو حرفی بھی کوئی تحریر میں تحریر ہوتی کر

فقط دنیا میں آگے چین آرام کرنا تھا  
 تمہیں بد نام ہونا تھا مجھے بد نام کرنا تھا  
 ہمارے راز کو اس طرح طشت ازبا کرنا تھا  
 دہن کو اپنے بول کی طرح سے خام کرنا تھا  
 اگر کرنا تھا مکو خوب فیض عام کرنا تھا  
 اگر لکھنا تھا نامہ حال سب ارقام کرنا تھا



<p>اگر مجھ سے ملے تھے تو بگڑنا مناسب تھا یہ کیا جو بڑھکے دی قیمت اسی کو صل کا تھو</p>	<p>بڑی خوبی سے اس آغاز کا انجیام کرنا تھا یہ جنس حسن کجی اس طرح سے نیلام کرنا تھا</p>
<p>بڑا افسوس بیکاری میں کھوئی عمر پرویں اسے دنیا میں کے کوئی عمدہ کام کرنا تھا</p>	
<p>دن رات ستانا کبھی آرام نہ دینا میر جا ئیگی دنیا کبھی سرمہ نہ لگانا خوش ہوں کھنخفا آپ بھی لیلوٹ ہیں کچھ ہے تو کرا تا جو دل دیتے ہیں تلو مجبور کیا ہے تو سنا تا ہوں میں قصہ جاننا نہ ہوں جانبازیوں کی سیر لودھو</p>	<p>میں لطف سے کتر مجھے الزام نہ دینا خونخوار ہیں آنکھیں انہیں صمصام نہ دینا یہ کیا کہ پلٹ کر دل نا کام نہ دینا ناقص ہو تو یہ شرط سہی دام نہ دینا لیکن یہ کہے دیتا ہوں دشنام نہ دینا بوسہ کے سوا اور کچھ انعام نہ دینا</p>
<p>اللہ رے عیار یہ تاکید ہے پرویں لکھ دینا۔ زبانی کوئی سیغام نہ دینا</p>	
<p>موتوم اوٹ میں حلین کے ایسا ہونہیں قرہ تھا سے رکا افسو کا قطرہ ہونہیں کہنا ظالم نہ بل باوں میں سر ادل تو فریا رہیگی و اخطو نین اور مجھیں یہ جھنڈ خدا کی شان وہ کس ناز ستی تن تنے کہتے ہیں ہمارے ساتھ اعدا شرط بد کر رہے ہیں وہ جیتک با م پر ہے اور یہی چلنی نہیں سکتی</p>	<p>حجاب آنکھوں کا جب اٹھا تو پردہ ہونہیں میرجان بال سے رکجے دریا ہونہیں ہاتھیں دیکھے ہو اسپہ دعوا ہونہیں وہ مجھ سے ہونہیں سکتے میں افسا ہونہیں میسے سجا بھی یہ بیمار اچھا ہونہیں جو نالہ ہے وہ نالہ ہے ہی دریا ہونہیں مرہ و خورشید کا بھی بول بالا ہونہیں</p>

<p>ہوں جب تک کہ یکساں یوں میں نہیں مجھے محفل سے نیراری نہیں نہانی سوزت تنبیٹھے ہینم غیر میں سے کیوں دیکھا نئی حد زیادہ شہرت دیدار کی لذت</p>	<p>وہ سید رہے ہیں تو میں ہا ہوں نہیں سکتا بیانِ دروقت حسبِ منشا ہوں نہیں سکتا ہمارا عذرا ب کوئی پذیرا ہوں نہیں سکتا اگر کم کہے چھکے تو رسوا ہوں نہیں سکتا</p>
--	---

بل جاتی ہے آسانی سے دشواری منٹ بیٹھ  
خدا کا فضل ہو پروں تو پھیر کیا ہوں نہیں سکتا

مگر ہمیں بھی کبھی ہر سہ کلام ہونا  
کسی سے طور پر اسدن کلام ہونا تھا  
بڑا ہی آج تو یہاں اہتمام ہونا تھا  
عزیز مصر کو تیرا غلام ہونا تھا  
ہماری خاک کو بھی صرف جام ہونا تھا  
سنارے قتل میں جس دم و ام ہونا تھا  
وگرنہ اُسکا بڑا حشر ام ہونا تھا  
صفت نماز میں تج کو امام ہونا تھا  
مے دو آتشہ کو کیوں حرام ہونا تھا  
ہر ایک چیز کا ایک ختم تمام ہونا تھا  
جہاں میں کچھ تو قرار و قیام ہونا تھا  
وہاں سے کوچ یہاں پر مقام ہونا تھا  
یہہ مینڈکی کو بھلا کیوں کام ہونا تھا

سمن ضرور تمہارا غلام ہونا تھا  
یہ اتفاق کہ موسیٰ کا نام ہونا تھا  
غیر ب خانہ پہ آئے تو منسکے فرمایا  
عجیب بات ہے یہ یوسف سے کیوں ملی  
ہمارے دل میں نزل سے تھا میکہ کا عشق  
نکالائے کو پہلو سے کیا ستم ڈھایا  
بگڑ کے رندوں کے عزت گنوائی واعظ  
بڑی خوشی سے ہر اک سر بھگاتا قد منور  
ملین حضرت اعظ تو اُن سے میں لوجھو  
ہماری موت پہ روہیں کیلئے آج اب  
دور روزہ عمر میں بھی دیکھ بھال سکے  
اٹھے تھے نرم سے جس وقت میرے گھرتے  
عدو بھی وصل کا طالب ہے اے تری قدرت

<p>وہ آئے فاتحہ خوانی کو خلق کے ہمراہ ہماری قبر پر بھی آرزو جام ہونا تھا</p>	
<p>جہاں غم بھی کوئی غم نہیں۔ جگمگا پریوں غم حسین علیہ السلام ہونا تھا</p>	
<p>کسی کا ڈر ہے بخوف و خطر کہہ کہ ہاں بھونکا مرے دل جنازہ تو نے لیجا کر کہاں بھونکا پیرسی تھی گوشہ دل میں سرسار اہیاں بھونکا ترے کانوں میں کس شخص نے اے بدگماں بھونکا حواس و ہوش کا تے ہی اتنے خاناں بھونکا شر ریزی سے میں مفت اپنا آشیان بھونکا وہ کہتے ہیں دکھا ہمنے کسے بھونکا کہاں بھونکا قیامت صحر تو نے مفت بھونکا ریاں بھونکا کہ تو نے جا کے کیا اس حیرت بھونکا بھڑک کر کیوں نہ تو نے سائبان آسماں بھونکا</p>	<p>مرا دل کو ہن ہے کہ تو نے ریاں بھونکا خدا کی واسطے یہ تو تباہے آتش الفت فنا کر کے ہی مج کو غم آتش کی چنگاری بشر کیا حور کو بھی میں دیکھا ہو تو غارت تجلی عشق کی پڑتے ہی لہر ہو گیا بون گلوں نے جب کی پروا تو میں نے کہا رو دل ریاں کو کیوں نہ پنے پہلو نکالوں میں شہیدان محبت اپنی قبروں سے اٹھینکے جلے جاتے ہیں ہر بات تقاصد بھونکا بہت تکلیف دہی اسے مج کو ایدل سوزناں</p>
<p>عدو واقف تھے تم پریوں کے ہاں گل چھپ کے یہ قصہ شہر بھر میں اور کھنے میری جاں بھونکا</p>	
<p>اک طرف گلچیں کا کھٹکا اک طرف صیاد کا ہاتھ کیا دل کا نپ کا نپ اٹھ مر مر جلا د کا دا میں بیدا د کا بیدا میں ہے داو کا تیرا دل تیرا ہے میرا جگر فولاد کا</p>	<p>خاک جی خوش موچمن میں بلبل ناشاد کا تو سہی ایسا مجاؤں شعور و غل فریاد کا اسکے لطف و جوڑی ہے کیا ابجاد کا تو کیے جا ظلم پر ظلم اور میں صبر و سکب</p>



<p>فطر نگیں سے اُس گل کا سراپا ہو گیا ہم دکھا دینے تمہیں گر خستہ برپا ہو گیا خرمی کا بھی سحر کے ساتھ ٹڑکا ہو گیا نامہ اعمال عصیاں کا سفینا ہو گیا انکے قامت سے مگر رتبہ دو بالا ہو گیا اے دل بیمار لکڑی کا سہارا ہو گیا</p>	<p>کہنچتا تھا میں تصویر میں گلستان کی شبیہ میری ہی فریاد ہو گی یا خرام نازیا میرے جین رخصت ہو قبل از طلوع آفتاب غرق دریا تفکر ہوں کروں تیرے کیا حسن روزا زل ہے حسن کس کو ہو کلام تیرے ہاتھ آیا کوئی تیر فرہ اچھا ہوا</p>
<p>اس میں میں جو شہزاد بیرون دریا سخن اک غزل کا قصد تھا لیکن دو غزلا ہو گیا</p>	<p>انکو ہندی ملتے ہی ملتے سویرا ہو گیا اے زہے تقویٰ شکاری میکش تج کی آبرو زہری سے ایسی عشق میں عزت بڑھی زلف کیوں کھولو نہ آگے دل اصلا دایم بھاگتے میں ند بادہ خوار تیرے نام سے چشم ساقی کیا پھر می کش جو دور لگے میں گزر جاؤں تو لکھ دینا سلو ح فرما قہر ڈھائے اُسکو ہو جا اگر زیور کا شوق</p>
<p>گردش تقدیر سے کیا رنگ اٹسا ہو گیا رات دن یا ساقی کو ترو نطق ہو گیا جو یہاں قطرہ گھاوا ہانٹے دریا ہو گیا مرغ زیر کاپ ہو کا گھا کے دانا ہو گیا واغظا کیوں بن آدم ہو کے ہوا ہو گیا کا سہ سبز زم مجنوں کا پیا لا ہو گیا عاشق دل سوختہ نذر اطب ہو گیا حسن دو دو بالیوں سے جب دو بالا ہو گیا</p>	<p>غرق دریا سے تفکر ہوں میں پرویں کیا کروں نامہ اعمال عصیاں کا سفینہ ہو گیا</p>
<p>ہاے کیوں دشت میں گلزار ام یاد آیا</p>	<p>جا کے فردوس میں بھی کوی صنم یاد آیا</p>

<p>بندگو مجکو ترے سر کی قسم یاد آیا          کیا تمہیں اور کوئی تازہ قسم یاد آیا          کوچہ یار میں گلزارِ ارم یاد آیا          جب خدا کی تھی ضرورت تو صنم یاد آیا          شوقِ زادی میں میدانِ علم یاد آیا</p>	<p>عاقبت میں کھلانا مہ اعمال مرا          تختہ مشق ہو درکار تو میں حاضر ہوں          غیرت حور کا جب دور سے پہچان لیا          مرتے دم بھی نہ مثال سے کسید کا نقشہ          بارافکار سے جب دگئی جان عاشق</p>
<p>آج کیوں روتے ہو پروں کو تباؤ تو ہے          آج کیوں راہِ رومک عدم یاد آیا</p>	
<p>ایا گرفتارِ مصیبت ہو یا کام آیا          ہاں یہ دوستِ بروقت میں کیا کام آیا          بھول کر بھی جو مرے لیے ترانہ آیا          انگلیاں اٹھنے لگیں پھر وہی نام آیا          اب تو خورشیدِ جوانی کا لب بام آیا          انکورونے کے سوا اور نہ کچھ کام آیا          دوست کوئی نہ عیادت کو لائے جا آیا          ماہِ نو چرخ میں تو لے ہوئے صمصام آیا</p>	<p>جاکے واپس نہ وہاں سے دل کا کام آیا          میرے بدلے تو خنجرِ دل نا کام آیا          قوتِ ناطقہ نے منہ کی بلائیں لیں          انگلی محفل میں حوج حاضر دل نا کام ہوا          بولے آئینہ دکھا کر یہ مجھے موئے سفید          اشکِ شوئی مری فرمائی یہ اسنے کھل کر          چلتے چلتے بھی کوئی کھونٹ تو تیرا جاتا          عید کی خاکِ مسرت ہو مجھے انکے بغیر</p>
<p>نوجوانی بھی لٹی آئی بلائیں پروں          فصل گل لے ہی صیب دینے دام آیا</p>	
<p>تیرا گرجو کے تو بڑ بکروار کر شمشیر کا          کرا طاعت یاد رکھ یہ ہے عملِ کسیر کا</p>	<p>ماہِ نامقصد سے گر عاشق دلگیر کا          جب کسی صورت پہ نگہے دل بے پیر کا</p>

<p>اسکو میرے ساتھ ہی کھین اجا قیر واہ رجا دو بیانی غیر سے تھے ہم کلام سب کی سن لیتا ہے باتیں سب کو دیتا ہر مانگ سید ہی تے کرتے انکو ادھی دھلگئی ہے اگر تقدیر یا ورنہ بل نالاں نہ ڈر</p>	<p>دل نہیں آئینہ ہے یار کی تصویر کا دیکھتے ہی دیکھتے رخ نہیہر گیا تقریر کا چو کھی لڑتا ہے کیا کہنا تری تقریر کا کنکھی کرنی بھی کوئی لانا ہے جو شیر کا راستہ میں گر ٹھیک اڑ کے پیکاں تیر کا</p>
<p>مجھ سے گر پوچھو تو پروں سے شیرب کی تیز خاک کی چٹکی جہاں کی کام دے اکسیر کا</p>	
<p>غریب آدمی کو کھٹا پادشاہی کا خدا نگاہ کو روکے رہا ہوں فرقت میں امید کیسے ہو محشر میں سرخروئی کی سلام تک نہیں لیتے کلام تو کیسا شکست وقوع کا ذمہ نہیں دل تاداں خضاب کتے ہیں دینا سے جب گزیرے نہ آسماں کی عنایت نہ مہرباں وہ شوخ ستید بالوں کپسولے خضاب کتے ہیں</p>	<p>پیش خیمہ ہے ظالم تری تباہی کا یخاں ہے مجھے افلاک کی تباہی کا ہمیشہ کام کیا ہو جو روسیاہی کا فقیری میں بھی بخت ہے بادشاہی کا اڑے ہزار میں یہ کام ہے سپاہی کا شگون کرتے ہیں پیر میں روسیاہی کا نہ پوچھو حال غریبوں کی بے پناہی کا گیا زمانہ جوانی میں روسیاہی کا</p>
<p>خطا میں ہو گئیں سعد و مہج سے ای پروں گواہ خود ہے خدا میری بیگناہی کا</p>	
<p>محفل میں غیر ہی کو نہ ہر بار دیکھنا آجاز بنہ سے ہے جو رخسار پر غبار</p>	<p>میرے طرف بھی بھول کے سر کا ہر دو اگلے برس سے خط گلزار دیکھنا</p>

<p>منظور ہو جو اب گر بار دیکھتا      بولے کہ رات دن درو دیو اور      کھتے ہیں کوئی اور طرح دار دیکھنا      میرے سوانہ اور خیریدار دیکھنا      زقار دیکھنا مری گفتار دیکھنا      کتنا بڑا ہے کتہہ دستار دیکھنا      لہذا ونگار و سہ پر انوار دیکھنا      ہمت نہ پا کر نادل بیمار دیکھنا</p>	<p>جس وقت گفتگو ہوں تو دیکھو انہیں کوئی      میں نے کہا کہ بجز میں کچھ مشغلہ نہیں      کہتا ہوں جب میں انیسے بناؤ سنگھار      میں جان بھی دریغ کروں لوگناہ گاہ      وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کچھ عجیب تو نہیں      شیخ زماں قدیم روش کے بزرگ ہیں      وہ بار بار دیکھتے ہیں آئینہ میں منہ      چلتے ہیں کوئے یا میں سے وقت امتحان</p>
<p>ہو تیار پھونک پھونک کے رکھنا یہاں قدم      پرویں ذرا زمانہ کی رفتار دیکھنا</p>	<p>نہ رکھا تم نے زمانہ میں ٹھکانا دل کا      کہی بادی میں حیران کہی میرا نہ میں      برکت عشق سے اللہ سے شہرت اسکی      کو چہ زلف میں سکس کھڑا رہنے کے      عمر بھر خوب مصیبت مصیبت چھیلی      بیوفائی کی شکایت پر وہ فرمائے ہیں</p>
<p>بچھوڑ دو چھوڑ دو واسطہ ستا نادل کا      کوئی دنیا میں نہیں خاص ٹھکانا دل کا      ساری دنیا کی زبان پر فسانا دل کا      اور دنیا میں نہیں کوئی ٹھکانا دل کا      ہاے کہنا ہی کہی سمنے نہ مانا دل کا      اب تک آیا ہی نہیں ہم کو لگانا دل کا</p>	<p>کس قیامت کے یہ عیار ہیں تم پر پرویں      خوب رویوں سے کوئی سیکھے اڑانا دل کا</p>
<p>لیکن میں جانتا ہوں کہ مجھ پر غتاب تھا</p>	<p>ظاہر تو اہل نرم سے انکا خطاب تھا</p>



<p>وہ اُسکا تھا جواب اُسکا جواب تھا دیکھا تو یہ کہ خانہ ہستی خراب تھا چہرہ تھا ماہتاب تو رخ آفتاب تھا دنیا کے انساٹ کو دیکھا تو خواب تھا محشر میں عذر خواہ بھلے کو شباب تھا</p>	<p>رخ ایک آفتاب تھا اک ماہتاب تھا طوفان موت آتے ہی دنیا بدل گئی اُسکے سبب وادیٰ یمن تھا میکہ تھی بوستان عمر میں دوروز کی بہا موقع برا تھا ملتی خدا جانے کیا سزا</p>
<p>پیروں فقط ہوا کے سہارے تھی زندگی بحرف میں عالم ہستی جباب تھا</p>	
<p>کیا اڑ گئے جہاں سے مروت کو کیا ہوا اُترا ہوا ہے منہ تری مروت کو کیا ہوا کھلتی نہیں کہی مری قسمت کو کیا ہوا اُس پاک بے نیاز کی قدر کو کیا ہوا اُلتی نہیں یہاں سے مصیبت کو کیا ہوا ایدل جواب دگری ہمت کو کیا ہوا وہ ہی ہستیں ہیں مصیبت کو کیا ہوا فرامیئے تو جسے کہ حضرت کو کیا ہوا ملتی نہیں ہے چشم مروت کو کیا ہوا کسی اُجڑ گئی شبِ فرقت کو کیا ہوا</p>	<p>خالی ہیں قلب مہر و محبت کو کیا ہوا شاید چڑھی ہوئی ہے زیادہ ترانہ رہتا ہے بند کیوں در مقصد میرے لیے کرتا نہیں ہے اُس بت کا فر کو مہربا میرے سوا ہیں اور بھی دنیا میں نصیب آہ و بکا یہ کیوں نہیں ہوتے وہ تھرا کیا پوچھتے ہو عشق میں مٹی خراب ہے آپ اور میکہ میں مبارک ہو بسا آگے ہیں منے کو بجائے ہوئے نظر ساری بلائیں اُل گئیں بارش وصال</p>
<p>کہتے ہیں بات بات یہ کافر ہر ایک کو پیروں ستم ہے اہل شریعت کو کیا ہوا</p>	

آپ ہی ملتے تھے مجھ سے آپ ہی انکار تھا  
 قتل بھی میرا محبت کا فقط اظہار تھا  
 دوستوں الفت کی بیماری مارا ہے مجھے  
 دوستوں نے بار بار اس سے جو پوچھی وجہ تو  
 گلشن حسن تباہ نہیں بل بھی کھو خارجی  
 اسکی عنائی بھی کھلی گل رعنا دوزخ  
 اپنی کرنی پارا ترنی جو کیا میں نے کیا  
 غیر بر لطف و کرم کا جب آیا کچھ جواب  
 کس داسے دل لیا یہ ہو جانا گری  
 دل کے دینے کا ہے خمیا زہ و گرنہ ہو گیا  
 تو نے ہلا کر دیا قاتل مجھے معنون ہو  
 سر گیا تو سر کے ساتھ اذام بھی جاتا رہا  
 سب کے سب چپے لگا کر آنکھوں سے جو یا کرم  
 غیر کی تعریف کو اب اور کیا درکار ہے  
 اسکے گھر میں جاتے ہی سکتے ساجی ہو گیا  
 کون جاکان تارک سکے مچھ چپ لکھی  
 لاکھ مشق تو نہیں بھی بیٹھا تو اونچا ہی ہا  
 فوج خوبی ہے روپاں تھی وہی ہے ہوتم  
 سرک عاشق کا سبت پوچھا تو غمزہ سے کہا

آپ ہی خوش آپ ہی ناخوش کیا اسرار تھا  
 سرسبز دوشیں کس تھا اور انکو بار تھا  
 یار دل آزار تھا میں عاشق آزار تھا  
 اُسنے دق ہو کر کہا اسکو بڑا آزار تھا  
 کوئی دل آرام تھا اور کوئی دل آزار تھا  
 گا ہے دل آرام تھا اور گا ہے دل آزار تھا  
 خود ہی دل آرام تھا اور خود ہی دل آزار تھا  
 بات یہہ کہہ کر اڑا دی اسیں کس اسرار تھا  
 ناز کو اقرار تو انداز کو انکار تھا  
 کوئی دل آرام تھا یا کوئی دل آزار تھا  
 دوشیں سرسبز تیری شفقتوں کا بار تھا  
 سر کے بل چلنا محبت میں بہت دشوار تھا  
 کیا کہوں اُس بت کا کھرا اللہ کا دیر بار تھا  
 جتنا آنکھوں نہیں سبک اتنا ہی دل سبار تھا  
 اک عجائب خانہ تھا یا حسن کا بازار تھا  
 لشکر اظہار کا ناہ علم بردار تھا  
 لشکر خوبی میں وہ گویا علم بردار تھا  
 کیونکہ تم سر دار تھے یوسف علم بردار تھا  
 کیا بتاؤں نرگس بیمار کا بیسار تھا

<p>کشتی میں صرف چلنے کی کسر بھی ساقیا</p>	<p>بحرِ غم سے ورنہ ایک دم میں ٹیرا بار تھا</p>
<p>تو سن عمر رواں پروں جھجک کر رہ گیا</p>	<p>پھانڈ جانا عالم ہستی کا کیا دشوار تھا</p>
<p>جبتک وہ فاتحہ کو بلا یا نہ جائیگا غیرونگے ساتھ چین مساک نہیں کہ ہم ہاں ار کہہ زخم سے ڈرتے نہیں ہیں ہم پامال کرنے حسرت ارا ماں کہ دل مرا اک اور بھی طریق نصیحت ہے عطا سوار میرے دل کو نگاہوں سے تو گرا ہر حال میں نظر رہے سطرچ عشق میں یہ بجاتے ہو جلا نیکو نرم رقیب میں دل مانگتے ہیں اور جو میں تو چہتا ہوں نام کوشش کرو نگار از محبت چہا رہے</p>	<p>ہم گزرا فزا ر بنایا نہ جائیگا جاتے ہیں ہاں جہاں سے پھرایا بجیگا طعنہ ہے یہ بھی کوئی جو کھایا نہ جائیگا جب کہ او جڑ گیا تو بیا نہ جائیگا یوں تو کسی کو راہ پہ لایا نہ جائیگا یہ اشک تو نہیں جو اٹھایا نہ جائیگا نقشہ بگڑ گیا تو سنا یا نہ جائے گا میں کیا کہ اسکے گھر اسایا نہ جائیگا کہتے ہیں تم کو نام بت یا نہ جائیگا لیکن مبصروں سے چھپا یا بجیگا</p>
<p>پروں کو اب سوانہ جلایا در کھ فلک</p>	<p>شعلہ بھڑک اٹھا تو چہا یا نہ جائیگا</p>
<p>اور اسکا یہ سبب کہ کوئی مدعا نہ تھا اور بھیک مانگتے ہیں جنکا زمانہ تھا جو کچھ لکھا تھا ٹھیک تھا کچھ اقرار نہ تھا حامی خدا تھا آپ اگر نا خدا نہ تھا</p>	<p>جبتک تھے ہم جہا نہیں الم کا تیرہ نہ تھا وہ لکھتے ہیں حبیب میں جنکے دکا نہ تھا خود میں کی فرستد کی قصد تو حشر میں گرداب سے ہماری بھی شش تنگل کسی</p>

<p>دیکھا الٹ پلٹ کے بہت نسخہ جہاں الزام کیا مسیح علیہ السلام پر راہ عدم میں کچھ اعمال ساتھ کھے مانا کہ جہاں نشا تھا مجنون عامری</p>	<p>سارے لغات جمع تھے لفظ وفا نہ تھا بالکل وہ مقصود تھے حکم خدا نہ تھا اجباب اقریب سے کسی کا پتہ نہ تھا فریاد کی طرح سے مگر منجی مانا نہ تھا</p>
---	---

پرویں صنم پرستی میں کیوں صرف کی  
کم نجات مستحق عبادت خدا نہ تھا

<p>محو نظارہ قابل میں اک دل ہوگا نا امید کی کانہیں ٹھینا اچھا دل میں گردن چرخ کے خوگر ہیں نہ کچھ پروا بیگنا ہونکے لہو کو نہ سمجھ نہ نگ جنا اتنی ہی اسکی ملاقات کی خواہش ہوگی درو فرقت میں اگر گزرتے تیرا ہر جا ہمیشیں عاشق چاہ دقن یا یہ ہوگا</p>	<p>کون محشر میں بھی برسوں ترا بسمل ہوگا حشر کے روز بھی اٹھنا مجھے مشکل ہوگا دیکھ لینے جو ستم جہنم سے نازل ہوگا حشر تک سے اترنا ترے مشکل ہوگا جس قدر وہ مگر حوال سے غافل ہوگا تیرا دعویٰ یہ مسیحائی کا باطل ہوگا بعد مردن مراد فن جیہ یا بل ہوگا</p>
---	---

حشر میں بھی نہیں پرویں کو امید انصاف  
وہاں بھی سارا ہی زمانہ سو قاتل ہوگا

<p>جسے گلشن بیچے اے گل خداں دلکھا ہمنے جس شخص کو بھیان بندہ احسان دیکھنے کو تو جہاں بھر کو میر جاں دلکھا سفر عمر میں تیری ہی بدولت بخشش</p>	<p>ہم نے اُس دن پلٹ کر نہ گلستیاں دلکھا اسکو اللہ کا بھی تابع فرماں دلکھا تقسیم کہتا ہوں تم سے نہ انساں دلکھا ہمنے ہر منزل دشوار کو آساں دلکھا</p>
---	--

<p>یہاں تو پھر فصل بہا رانی خزاں کے لیے سیرت آتی ہے جنون کی مجھ بیباکی پر آخر شریف پستیاں بھی یہ چلا اٹھی شکوہ جو رکی الفت نے اجازت ہی نہ چشم جہاں سے مجھے نفرت نہ امت ہوگی گڑگیا باغ میں شمشاد ترے جلوہ سے</p>	<p>تہک گئی تو ہی اے گردن دو ریاں دیکھا آستین دیکھی دامن گریباں دیکھا دل سے دنیا میں یادہ نہ پریشیاں دیکھا عرصہ حشر میں جب اسکو پریشیاں دیکھا تو نے نرگس تو گراے دیدہ جیران دیکھا تو نے بھی لطف یہ اسر و خراماں دیکھا</p>
---	--

جاہ و عزت نے لیے میرے قدم اپرویں  
نفس کا جب مجھے تابع فرماں دیکھا

<p>غیر کی طرح مجھے اے بت پر فرماں شیخ سمجھا نہ محبت کو برہمن سمجھا گلشن بہر کی کس طرح تمنا ہوتی صر صیر یاس نے اس درجہ ڈرایا مجکو وہ لب لعل جو باقوت کو شکر مانے تھے جلگیا داغ جگر دانہ بریاں کی طرح طے کرسی برہنہ پائی سے جنوں کی کنیل کیا خطا کی جو ختن میں سے سودا ہی طاہر جاں قفس تن سے رہائی پا کر دور دامن نبی کا ہوا قائل دل سے</p>	<p>کیا غضب نے کیا دوست کو دشمن سمجھا اسکو سمجھا تو کوئی صاحبیت من سمجھا انکھ کھولی تو قفس ہی کو دشمن سمجھا شمع الفت کو چرل غمہ دامن سمجھا انکو مسی کے سبب میں گل سوسن سمجھا کشت آہ نے دل کو مرے گلخن سمجھا کوچہ یار کو دل وادی ایمن سمجھا مشک کو گلخانہ کیسویے پر فن سمجھا شاخ گلزار مدنیہ کو دشمن سمجھا ظل رحمت کو سداسیہ دامن سمجھا</p>
---	---

محو کرد رہا ہوا یہ کہ مراد دل پرویں

<p>ماہ کو شانہ کش گیسو سے پرفرن سمجھا</p>	<p>کسی دلسوز اپنی کہانی کہہ نہیں سکتا      مرقع میں کیکو تیرا تانی کہہ نہیں سکتا      پس خم چور سا بیٹھا ہونے کا اعظی کی دہشت سے      مخاطب کرتے ہی سفاک کے تیور بدلتے ہیں      خضر بھی سب سے بے خبر ہوا اور جو امر دیا      لڑا لیکن میں تو یہ خیال سے شور قیامت سے      کہہ ہی نیا سے جی ٹھنڈا کہہ ہی گرم کوشش ہو      شہید ناز ہو کر کھڑے زندہ رہا عاشق      زکوٰۃ گریہ دیتے دیتے جھکو عمر گزری ہے      اگر غرق سے تم جلوہ دکھا دو گے تو کجیا کا</p>
<p>مگر ہوں اگر خط دیکھ کر کہہ دو پھر پورے میں      کہ جسکو شرم آتی ہے زبانی کہہ نہیں سکتا</p>	<p>یا ابھی جلد ہو نور آشکارا صبح کا      ذکر مت کرو صل میں آماہ پارہ صبح کا      لبشفق بخارص سحر نقشہ ہے سارا صبح کا      میکہ وہ میں سے سماں شربے بھی سارا صبح کا      شب ہوئی کا نور ڈہلتے ہی ستارا صبح کا      یوں کہو تا حشر یارب بر نیاید آفتاب</p>
<p>پہنکا جاتا ہوں اسرار نہانی کہہ نہیں سکتا      بنائی ہو کہہ ہی شکل مانی کہہ نہیں سکتا      مجھے بھی دو شراب راغوانی کہہ نہیں سکتا      غصہ ہے دشمن جانی کو جانی کہہ نہیں سکتا      رہی اب شرم عمر جاودانی کہہ نہیں سکتا      ستم ڈھائیگی کیا کیا نوجوانی کہہ نہیں سکتا      میں اس کشتی کو بادی نادخانی کہہ نہیں سکتا      پیشانی سو باری سخت جانی کہہ نہیں سکتا      مرا اندازیر با با فغانی کہہ نہیں سکتا      خدا بھی سب سے یکساں لہن لہنی کہہ نہیں سکتا</p>	<p>یا اجل کا آسرا ہے یا سہارا صبح کا      جھکو خورشید قیامت ہے ستارا صبح کا      خیالیشانی ہے یارب یا ستارا صبح کا      پنچہ ساتی شفق ساغر ستارا صبح کا      پڑ گیا بازو د میں اڑ کر سوارہ صبح کا      وصل میں کیوں نام لیتے ہو خدارا صبح کا</p>

<p>یا کیوں جاتا اگر اتنے نہ یہ حرمیں لہسب رات کا احسان جسے کر دیا تھا بیجا تکو خساروں پہ نازا سکومہ و نچو سید ایک پیشانی پہ تل ہے ایک بندہ کا وصل کی شب ہو چکی ہے کایکساں نگر اگر فتار شعاعی اک طرف ہو افتاب کل چلے جانا اگر جانا نہیں منظور ہے کچھ موزوں عداوت ہے نہ بخش مرغ سے سجہ گردانی فراق یار میں کرتا رہا کا کل و عارض کے سود میں ادب پارہا</p>	<p>فیصلہ ہو گا قیامت میں ہمارا صبح کا پھر وہ سرمائے لگے پا کر اشار صبح کا فیصلہ اب دیکھیے کیا ہو تمہارا صبح کا اک ستارہ شام کا ہوا اک ستارہ صبح کا ایک سا احوال ہے میرا تمہارا صبح کا یار کی ٹوپی میں سو سلمہ ستارہ صبح کا آج رہ جاؤ وہیں کیسے ہے اجارا صبح کا شجدہ اللہ اکبر تھا یہ سارا صبح کا رات بھر دیکھا کیا ہوں استخار صبح کا شام کو آیا ہے کھیر میں مارا صبح کا</p>
<p>رحم کر اے شمع پرویں پر تو بیرونق نہو لو کی جنبش سے نگر ظالم اشار صبح کا</p>	
<p>تیرا عارض بھی ہے فرقاں اگر امکاں دل نہ ہوتا تو کسی شے کا نہ ارماں ہوتا گیہی ہاتھ ہی خسنجر براں ہوتا کا تیکے غیب سے کچھ وصل کا سا مال ہوتا فتہ الحمد کہ خفت نہوئی محشر میں خضیر کیا خوش ہیں میں چشمہ حیوان لکر مصحف رخ پہ نظر ڈالی جو خطاطوں کی</p>	<p>بعد قرآن کے نازل یہی قرآن ہوتا فارغ البال ہر اک فکر سے انساں ہوتا ہو میں سو جانیں تو سو مرتبہ قربان ہوتا یوں تجھے دیس نکالا تہجہاں ہوتا کہنے کی بات ہے وہ اوپر شیاں ہوتا عمر بھر کے لئے شرمندہ احسان ہوتا خط عارض پہ گمان خط ریحان ہوتا</p>

کیا تعلق تھا مجھے بادیہ پیمائی سے  
ہم وہ مقبول شرابی ہیں کچھ فردوس میں  
میں وہ با حوصلہ عاشق کہ تجھی کو چاہا  
کچھ تو بیتابی دل اُسے عیان ہو جاتی  
اُن کو اغیار نے بہا کجی بہو را نسوا  
تجھ پر نے کی حقیقت ہی سمجھا ورنہ

تو ہی آباد اگر اسے خانہ ویراں ہوتا  
اس طرف کو نثر ادھر بادہ ریحال ہوتا  
شیش ہوتا تو فقط حور کا خواہاں ہوتا  
خط ماہی میں خط شوق کا عنوان ہوتا  
آخر انسان کا انسان کے شیطاں ہوتا  
اس اجلی ملک الموت بھی قربان ہوتا

بلبل خامہ نیرنگ نوا اسے پرویں  
اور آہنگ میں ہے اب کے غزل خواں ہوتا

وہ مرا اور میں اُشعخ کا مہاں ہوتا  
دل نہ ہوتا تو نہ شمر مندہ احسان ہوتا  
شکر صد شکر وہ کرتے ہیں شہید و شہکاک  
نام تک دل کا مرے لب پہ نہ آیا ورنہ  
استقدر تیر لگے ہیں مگر سینہ میں  
شکوہ چشم فسو نگر سے نگاہیں بدیں  
میرے رونے پہ اُنہیں اور تنسیج جانی  
انکو لازم تھا عزیزوں کی نظر سے بچنے  
غمزہ و ناز و اداس خوئی شرم و انداز  
عشق وہ راز نہ تھا مجھ سے جو مخفی رہتا  
شور الفت جو پرتا مرے دل میں ناسو

جب تو منہ کا لاتراؤ توب سب ہجرال ہوتا  
عشق ہوتا نہ طلب مئی نہ ارماں ہوتا  
آج سہ ہوتا تو میں سر بگریباں ہوتا  
دی ہوئی چیز طلب کر کے پشیاں ہوتا  
کسی جنگل میں لگاتا تو نیستاں ہوتا  
قصہ زلف سے وہ اور پریشان ہوتا  
گریہ اہر سے پیدا گل خنداں ہوتا  
زینک یوسف کو وہی گوشہ زندان ہوتا  
شہر کا ہے یہ دشمن ایساں ہوتا  
میں نہ کہتا مری صورت کے نمایاں ہوتا  
زخم کا زخم نمکداں کا نمکداں ہوتا



<p>کہ بیاباں کے پرے اور بیاباں ہوتا رمضان کے ہے یہاں عید کا سامان ہوتا کاشیں سف کی طرح تمبہ یہ بہتان ہوتا</p>	<p>گرم جولانی وحشت کو تمنا ہی رہی ہجر میں کرتے ہیں آرائش ایوان مصال وصل اغیار کا ہر چار طرف چرچا ہے</p>
<p>دست وحشت سے نہ بچتا کوئی عاشق پرویں ہاے گر جامہ ہستی میں گریباں ہوتا</p>	
<p>وہ کرے وفاے وعدہ نہیں اعتبار دل مضطرب سے نہ ہو تقرار نہ جگائے بجا خدار مجھے بار بار میں سوؤں کچھ فرشتے کہیں لاکھ بار مرے پہلو میں کہی تو مرے گلخدار کہ نہیں تھے تو اکیلا میں توں سمکن وہ نہ سو ایک لمحہ کہوں گونہار کہ اہل نے رہبری کی کہ تہ مزار</p>	<p>سنے عاشق شمشک نگر انتظار شہج کی طوالت نہ پا کرے قیامت شب وصل گدگدایا تو یہ کچھ کے مسکرایا جو تو آئے فاتحہ کو تو بس فنا لحد میں مرے باغ آرزو میں بھی کہی بہار شہج بیکسی نے کہا اشکوں بہا کر جو بلاؤں تو وہ بگڑے جو لگاؤں تو جھٹکے میں سکوں کی جستجو میں ہا عمر بھر ریشاں</p>
<p>شب ہجر آج پرویں تجھے جانتے کئی ہے مگر اب تو صبح صادق ہوئی اشکار</p>	
<p>ہو شب قدر میرے گھر ہر شب یا نہیں آتے اب نظر ہر شب کے ہاں جاتے ہوا دہر ہر شب</p>	<p>آپ آتے رہیں اگر ہر شب یا تو آتے تھے میرے گھر ہر شب بھیس بدلے نظر بجائے ہو</p>

<p>کیوں نکلتا نہیں قمر ہر شب ملک الموت کا خطر ہر شب تارے کتنا ہوں تاسخ ہر شب مجکو یا یوس یوں نہ کر ہر شب رہے ہر سحر بے اثر ہر شب</p>	<p>کچھ تو ہے روک اُسکے جانے میں ہاجر کی جانگنی سے رہتا ہے وعدہ کر کے جو تم نہیں آتے کبھی تو اپنے وعدہ پر آجا کام آے دعا نہ آہ و بکا</p>
--	---

تم نہیں ہو تو ہاے پرویں کو  
روتے کشتی ہے تاسخ ہر شب

## ب

<p>جوشِ کھریہ ہے ترے سر کی قسم آج سے آپ ہو گیا سینہ میں دل جلا کے ہم آج سے آپ اچھڑے جاتے ہیں لیر و ننگے قدم آج سے آپ کہ اٹھے جاتے ہیں اُس وقت قدم آج سے آپ کہ قلم کرتا ہے احوالِ رقم آج سے آپ ورنہ کیوں آجاتے ہیں سب جو علم آج سے آپ</p>	<p>اندھے آتے ہیں غم درخ و الم آج سے آپ خیر تمنے نہ جلایا نہ ستمایا مج کو کچھ تو ہے معرکہ عشق میں سختی ایسی کشتی کو چہ جاناں کا تاشا دیکھو اضطرابِ رقم شوق اسے کہتے ہیں کچھ تو کرتے ہیں اشارہ ترے تیغ ابرو</p>
--	---

بحرِ رحمت کی نہیں حد و نہایت پرویں  
آن برسیدگا کبھی ابر کر م آپ سے آپ

## م

<p>ہمیں تم سے تعلق ہے مہ کامل سے کیا نسبت بہ لیا کی ملوث دلوں میں دل سے کیا نسبت</p>	<p>خدا کے فضل ہم حق بہ باطل کی نسبت مہ کنعاں میر اس مہ کامل سے کیا نسبت</p>
--	---

<p>ہمہ کارم ز خود گامی بہ بدنامی کشید آخر          کچھ جاتا جو واعظ اسنے جاتے ہیں لیکن          مجھے ہے صدہ ہجرال کو کو سکڑوں خوش          خدا ہی بھر و سہ خدا ہے نا خدا میرا          فراق یار میں میرا دل مضطر نہ ٹھہیر گیا</p>	<p>کبھی میں نے سو چا را ز کو محفل سے کیا نسبت          جو اہل دل نہیں اسکو ہمارا دل سے کیا نسبت          ہر اوجڑے ہو گھر کو بھری محفل سے کیا نسبت          اور نہ میں کھنور میں نجانے ساحل سے کیا نسبت          تمہیں سو چو سکوں کھ طائر کس سے کیا نسبت</p>
---	---

کیونکہ حضرت مشکلات ہوں گی میں پروں  
 تعلق مجکو آسانی سے ہے مشکل سے کیا نسبت

<p>نکالی کے جا کر کسی سے تقریر کی صورت          گرفتار محبت کر لیا باتوں ہی باتوں میں          زیادہ آئینہ سے ہے منور صحت عارض          تیرے تو رہتے ہی مانہ ہو گیا دشمن          ستم ہو جائیگا گریباں بھی بیکار ہوا اسکا          کہہ ہی مٹھی نکاہیں ہیں کہہ ہی تو رہتے ہیں          فر کیا اس پر سے دل کے رنگا نکا          خفا ہو ہی کچھ کچھ ہوں کا ہو گیا نقشہ</p>	<p>وہ آئینہ کی صورت اور میں تصویر کی صورت          تسلسل سے نمایاں ہو گئی نہ پتھر کی صورت          اور اسپر خال مشکیں آیتھ پیر کی صورت          ہلال عید بھی ظاہر ہوا شمشیر کی صورت          نکلکارہ سینہ گئی ہے تیر کی صورت          نہ مڑتا ہوں نہ جیتا ہوں سے تیر کی صورت          جو خلوت میں تو بہت محفل میں تصویر کی صورت          کہہ ہی کچھ کی صورت اور کہہ ہی شمشیر کی صورت</p>
--	--

جسے ملجائے خاک پاکی قدرت کے بلا پروں  
 پلٹ کر بھی دیکھے وہ کہہ ہی کیسے کی صورت

<p>ڈھانکے رہا وہ رو منور تمام رات</p>	<p>نکلانہ ابر سے منور تمام رات</p>
---------------------------------------	------------------------------------

کیا جاگتا رہا ہے مقدر تمام رات  
 گردش تمام روز ہے چکر تمام رات  
 روتا ہوں میں فراق میں اکثر تمام رات  
 نوشاہہ تم کھے اور میں سکندر تمام رات  
 تم اور سارے شہر کا چکر تمام رات  
 کھلتے رہے ہیں شکووں کے دفتر تمام رات  
 دیکھا کیا ہوں نہیں تیرے تیور تمام رات  
 اتنا اثر ہے اسے دل مضطر تمام رات

سوتار ہا وہ ماہ مرے گھر تمام رات  
 وحشت مجھے ہاتھ سے مجھے کجا نہیں تمام رات  
 کس طرح گزرتی ہیں راتیں پوچھیے  
 جشن شبہ صال تھا کس دہوم دہا  
 پردہ نشیں ہو تم کو جیسا چاہیے ذرا  
 قسمت سے ایکے روکتا بی کے سامنے  
 تو یہاں تھا اور دل تیرا نرم زین  
 عشق تباں میں کاٹنی ہے بجکوساری

غیروں میں دیکھ کر اسے مصروف نیکیشی  
 آنکھیں نہیں میری خون کہو تر تمام رات

یہ کیوں چنتا ہے بلبل بے خانان  
 شرکان یا ر مارتی ہے پرچھیان  
 یہ بھی کہو کہ دی خدا نے زباں  
 چہ تجھے مہر و وفا میں جہاں  
 جب ہم ہی یہاں نہیں ہیں تو نام و نشان  
 نفع و ضرر فضول ہے سو دوزیاں  
 کرتے ہیں بند سارے جہاں کی زبان  
 سارا بیباں فضول ہے سب اسباب

اس باغ میں نالہ و شور و فغان  
 دل یوں ہی تیرا صید تیرا سکارا  
 ہر بات پر جو کہتے ہو تم مجھے چپ ہو  
 اسکا کہنیں شاں ہے نہ اسکا کہنیں تہ  
 دنیا میں یادگار سے مردہ کو فائدہ  
 آزاد ہے تو مرضی مولائے کام  
 اپنی توجہاں ڈھال رکھتے نہیں خیال  
 اس بیوفانے قصہ غم سنکے یوں کہا

<p>اٹھواتے ہو نہرا میں منی بان عمت چکر میں کیوں بعد مر آسمان عمت</p>	<p>جانے دولن ترانی مہر و وفا کلو جب خاک میں وہ ساری آدین کا</p>
<p>یرویں خدا کا فضل ہے کرنا خدا کو بھر تنگیر یہاں فضول ہے اور بادبان عمت</p>	
<p>آفت کی مصیبت قیامت کا غم ورنج ہو مہفت مجھے تیری ندامت کا غم ورنج لکھتا ہی ہا میں شب وقت کا غم ورنج چھوڑے مجھے کیونکر مری قسمت کا غم ورنج بیفائدہ عیش و مسرت کا غم ورنج پھر کون ہے میری مصیبت کا غم ورنج البتہ ہے دشمن سے شکایت کا غم ورنج ہمزاد ہے کیا میری طبیعت کا غم ورنج</p>	<p>کیا پوچھتے ہو دوستو وقت کا غم ورنج کیوں اور محشر سے کروں جا کے تریا ہاتھ آئے بھی میرے تو آئے شہ وصل وہ آئے ہی غیر کو ساتھ آگے لائے سارا ہی جہاں کہی دشمن کہی تریا ہر شخص موجب اپنی مصیبت میں گرفتار کیا میری شکایت کیلئے دوست نایا اک لفظ بھی بھولے سے جدا ہو نہیں سکتا</p>
<p>وہ کہتے ہیں یرویں نہ کرو ہجر کا شکوہ ہو جائے یوں عیش و مسرت کا غم ورنج</p>	
<p>بھینکا شہ صال میں سے نقاب آج خیر کو میر خون سے لے لے آج اسکے چہ بھولے کیونکر جناب آج کہدو کہ منہ چھپا رہے آفتاب آج</p>	<p>بیفائدہ کہاں کا نکالا جناب آج کوئی ستم دینے نہ رکھیے جناب آج میرے غیر بنانہ پر آپ اور ایسے سنگ بر میں ہے آفتاب پہر جمال حسن</p>

گردش میں زمین پر آفتاب آج  
 کیوں میکرہ ہے پیر مغالیوں کا آج  
 ہم نے زبان تیغ سے پایا جواب آج  
 لایا وبال سر پہ ہمارے شباب آج  
 آبانہ کام حیرت کا کچھ انقلاب آج

رشک قرعے ساتی و ساعہ دور میں  
 کیا دخت رز کا خون ہو محسب کا کھم  
 قبضہ میں آیا نہیں صاف کھل گیا  
 الجہن میں عشق زلف کے سودا سیا ہوا  
 ہاں بخت مر جاوہ مرے گھر تو لگے

پرویں کو مفت بیٹھے بٹھائے یہ کیا ہوا  
 کیوں ہے وفور رنج و الم بحساب آج

تھا عرشہ کونین کا سلطان شہب آج  
 کیوں شاہنہوں صاحب ایام شہب آج  
 جنت میں کبرستہ تھے غلام شہب آج  
 تھا شرب و بطی چمنستان شہب آج  
 اور سد رہ یہ جبریل تھا دربان شہب آج  
 استاد تھے داؤد و سلیمان شہب آج  
 کام آئے بہت سعی ابی شہب آج  
 بس ناظر و منظور تھے یکساں شہب آج  
 اور ارض و سما سکتے میں کسب شہب آج  
 مصروف مدارات تھا رضوان شہب آج

آراستہ تھے روضہ رضوان شہب آج  
 سردار دو عالم کا بڑا عرش سے پایہ  
 آراستہ تھیں خلد میں رحیم شہب آج  
 گستا تھا شگفتہ گل گلزار نبوت  
 محبوب تھا منظور خداوند تھا ناظر  
 اک کہ ہوم تھی آتا ہے شہنشاہ دو عالم  
 امت کیلئے مشورہ نیک بتایا  
 کچھ فرق تھا عاشق و مشوق میں  
 مدہوش تھے ہمسار تو خاموش کھڑا  
 پیرائش طوبے کہی آرایش کوثر

کچھ اور نہ بن آئے جو ناپیاز سے نعت  
 پرویں بھی دل و جاں سے ہو قرباں شہب آج

<p>لیکن کسی سے ہونہ سکا وہم کا علاج  گو یا ہمارا درد کا کچھ بھی نہ تھا علاج  مجھ کو خدا پہ چھوڑ دو بس سوچ کا علاج  اور پوچھیے علاج تو فضل خدا علاج  سستا سا ایک شربت دیدار تھا علاج  یہ آخری ہے بلبل بیمار کا علاج</p>	<p>ہر چیز کا علاج ہے ہر چیز کا علاج  ہم اس طرح سے مر گئے رنج فراق میں  یہاں اور ہی مرض سے مسیحا کرینگے گنا  آفات روزگار ہیں یہ بت جہان  مارا ہے تم نے جان کے بیمار سچر کو  تجیر کہہ کے پھر بھی دو حلق پوچھیری</p>
<p>پرویں خدا کے ہاتھ میں موت زندگی  ہر درد کا علاج ہے ہر درد کا علاج</p>	
<p>ہاے لالچ ہے تو اک ماہ جس کا لالچ  حیث جگہ جسکو نہ تو سے حسین کا لالچ  پردہ دل میں اک پردہ نہیں کا لالچ  نہ رہا اسلئے ہم کو تو کہیں کا لالچ  ہم غیر بولتے نہیں تاج و تکیں کا لالچ  آسمانوں کی تمنا نہ زمین کا لالچ</p>	<p>مجھ کو دنیا کی تمنا ہے نہ دیں کا لالچ  عشق بازی پستہ مجھ کو بلاست نکرو  حالت قلب سے نرم تباوں کیونکر  جب ہیں طیش میں گزرتے تو وہاں کیا  بوریا تخت سلیمان سے کہیں بہتر ہے  نہیں دنیا کا طلبگار نہ عقوبت کی ہوس</p>
<p>دل بھی دو جان بھی دو زبھی دو اسکو پرو  بڑھیا سے مرے ماہ جس کا لالچ</p>	
<p>پیر نہ بید روی یوں قلب جگہ سیر  یا نہ اسکے بعد دل آہ بے تاثیر کھینچ</p>	<p>دار پر جا ہے تو مجھ کو اسے سیر کھینچ  یا تو اسکو آج زنجیر اثر سے کھینچ لا</p>

<p>ہنمشیں میرے بیان رد پر تو زور دے          پنجہ مرقا نسبے فیاضی ہو یہ ممکن نہیں          میں اگر چاہوں ڈراسی بھی نگاہ التفات          غیر سے منحوس کا پھنسنا مبارک ہو          الفت دنیا کے مضمون حسد رد میں ج</p>	<p>جس طرح تقیر میں ہونے کی تصویر کھینچ          آجسے دست سوال کو عاشقوں کے کھینچ          وہ کہے ابرو جل ہوشیار ہوشیار کھینچ          اور رسی دام الفت کی بت کھینچ          خط نسخ ان سب سے تو خاطر دلگیر کھینچ</p>
--	---

صفحہ عشرہ رواں پر نقشہ اعمال نیک  
 کھینچنا ہو گرتھے پروں بلا تاخیر کھینچ

<p>آتے کسی طرح نہ بلاتے کسی طرح          آجاتے وہ تو راہ پہ لاتے کسی طرح          یارب عدم میں باعث دن لستگی ہو گیا          گرا آپ پہلے رشتہ الفت نہ ٹوڑتے          مد نظر تھا آپ کو لڑنا گرا س طرح          بیوجہ کیوں بلاتے وہ نرم قرب میں          گزخضر دیکھو یا تجھے اے حسین تو کھیر          اچھا ہوا جو شمع کے تم رو برو نہ آئے          غیروں کا گو مکان تھا غیروں کا انتہام          غیروں کو منہ لگا کے یہ دن دیکھنا</p>	<p>ح صورت غرض نہیں دکھا کسی طرح          درد و غم فراق سناتے کسی طرح          یہاں تک گئے ہوئے نہیں آتے کسی طرح          مرثیہ ہم بھی خیر نہاتے کسی طرح          پہلے ہی آنکھ یوں لڑاتے کسی طرح          جس طور سے ہو مجھ کو جلاتے کسی طرح          اب بقا مجھے نہ بلاتے کسی طرح          روتے ہوئے کو اور رلاتے کسی طرح          تم چاہتے تو مجھ کو بلاتے کسی طرح          پہلے ہی ان پہ عرب جگا کسی طرح</p>
---	---

بیروں دماغ عرش پر انکا ہونچ گیا



اے کاش ہم نہ عشق جتنا کسی طرح	
<p>صبح بلبل کے چہرہوں سے ہے ظاہر سرور پھیلا ہوا ہے چاروں طرف شبنم نور سورج غروب ہونے ہی ظاہر ہو نور غلمان ہر ساتھ لیے آئی حور</p>	<p>پھیلا ہوا ہے باغ میں سمت نور پٹھے ہوئے جو چہرہ سے لٹے نقاب بدقسمتوں کو گریہ شرب وصال یوں بھٹتے ہی یاغ جہاں خلد بنگیا</p>
<p>مرغ سحر عدو نہ موزن کی کچھ خطا پر ویں شبنم صال میں سبے فتور</p>	
<p>ہو جانے پر تو سے سیر کون و مکان اسے پیر معان دیکھ کہ ہے ساری کال میں سرخ ہوں تم سرخ نہیں رخ زباں شدت سے کیوں آج تری تیغ زباں بیوج بھی ہوئے ہیں ہمیں اتنا لڑاں جو آہ کے ہمراہ نکلتا ہے دہواں ہر سمت گل و لالہ اڑاتے ہیں نشان</p>	<p>یونٹاں تو پینیا اے سرور وال سرخ یہاں بادہ احمد کے تھلکتے ہیں صحرا پی بادہ احمد تو یہ کہنے لگا گرو کیا پان کی سرخی نے کیا قتل کسی سینہ میں دل غمزہ خوں ہو کیا نیا کیا بھڑکے ہے سینہ میں سے آتش قز قتل خزایں ہیں جو انان بہ حسن</p>
<p>گر میری تمہادت کی دستارت نہیں پیر پھر کیوں ہے خط شوق کے عنوان نشان</p>	
<p>پھیلا رہا ہے لطف مسلسل کا جال کیا بینہ ظیر کیسے ہے کیا بیشال</p>	<p>دل پھانسنے کا رکھتا ہے شاید خیال یہ کہہ رہے ہیں دل گل باغ میں ہسم</p>

<p>مجموعہ ہو صفات جلال و جمال کا دسے ڈال بوسہ مجکو سمجھ کر زکوٰۃ حسن بن کے اب نقاب سے منہ نہا نہکتی ہیں پاپ بے وقت یہ شرم مری جان یاد رکھو</p>	<p>صاحب جلال آنکھ سے صبا جمال رخ اتنی سی بات کا نگرے گا خیال رخ گر ٹٹھے پہلے میرے لطف بی خیال رخ شرب نہیں چھپاتے ہیں وقت وصال رخ</p>
<p>یہ رویں ہی کی نظر کا نہیں فیصلہ فقط ہے بدر کی نگہ میں بھی صاحب کمال رخ</p>	
<p>یہ دلکش ہیں ناز و ادا سے محمد ہمیشہ رہوں مبتلا سے محمد رضا سے خدا ہے رضا سے محمد ہے لولاک شاہد بناے گئے ہیں یہ خاطر ہے حضرت کی قرآن میں سے چلی جائیگی خلد میں ساری امت ابھی مردے ہو جائیں زندہ گردان جنہیں کہتے ہیں مہر و مہا بنش جنہیں کہتے ہیں بھر و کال اہل دین چلے جائیں گے سب جنت میں عاصی فرشتہ فلک پر سچا سے کہہ دو نہ دیں گی کمی اور نہ دنیا کی جا</p>	<p>کہ کرتا ہے خالق شنائے محمد مرے باپ ماں تک خدا سے محمد کہاں تک کروں میں شنائے محمد زیریں آسمان سب برا سے محمد بہت حکم برو فوق و را سے محمد کہ مقبول ہے التجا سے محمد چھڑک دے کوئی خاک سے محمد یہ ہیں دو ترنج قبائے محمد یہ ہیں دو مقام عطا سے محمد یکڑ لینگے جب وہاں ردا سے محمد نہیں قسم سے کبتر صدا سے محمد سلاطین سے افضل گدا سے محمد</p>

<p>دل و دیدہ دونوں ہیں جانے محمد جسے کہتے ہیں بوریانے محمد</p>	<p>مرا فخر ہے جس میں شریف رکھیں وہ تخت سلیمان پہ ہے سایہ افکن</p>
<p>ملی ہے مدینہ میں مجکو بھی بیرویں مقدر سے خاک شفا کے محمد</p>	
<p>اے صل علی مرتبہ دام محمد قذیل حرم روے دل آرام محمد رشتک سحر عبید ہوئی شام محمد ایماں مرا قربان دے جام محمد ساتی نے بلایا وہ مجھے جام محمد آغاز سے بہتر ہوا انجام محمد اک صحن محمد ہے تو اک بام محمد دو زرگس شہلا ہیں دو بادام محمد</p>	<p>جو طائر قدسی ہے وہ ہے رام محمد ہے روشنی خانہ کعبہ بھی انہیں سے جب خالق اکبر نے بلایا شب ایسر میں زہد سے باز آیا بلاؤ مجھے سانی کیفیت کو نین کے جلوے نظر آئے ثابت و دلا سخر خیر من الاو ان آنکھوں میں دوس بریں شمع طوباقا قدر ہے تو سنبل ہیں دو کاکل</p>
<p>کثرت ہوئی وحدت میں اسمی نام بیرویں لکھ نام خدا اور غزل نام محمد</p>	
<p>ہے مہربیں وے دل آرام محمد در اصل ہے وہ راستہ بام محمد احکام خداوند تھے احکام محمد کوثر یہ میسر ہو مجھے جام محمد ہر آن میں درختاں رہی صمصام محمد</p>	<p>اے صل علی اصل نام محمد کہتے ہیں جسے عرش میں اہل کرامت حق آستے جدا اور نہ وہ حق سے جدا تھا فردوس میں بھی اسکے غلاموں میں نہیں ہر جنگ میں اونچے رہے اسلام محمد</p>

کیا نرفہ اعدا میں کٹا سن مبارک  
امت کیلئے تھے غم و آلام محمد

یہ وجہ نہ تربت پر لیسیم سحری ہے  
بیرویں سے یہ کہہ آتی ہے پیغام محمد

ساری مخلوق بلا سے ہو فنا میرے بعد  
بر سے گر پانی کی جا آب بقا میرے بعد  
ماتمی رنگ میں سے زلف سا میرے بعد  
برسیگی قبر کھینک کر گھٹا میرے بعد  
یونہی چلتی برسیگی باد صبا میرے بعد  
گو یا جانبا ز زمانہ میں تھا میرے بعد  
اشک خوں و تاسے یہ رنگ خا میرے بعد  
جو خدا پہلے تھا وہ ہی خدا میرے بعد

بجگو کیا فائدہ گر کوئی رہا میرے بعد  
میرے چکا میں تو نہیں اُس سے مجھے کچھ حاصل  
چاہنے والوں کا کرتا ہے زمانہ نام  
روئے کے بجگو مرد ورت سب اٹھ کھٹھ  
یوں ہی کھلتی رہی صحن چمن کیوں  
جان دینے کو نہ ان پر کوئی تیار ہوا  
ہاتھ سے اُنکے ٹیکتے نہیں کے قطر  
حشر تک کوئی نہ روکیگا تم کا رونا

جینے جی دیتے تھے جو کالیاں بیرویں  
مخفرت کیلئے کرتے ہیں دعا میرے بعد

مہارے واسطے لایا ہوں کشتیر سے کاغذ  
مقابلہ تو نہیں سکتا دم شمشیر سے کاغذ  
وہیں پہونچا بیگانہ شمشیر سے کاغذ  
بنا ہے درشنی ہندی تر تصویر سے کاغذ  
اڑا ہی لیتا درست کاہ بقدر سے کاغذ

بہت ہی صاف و شفاف گیا لعدیر کا  
ہوا ہا بر و جانال دل بیاب یارہ  
اگر لوہے کے گنبد میں رکھیں گے آقبا انکو  
میرے حرم میں جن ابھی جا ہے رقم لیلے  
میری قسمت لکھی جاتی تھی جس بدن میں لکھی

<p>بھلا سادہ ورق پر لکھا کیا لکھیں جو کچھ اس خوشبو کی حد بھی ہے محظروں کی بائیں عدو کا خط یا تو یہ ہے جو لوگ سینہ خط تقدیر بہتر میں سمجھوں اسکو دنیا بتا عالم مرقا صد تیر کیا بگاڑا تھا</p>	<p>منقش کر لیا تھا پہلے ہی پیر سے کاغذ مرے ہاتھوں میں نصف گیسو شکر سے کاغذ یہ کیوں لکھا گیا ہے غرت تو پیر سے کاغذ تو لکھو الا کر قاصد بت پیر سے کاغذ جو لیکر بھاڑ ڈالا دے تب تک تقصیر کاغذ</p>
---	--

مرے ہاتھ آیا پروں عدو کے نام کا خط  
اگر اتھاہ میں دست بت بے پیر سے کاغذ

<p>لیکے بیٹھا جو مراد یوسف کنعاں کاغذ ایک پرچہ ہی ہینے میں کھو مجھے غر جاری تا نہیں بے حکم ترے حکم قضا تو اگر لکھنے کو آمادہ ہو اے گل رخسار جب لقاۃ نکلتا ہے مرانا مشوق میں تو لکھ دوں غم فرقت کی مصیبت خیر سے پہونچیکا اُس تک مرانا مشوق کیوں لکھا مجکو ملاقات عدو کا احوال تو نے بھاڑ کفافہ تو میں سمجھا دل میں سیر کرنے میں ہر سامنے انجاری</p>	<p>پرتور جسے بنا مہر درخشاں کاغذ اتنا مہنگا تو نہیں کہ کنعاں کاغذ بدین عشق کرے منشی دوران کاغذ ورق گل کا بنا لائے گستاخ کاغذ آپ کے سامنے بھلا تا داماں کاغذ لائے کس طرح وہاں آتش سوزاں کاغذ خاک کر ڈالیگی سوز غم سجاں کاغذ کیوں بنا میرے آتش سوزاں کاغذ تیرے ہاتھوں سے ہوا جاگ کیساں کاغذ نظر بد سے رہے تیرا کجاں کاغذ</p>
--	--

جب بھی دو حرف وہ منور ہے پروں  
بنکے آجائے اگر مہر درخشاں کاغذ

<p>         ابھی کم عمر ہو دریافت کر لیا جوان ہو کر          کہا اہت مجھیں عاشق بے خانان ہو کر          تھکا تھا ظلم سے گرد و ضعیف ان ہو کر          نہ ہو اسکے معاون تھا کیا یہ ناتواں ہو کر          ہو اوہ مہرباں شکر خدا مہرباں ہو کر          نہیں افلاک پر انہم مشکبک دیا سینہ          کراست معجزہ جو کچھ سپہہ حسن جوں کا          تمہارا کیا تھا کہ چلے گئے شہیداں سے          نہ آئے حرف مطلب لب یکینسی ہی سے          پریشان بال سانس کھڑا ہوا اترتی صورت       </p>	<p>         کہو نکاح حال میں بھی سپراؤں زبان ہو کر          نہ آئے شاداں ہو کر بجائے شاداں ہو کر          ستم کرنے لگے پھر تم نہیں پر آسماں ہو کر          ستم دھائی سا گردوں اس خوشی میں ہو کر          بہا رانی مرے گلشن میں خال خال ہو کر          جڑی ابرو نے اتنی ناوک شرکاں کا ہو کر          بہا خون کے دریا آب خنجر نے روان ہو کر          مصیبت اسے جو رہا وہاں سچا ہو کر          تمہاری بزم میں کیوں آگئی بیزبان ہو کر          ذرا تو یہ کہو اس وقت آئے ہو کہاں ہو کر       </p>
<p>         ابھی بچپن ہے اور سنوں کی یہ افراط پروں          قیامت کے قیامت ڈھائی گا وہ بت جو ان ہو کر       </p>	
<p>         کی ظلمات ہوتا ہوا خضرت جوں پر          سنبھلا ہاتھ ڈالا کھینچے میرے گریباں پر          کہ پٹھے گردن کو خط یہ بے نخدان پر          دھکے نوک کاں آباے ہیں گریباں پر          صمد کہہ دوں ذالذہ تو حرف آتا ہوا پر          خط ریاں لکھا جگا اور قمران پر       </p>	<p>         دل بیتاب ہو گیا رقت چاہ رہ نخدان پر          چھینکے ریرہ ہاں شہید دل دست نازک میں          ہمیں خاکساروں کے ستائیکا یہ بمرہ ہا          شہد خوں کہی کی ڈبڈبائے کھو اکھیوں          صنم لکھوں کی اللہ اگر اسکو تو نازیا          خط آیا ہے کہ سن نوک فاقہ خط نکل آیا       </p>

<p>سبا رکبا دانی پھر گیا منکر کے ایمان پر  ستم جو غیب کے اوپر ہے میں کشت ایمان پر  گیربان سحر کا وہ سہم ہے میرے گیربان پر  کہ یوں منڈلا رہی ہے سیکسی دیوار زندان پر  پڑھنے کے خطیریاں میں حلاشی بگستان پر  گے برق کو نہ کرنا عرصیاں پر  کسی دروہنتا کوئی ہنستا دوران پر  شفا روتی ہے سیکسی سرقضا تنہا پر  کناہ ہے کہ رکھ دینے اسے بھی نسیان پر</p>	<p>یلا دی آج زندوں کے کھلا وہ دیکھے زباہ  شب و صحت ہمارا تھا سروسو مہری  قتا کا ناخن دست جنوں ہو گیا ترکا  مہارے ناٹوں کا طائر جاں اڑ گیا شہ  نمود خط ہوئی نور علی نور اسکوتے ہیں  نجل میں سیکسی فصل باران سے تعجب کیا  تا شاہ عالم بھی طلسمی کا رخا ہے  میرضان محبت کا مہارے ہو چکا چارہ  ستم آرنے دل لینے کا ابرو سے کیا کیا</p>
--	--

طرح میں بھی لکھو پروں بنا ابرو و شکر کا  
لکھو ہوشیار اب ہر کام سے شمشیر و پیکان پر

<p>اور وہاں نہیں نہیں ابھی تک زبان پر  جاتی ہے جاں دا پہ دل آتا ہی ان پر  ابا نئے ابرو سے اور میری جان پر  کیا کیا سروں کے ڈھیر لگے ہیں دکان پر  اللہ کیا غور ہے تیرو مکان پر  فرش میں پہ پاؤں دماغ آسمان پر  خود آجمن میں اور خیال آسمان پر  دل سے نگہ میں اور نگہ سے زبان پر</p>	<p>یہاں ننگی فراق میں عاشق کی جان پر  کچھ مختصر نہیں یہاں پیرو جوان پر  آباد ہو گئے ہیں عدو امتحان پر  نظارہ کھینچے صفت بازار حسن کا  سرکان چشم لاکھ میں بھی چھینے نہیں  زادہ نہیں غرور خدا کو نہیں پسند  نظار کی ہوں جلوہ قد بلند کا  جانی کی دل میں ٹھکانے ہوئے وہ لگے</p>
--	--

جو کا تو گر ٹرونگا جہاں کی نگاہ سے  
 کشتی یونہی اڑا رہے جا چلی ہو عشق  
 چڑتے ہو ذکر غیر سے عادت کو کیا کروا  
 تنہا جو ہم بند ہوں سو دا نہیں مجھے  
 جیہوں کو چشکیوں میں اڑاؤ کے دیکھنا  
 جو کچھ تمہا کہ جی میں ہماری نگاہ میں  
 اُس مہروش کی فوجت مجلس کو دیکھنا  
 تیغ نگاہ برق سے عاشق کے دم کی خبر

اب کھچکا ہوں باؤں کھسکی زبان پر  
 سبکو یقیں پروں کا رہے بادبان پر  
 پھر آ کے رہ گیا وہی کلمہ زبان پر  
 اور اٹھ آسماں میں ابھی آسمان پر  
 اک روز تم نکالو گے ہو کر جوان پر  
 جو کچھ تمہا کہ دل میں ہماری زبان پر  
 ہے آسمان میں پہ زمیں آسمان پر  
 پہلے گئے قیب پہ یا پاسبان پر

ہاں بندہ سنجیوں میں ہو پروں بس کہہ کر  
 جڑ دیگی آپ قفل خموشی زبان پر

اگر تکین ہی میں گرتی ہیں بلیاں تو کر  
 خدا جانے دہن ہوتا اگر انکے تو کیا کر  
 ذرا سی بات تیور بد گجا ہوں عاشق سے  
 مری تقدیر کا لکھا ہوا پورا کہ نامہ بر  
 نہ رکھا بخت دربان سے سازش کا موقع بھی  
 چھپا سے کہیں چھپتا ہے سوڑش سید میں

خدا جانے غصہ ڈباؤ کے کیا کیا تم جواں ہو کر  
 ہزاروں گالیاں دیتے ہیں جسے بنیر بان ہو کر  
 نکالیں دل میں گھاؤ ڈالتی ہیں بچھان ہو کر  
 عدو مل گیا کب بخت میرا راز داں ہو کر  
 کہ خود جاگا کیا وہ آپ اپنا پاسبان ہو کر  
 نکلتے لگتے ہیں آتش کے پکالے دھواں ہو کر

اگر خواہش ہے تجکو نام کی کو تہ نہ نی کر  
 کہ شہرت پائی سے عفتا پروں کے نشان ہو کر

نہ پوچھو مدعا حال اصل کی اس سے جی بنکر  
 سراپا حاجری بنکر سر پانہ التجا بنکر



وہ جب نازل ہوتا نزل ہو تو خدا بنکر  
 بڑا اقبال جو آئے محمد مصطفیٰ بنکر  
 وہی اکلے رہا جو دوطرف سے ہو گیا تھا  
 قرینے سے باہر تھے ورنہ تم تو ایسے تھے  
 ہجوم بیخ و غم میں کھسکے ہو بیٹھ جانا ہو  
 جوانی کے ہیں سب خالق جوانی کو بنا رہے  
 مسیحا تم کے شوگر اور وہ عادی دل  
 مجھے جب رہی الا تو اب دونوں برس  
 تنزل درپے فرصت چو کتا رہا انسان  
 مری تو بہ کی وقت روزِ شمشیر و کھیا و اعظ  
 ایسے مجھے دونوں کی بربادی کا خطہ  
 عدو بھی آدمی میں بھی بشر یہ کیا قیامت  
 ہمیں تعلیم زہد و اتقا یہ وہ آئے ہیں  
 خدا کا ہر گنا گناہان قریح تیا طوفان  
 مری مجبوریاں مختاریوں کا زفر ہاں

کہہ ہی آئے اہل نیک کہہ ہی آئے قضا بنکر  
 اب انکو اور کیا بنتا تھا محبوب خدا بنکر  
 اور ہر خیر البشر بنکر اور ہر مشکلات بنکر  
 خدائی بھکر کو ملیا میڈ کر دیتے خدا بنکر  
 مگر پھر بد دعا منہ سے نکلتی ہے دعا بنکر  
 یہی سب با و فائیس آئینے پھر سوفا بنکر  
 لبوں کا لیاں انکو نکلتی ہیں دو با بنکر  
 اڑا او خاک صرصر بنکے یا باد صبا بنکر  
 بگڑتا ہی ہا کبخت جو بگڑا ذرا بنکر  
 خدا کے رو برو جائینکے عیساں اتقا بنکر  
 مکمل ہو چکے تھے جس کھڑی ارض و سما بنکر  
 وہاں جانا شفا بنکر یہاں ناقص بنکر  
 جوانی میں جو خود ٹیھے ہونکے یا رس بنکر  
 بتو یہ تو بتا دو آئے ہو دنیا ملک بنکر  
 اگر چاہوں تو پہونچوں شرح آہ رسا بنکر

کمزور خاص کیا پروں نہیں مری با علی مولا  
 مری مشکل کو حل کرتے نہیں مشکل کشا بنکر

ساری دنیا سے بنا ہیں کو بنا ہیں کو بنکر  
 کہ غم سچ میں تم کرتے تھے آہیں کو بنکر

واقعی چاہنے والو کو وہ چاہیں کو بنکر  
 کیا تاشا ہے شرب وصل بھی فرماتے ہیں

میری قسمت کہی اغیار سے آئندہ کہا  
رات کو نثرم و جیاطاق رکھدی تھے  
مجھ سے بھی ربط ہے دشمن ہے الفت  
یہ تو مانا کہ ہمیں قتل کرو گے لیکن  
یہ کیسے بیتاب ہو تم کہ بن اے نہ بنی

جو ہمیں چاہتا ہوا سو چاہیں گیونکر  
ڈالیں گردن اغیار میں باہیں گیونکر  
ستیہ میرے دونوں بناہیں کیونکر  
ڈال تلو اسنہا لینگلی یہ باہیں گیونکر  
دیکھو بر مانی ہیں دل کو بر آہیں گیونکر

سب جھکائے ہوئے بیٹھے نہ ہیں میں پروں  
جسکے لائق نہیں اللہ سے چاہیں گیونکر

اے زلیخا مصر میں تھا کہ کھنڈا غزیرا  
اس طرح ہر شے ہے روروش کلینا  
ایک بادھی گھیر میں رہتی ہوا ہوں ہر  
دیکھتا رہتا ہوں پروں میں صحتا میں  
جبتا تے ہو مجھے گرتے ہیں شہ  
عاشق مفلس سے تمکو جتنی نفرت ہو جا  
ہم بھی کہتے تھے کہی ایمان رو یا پر  
دولت یدار ہوتی نہ محرومی اگر  
کو چہ کیسویں چارونگی جگہ دل چور

بو دستاں حسن ہیں وہ گل خنداں غزیرا  
بسنطرح کبک دردی ہو مہ تاباں غزیرا  
تم نہیں خوش میں ہے دل لالاں غزیرا  
عشق کیسویں سبب سبب سچاں غزیرا  
ور نہ دل سے ہر صدمہ کو میں در غلطان غزیرا  
کون رکھتا ہے میرجاں قلب سچاں غزیرا  
اے مسلمانو ہمیں بھی تھا کہی کس غزیرا  
جتنا میں تجکو مجھے رکھتا در باں غزیرا  
کچھ نہیں ان کا فروں کو خاطر مہاں غزیرا

برج میں احست افروں یاد آتا ہے خدا  
نفع سے پروں زیادہ مجھے نقصاں غزیرا

خدا مجموعہ مطلق ہے کوئی اس نام نہیں کرے  
اگر توحید فطری سے نہ ہوتی ذات انیس  
زمیں پر تیرا دور یا فلک انکو مبارک  
تپ وقت کی شدت سے نکلا جائے گا دم پر  
یہ مانا وہ اگر چہ تو ممکن ہے بنا ڈالے  
کھینٹ سے بہتر ہو۔ اگر کسی سے تم ہوتے

مگر اس بت کی جو کھٹ نہ اٹھیں گی حسین کرے  
خیل اللہ نہ کہتے لاجلہ فیلد ہر  
نہہ کہتے تھے یہاں علی گندوں نشتر  
سوال وصل پر ایجاں نکر نام نہیں کرے  
بنائے گا مگر مسانہ صورت آفریں ہر کرے  
تو پھر مجھ کو نہ کرتا قیس انا جا نشین کرے

خدا کا فضل ہے خوف کیا پختہ نہیں ہو  
نہ رحمت میں کھینکے رحمہ للعالمین کرے

### س

دیداری ہو نہ مجھے طور کی ہو س  
اے یار طالب دیدار ہوں فقط  
ساری بہشت شیخ کے ورثہ میں اسکی  
وا عظ کی ترش روی مساجد مانگ لاکے  
دیکھے نہ کوئی پیار یہ چاہتے ہیں وہ  
ہے ہے شربصال میں کس تو گئی سحر  
صاحب سوال بوسہ پیچھکی سے واسطہ

ہے صرف تیرے عارضے نور کی ہو س  
کافر ہوں گے ہو مجھ کو رخ حور کی ہو س  
کیا بڑھکی ہے روی کے لشکر کی ہو س  
دنیا میں جس بشیر کو ہو ابو حور کی ہو س  
پوری ہو کسطح بت مغزور کی ہو س  
جاشق کو مشک کی تھی نہ کافر کی ہو س  
میں بھی اک مطابق دستور کی ہو س

خود دل میں جاگزیں ہوئی عجبھی کی آرزو  
برویں نے مال و جاہ کی جب دور کی ہو

زسین انکھ بھی ابرو بخدا رکے پاس  
دوسری اور بھی تلوار سے تلوار پاس

<p>یار کے پاس دل پارہ ایسا گریسا      بستہ آن جمیکا ستری دیوار کے پاس      شکر ہے باغ بھی ہے مرغ گرفتار پاس      ایک سامعہ ہے کافر و دیندار پاس      کون آتا ہے بھلا مجھ سے گنہگار پاس      ایسے خواب عدم دیدہ بیدار پاس      کیوں ہے زلف سیہ لگی زحسار پاس</p>	<p>دشمنوں کا مری قسمت ہے قابو چہر      یاد رکھنا جو ہوئی وعدہ خلائی زانگی      قیدی زلف کی قسمت میں زحسار کی      چہرہ بھی برق بھی دل لینے میں گیسو بھی      غیر بے جرم میں اور میں فاکا جرم      قبر میں سوئیگے آرام اب بعد فنا      اسکی کیا وجہ مرہوئے وہاں کون نہیں</p>
---	---

ہو تیساری سے ہو پوریں چمن حسن کی سیر  
 دام اور دانہ ہیں دونوں نسخ دلدار کے پاس

## ش

کچھ ہوش تو نالہ واہ دیکا کا ہوش  
 یارب ترا خیال ہو یا مصطفیٰ کا ہوش  
 کسکو دووا کا ہوش ہے کسکو دعا کا ہوش  
 ہمکو جفا کا ہوش صاحب فاکا ہوش  
 ایک ابتدا کا ہوش ہے ایک انتہا کا ہوش  
 ٹوٹی کا کچھ خیال نہ ملو قبا کا ہوش  
 اس محویت میں کچھ نہ ہالٹجا کا ہوش  
 پر عاشقوں سے ہمیں جو رو جفا کا ہوش

مجھ کو نہ سرکا ہوش باقی نہ پکا ہوش  
 جب نزع میں سرکا ہو باقی نہ پکا ہوش  
 بیمار بھری تو پریشانی نہ پوچھہ  
 اتنے سے حذر پر مدد صاف ہو گیا  
 دنیا کا بھی خیال ہے حقیقی کا بھی خیال  
 اے ہونم غیر سے شاید پتے ہوئے  
 قسمت سے لگے تھے عیادت کے واسطے  
 ہونشہ جوانی میں سرشار شکر نہیں

دار فنگان عشق کی اللہ سے محویت

<p>عیدش</p>	<p>ہمکو جفا کا ہوش نہ پرویں وفا کا ہوش</p>	<p>پلیسے کے ساتھ جانا رہا روزگار</p>
<p>افلاس کی خزاں نے مٹا دی بہار جاتی رہی شباب کے ہمراہ بہار دنیا میں کس بہار پہ تھا لالہ زار کیا کھینچ رہا تھا زور سے عطر بہار لکھا ہوا ہے سر لوحہ فرار عیش رکھنا مر اخیال بھی اے شہسوار اٹھتا نہیں کسی سے بھی دنیا میں نایا بیدار ہو گئے ہیں قلعہ قرار عیش</p>	<p>اک وقت زور شور پہ تھا روزگار جب تک شراب سرخ سے ساغیر وہ رات کو تھا نشہ سے عرق عرق ہوشیار ہو کہ فانی ہیں دنیا کی لذتیں گزنا مرے الم کہہ دل میں بھی مقام ہو جائیں فضول مصارف سے زیر بار اے دل ہوا وقت یہ فلک کے نہ بھولنا</p>	<p>ہوشیار ہو کہ فانی ہیں دنیا کی لذتیں گزنا مرے الم کہہ دل میں بھی مقام ہو جائیں فضول مصارف سے زیر بار اے دل ہوا وقت یہ فلک کے نہ بھولنا</p>
<p>پرویں جن احمقوں نے نہ دولت کی قدر</p>	<p>سیکھیں ان گھروں میں ہی یادگار عیش</p>	<p></p>
<p>میں وہ ہوں مجھ پہ ڈال سکیگی نہ دم لیکن استقدر کہ بنا لے غلام حرص کی نیروز کی نہ شہہ ملک شام حرص ہے سر سے پاؤں تک نہ شاکہ تمام حرص ایسا ہو کہ دل کو بنا لے غلام حرص کرنے نہ دنیا کی سب کو یہاں کوئی کام حرص جب تک زندگی کا گرسے اختتام حرص</p>	<p>میرے لیے ہزار کرے اہتمام حرص ہے کچھ نہ کچھ ہر آدمی کو لا کلام حرص اے زلف بھیا بھل کے خسا کو نہ دہا وا عطر شراب و عور کی الفت میں غم دل جھین عاشقوں کے مگر ہوشیار ناقص رہنے کے سارے ملوں کا روبا قبضہ اٹھا سکی نہ دل روزگار سے</p>	

بدست اشتیاق ہے بوس و کنار کا | اگر حکم ہو شروع کرے اپنا کام حاصل

پرویں لگی ہوئی ہے خدا سے مجھے امید  
دل کو مرے بنائے نہ اپنا غلام حاصل

جذب ستم و جور میں رکھتی ہے اثر خاص  
ایغا ر یہ ہے عام تو مجھ پر ہے نظر خاص  
یہ نعمہ دسوز ہے اے مرغ سحر خاص  
مشق ستم و جور میں بھی مجکو نکر خاص  
رکھا ہے ترے واسطے گنج گہر خاص  
ہے بعد شب وصل جدائی کی سحر خاص

بیچ کہتے ہیں جی ہے محبت کی نظر خاص  
وہ ظلم ہیں مجھ پر جو کسی پر نہیں ہے  
بلتا ہے مرے نالہ شبگیر کا انداز  
ہر شخص مرے درپے آزار رہیگا  
روتا ہوں بہت دن سے ادھر بھی ہو تو  
موجود ہیں سب اسیں علامات قیامت

اس جور و ستم پر بھی کہہ ہی نہیں لب پر  
پرویں مرے سینہ میں دل خاص حکم خاص

# ص

مجکو ہے ابرو و قرہ یار سے غرض  
بیچ تو ہے کیوں ہو بھر دل بیمار غرض  
کانوں کو صرف تری گفتار غرض  
ہر جا مجھے ہے کوچہ دلدار غرض  
سب سے غرض ہے نہ گھر بار سے غرض  
اس آنکھ کو ہے جلوہ دلدار غرض  
سیرت مجکو - سیرت دیدار غرض

یہاں تیرے غرض ہے نہ تلوار سے غرض  
انکو فقط ہے ظلم سے آزار غرض  
اقرار سے غرض ہے نہ انکار غرض  
جنت ہو باغ خلد ہو فردوس یا  
درویش ہر کجا کہ شب الہ میرا اور  
تم میں ہو تمس میں تو تم میں کل میں  
مسجد ہو تیکدہ ہو صنمخا نہ یا کفشت

<p>انہیں ہر اک کو ہے مرا زار سے غرض      نکلی کی کیا کسی کی نہ سرکار سے غرض      گھٹ جاتا قلق ترے اقرار سے غرض</p>	<p>گردوں رقیب یا مراد نصیب عقل      دل کے جگر کی ہاتھ کی لب کی نگاہ کی      وعدہ پہ اپنے آگہ نہ اختیار سے</p>
<p>پرویں کسی کا اور تو کچھ کر سکا نہ دل      خود جلیگیا وہ آہ شر بار سے غرض</p>	<p>جو دل مرا نہیں مجھ سے کیا غرض      ڈوبوں گا کہ ہے میرے مقدر میں ڈوبنا      وہ دل کو دیکھتا ہے نہ اعمال ظاہری      سنتا ہے کون عاشقوں کی وہ دراریا      ہم اسکے شیفقہ ہیں قبول سے واسطہ      مریا ہوں اور جا نہیں سکتا سو عدم</p>
<p>چلنی نہ جو راہ تو منزل سے کیا غرض      خواص سحر عشق کو ساحل سے کیا غرض      ایلی کی خواستگار کو محل سے کیا غرض      آگوش جن کو شور عنادل سے کیا غرض      گل سے غرض ہے فوج عنادل کیا غرض      مجھ نہالوں کو طوق سلاسل کیا غرض</p>	<p>کیوں درپے تلاش نہیں اجاب و اقربا      پرویں شہید ناز کو قاتل سے کیا غرض</p>
<p>سوار گرو کہو تو کہوں ہاں غلط غلط      کہدینا ہم کو پھر شہ خوباں غلط غلط      ابرو ہونے پر بھی ہو مرگان غلط غلط      بیٹھے ہو جیتے یا کہو بجاں غلط غلط      کہتا ہوں صاف منہ کجہ ہاں ل غلط</p>	<p>تم اور قصہ شب ہجرال غلط غلط      دنیا میں اک سے ایک زیادہ حسین ہے      خود غرضیوں سے عارض تا باں کہو تو کیا      مریا نہیں کوئی مگر تم تو مر گئے      خود مطلبی ہو پردہ میں اور نام عشق کا</p>

<p>طوطا پڑ ہے کتاب گلستان غلط ہنسکہ کہا کہ نوح کا طوفان غلط کافر ہو سیدی طرح مسلمان غلط</p>	<p>تم اور گلرخوں کیلئے جاں فدا کرو رو کر کہا جو میں نے کہ طوفان آسکتا ہے گر پاک عشق تجھ کو ہوا عجز چاہیے</p>
<p>چاہے ہزار دہم و ہر دہم ہو روزگار بہدویں ہوں مثل نعلت پریشاں غلط غلط</p>	<p>ہر بات پر نہ کہیے میر جاں غلط غلط ہر بات پر جو کہتے ہو ماں ماں غلط غلط میرا علاج وصل ہے صرف ایک نہ اب باز آئیں ظلم و جور سے ورنہ پھر اس کے بعد جان بخش آج تک فی تمنا نہیں ہوا کہتے ہیں بوسہ لیجئے ایمان دیکھیے کہتا ہوں کچھ وہ سنتے ہیں کچھ اس کا علاج وعدہ یہ تم نہ آؤ تو کیوں بل گمان ہوں چھپ چھپ آنے جا ایسے کیا فائدہ ہے سو بار جا کر وہ وعدہ کے مکاں جا</p>
<p>وانتہ عدو نے باند ہے بہتیاں غلط بلیٹی ہے کہتے تھکو میر جاں غلط غلط چھوڑ کر مجھ کو آتش بھجراں غلط غلط کہلا ہیں آپ عیسیٰ دوران غلط غلط یہ سب وایتیں ہیں میر جاں غلط غلط سیستے ملیں لعل بدخشاں غلط غلط کرتے ہیں نقل آپ کے دریاں غلط غلط وہم آتے ہی ہی شب بھجراں غلط غلط انواہیں اڑ رہی ہیں میر جاں غلط غلط اور میرا بھول کے بھیجے ہماں غلط غلط</p>	<p>پرویں کا نام لینے میں خوف خدا کرو وہ اور بھی عشق میں ایماں غلط غلط</p>
<p>مجموعہ خیال ہے بے انتہا غلط بالکل غلط ہے آپ نے جو کہہ کہاں غلط</p>	<p>میں کیا بتاؤں کہا سے درست اور کیا غلط میں نے کہا درست ہے شکوہ بول اٹھ</p>



<p>فائدہ میری سمیت کیا کہہ دیا غلط          وعدہ پراپنے آئے وہ نہیں ادا غلط          برائے ہر مراد یہ ہے بدعا غلط          کرتے ہیں ہمارے غمہ و ناز و ادا غلط</p>	<p>برہم پیام وصل بہ ہیں کچھ خبر نہیں          قول و قرار رحم حسیناں ہے دوستوں          سارا زمانہ ایک بشر کیلئے نہیں          وہ ہم سخن میں مجھ سے نظر غیر کی طرف</p>
<p>پرویں تو اُس کے فضل و کرم پر نگاہ رکھو          مخلوق کا خیال نہ رکھو خدا غلط</p>	<p>سینہ یہ نقش تھا کہ جی و نفا غلط          بدگوئیوں اسکو ہر فرصت ذرا غلط          ہے دل جلوں کے خاک اُڑا نیکو اسطے          جو آفرین کو تجھے سوڈ مہنگیاں ہیں          وہ منہ کہاں لاؤں جو ہٹلاؤں انکو          دشمن کا نام ایسے گنہگار ہو گیا          معشوق کو تباہیں شکر ستم ہے یہ</p>
<p>اے شوخ میرے سامنے یہ ادا غلط          واعظ سے ایک دم بھی ہو یا خدا غلط          پیغام یار لاتی ہے باد صبا غلط          راجا تیرے ہاتھ سے کوئے جفا غلط          سچے ہیں آپ قول سرا یا مرا غلط          کہنے لگے کہ جھوٹ دروغ آخر غلط          پھر مدعی و دفاع کے ہوں یہ بدعا غلط</p>	<p>جھوٹی ہے یہ نمود جہاں اک سراب ہے          پرویں خیال ہستی غیر خدا غلط</p>
<p>اجل او میں رہتی ہے میرجاں کا خدا اچھا          یہی گرجوش و شہت ہے گریبان کا خدا اچھا          مرے دل کا خدا مالک میرجاں کا خدا اچھا</p>	<p>خزاں اگر وزانی ہے گلستان کا خدا اچھا          ہماری بد نصیبی دوبارہ صل گلانی          زمانہ آئیں گے اس شوخ کے جو بن نگر نیریکا</p>

<p>سے ابلبل نالان نہوں نایت پر نازاں      قفس میں بھر تریا کیا پھر جب آئی      جوانی آتے ہی بیا قیامت ہو کی عالم میں      ہجوم یاس و حرمال نہیں میں جان کی</p>	<p>تخرال ہر سال آتی ہے گلستان کا جدا      یہ کہ مری گیا بلبل گلستان کا خدا جاد      بس اب کے عاشق گردون گردان کا خدا      پس جاتا ہے دل میں میرا ماں کا خدا</p>
<p>خدا جانے غنا صرا سکو کبنا پیدا کر دلائیں      نہواٹھوں پہ پرویں گراں سال کا خدا جاد</p>	<p>خدا جانے غنا صرا سکو کبنا پیدا کر دلائیں      نہواٹھوں پہ پرویں گراں سال کا خدا جاد</p>
<p>ہزار شرم کرو وصل میں ہزار لجاظ      نہ گدگد او مجھے میں بھی تلو چھڑوں گا      نقاب اٹھنے کی جرات کہیں نہ کر بیٹھے      شراب پی چکے بیچارہ کو اجازت دو      میں حسیخ ہوں دل سے ترے تلوں کا      بتا تو یہ رہیگا وصال میں کب تک      کریں آپ تجاہل تو کیوں نہ سمجھاؤں      وہ اپنے سر کو ذرا بھی اٹھا نہیں سکتے      جو نسے پوچھو تو انکے خلاف شہوخی</p>	<p>نہ ہنسنے دیکھا دل ار و بیقرار لجاظ      میں کر چکا ہوں تمہارا ہزار بار لجاظ      بڑھائے کیوں دل مضطرب کا اضطراب      کھڑا ہے دیر رخصت کے لئے نگار لجاظ      نہ یادار ہے الفت نہ یادار لجاظ      ہمارے ہاتھ کے بدلے گلے کا ہار لجاظ      کرے حضور کہا تکینقا شعرا لجاظ      جھکی ہوئی ہے جو گردن ہے سوار لجاظ      جو ہمسے پوچھو تو ہٹکے ناوار لجاظ</p>
<p>الکلف اٹھتے ہی پرویں وہ خوب کھٹھلا      ہوا ہے شوخیوں سے کتنا بیوقار لجاظ</p>	<p>الکلف اٹھتے ہی پرویں وہ خوب کھٹھلا      ہوا ہے شوخیوں سے کتنا بیوقار لجاظ</p>
<p>ہر خاص لجاظ ہو ہر عام کا لجاظ      تجکو اگر ہے خالق علام کا لجاظ</p>	<p>دنیا میں ہر تریف کو ہونا م کا لجاظ      راحت کا کخیال نہ آرام کا لجاظ</p>

یہ کام کی جگہ ہے رہے کام کالیظ کچھ تو کروں میں بادہ گلفام کالیظ کچھ ہاتھ کا کچھ آپ کے صمصام کالیظ ایمان کا خیال نہ اسلام کالیظ	کم طرف سے جو رکھے فقط نام کالیظ بہکوں اگر میں نرم میں ساقی معاف عاشق کو بار ڈالتا ہے پہلے موت مخلوق کو تمہاری محبت میں ہے تہو
---	--

یہ رویں طریق عشق میں دل سنبھل کے رکھ  
رہیگی کو ضرور ہے ہر کام کالیظ

ہے اپنے قتل کی دل منصطر کو اطلاع  
بے پردہ آج نکلیگا پردہ نشیں مرا  
چھپ چھپ کے اب جو نکلو تو معلوم ہو  
بلبل نہ باز آئیو فریاد و آہ سے  
کس طرح کرید دل نازک کو چور چور  
کیا کام انقلاب کا کچھ بھی نہیں ہاں  
ہشجائے اطراف بت کافر کی راہ سے  
چلنے بھی وہ نہ پتا تھے اپنے مقام سے  
میں سخت جان تعین قصد کرے دیکھ بھیا

پرویں ریاض خلد میں کس کو جام دیں  
پہلے سے ہے یہ ساقی کو تر کو اطلاع

سب انگلیاں پیچ نازک بدن میں  
کیوں دوستوں کے لاکے رکھی انجمن میں

گو یا چراغ لالہ ہے صحنِ حمن میں شمع  
 ہر نریم میں چراغ ہے ہر انجمن میں شمع  
 روشن ہے سوز عشق سے نریم دہن میں شمع  
 تم انجمن میں ایسے ہو جیسے لکن میں شمع  
 کیا تھے بجائے تیشہ کھت کو لکن میں شمع  
 فانوسِ جسمِ زار ہی میں لکن میں شمع  
 وہ اپنے حسن سے ہے انجمن میں شمع  
 بیرویں مری زبان کو یاد دہن میں شمع

کیا موسم بہار میں روشن ہے سبز زرا  
 ہر قلب میں ہے نور الہی کی روشنی  
 اسے روشنی طبع تو بر من بلا شادی  
 ہر نریم میں ہم ایسے ہیں جیسے حمن میں شمع  
 روشن کیا ہے نام محبت جہان میں  
 ہے شعلہ بار سوز ہماں بعد مرگ کھلی  
 پھیلی ہوئی ہے چاند سے کھڑکی نڈ  
 اسکے سبب نریم فصاحت میں قہر رہے

بیرویں میں اس طرح سے مومن زبان میں  
 روشن ہو جس طریق سے نریم سخن میں شمع

گھدو ل جو حال دل تو ہو سوزاں دہن میں شمع  
 تیرا وجود مرے دار انجمن میں شمع  
 سوزاں ایسے جیسے کہ نہر حمن میں شمع  
 جلتی ہوئی جہاز دیدی گلشن میں شمع  
 گو یا کہ جل رہے ہیں ہمار بدن میں شمع  
 روشن تمام جسم ہے یا پیر حمن میں شمع

سوز دروں ہے جو فر زبان دہن میں شمع  
 رونق جو میر گھڑی تیرے قدم سے  
 دریا عشق ہے ہر سینہ اور اس میں دل  
 تکیں ہوئی مسافر بیت الحرام کو  
 سوزاں سوز عشق سے اپنا تمام جسم  
 بیٹھا وہ شمع رہو تو نور ہے مرا ل

اسکے سبب نریم سخن میں ہے روشنی  
 بیرویں مری زبان کے پیر دہن میں شمع

اور رازِ کھلے ہیں پنی تو رضوانِ باغ

تیرے بل تھا ایک گلستانِ باغ

ملکہ تجھ سے ہو نہ کیوں نہ نیامیں انساں باغ  
 غالب اگر لالہ و گل سے عارض شاہ شاہ  
 چشم ز گس لالہ عارض زلف سنبل سرو قد  
 میر دل میں کیا خلش کرتا ہے زباں سی  
 میرے آئینکی گھمیں اڑتی ہوئی پونجی خبر  
 جاتی ہے با دخزاں آئینکو ہے فصل بہا

کل جود تھا داغ داغ اب میرجاں باغ  
 جیت کر سنبل سے ہے زلف پریشان باغ  
 تو اگر جا تو ہو سارا گلستان باغ  
 روک کر جب جھکو ہوتا ہے گھبان باغ  
 آج کیوں ہوتے ہیں مرغان گلستان باغ  
 کہتے پھرتے ہیں مرغان خوش الحان باغ

ظلم تو ہر ظلم ہے لیکن شکستہ ہے وہ شعر  
 سنے کے پیروں ہوں جسے اگر سخن دان باغ

زلف ہاں سیدہ اور وہ رخ انور چراغ  
 صبح بچتا ہے ہمیشہ شام جگمگ چراغ  
 غیر پروازوں کی صورت یا رک کو گھیرے  
 چاندنی سی کھل گئی سارے درو دیوار پر  
 سبزہ خط میں عارض اسطرح جلوہ نما  
 پھیل جا روشنی حسن ساری نرم میں  
 صبح سیری سپر رائی اب تو ظالم باز آ  
 سرد مہری کے کہتے ہو کہ دل ٹھنڈا ہوا

کالے کے آگے جلا کسطح ادب چراغ  
 رات دن جلتا ہو نہیں افسوس میں نیک چراغ  
 میرا دل اس نرم میں نیک جلا تہ ہے چراغ  
 وہ تہ وصل کے میر گھر میں نیک چراغ  
 سبزہ خنداں میں جیسے لالہ اچیر چراغ  
 پھونکے بے رقع کو نیک چہرہ انور چراغ  
 اسے دل سوزان جلیکا تا بجے نیک چراغ  
 اسن اسے تیر میں جلتا ہے کیونکر چراغ

کوئی روشندان نہیں ملتا جو پروں بوجھوں  
 ڈھونڈتے پھرتے ہیں کسکو مہروم لیکر چراغ

ہے جو ٹھکے آسمان سے شکر کا دام باغ

دریافت کیجیے نہ مرے یا رکاد مارغ

<p>پہ چل گیا سے کھیلے انیما رکاد باغ ہفت سماں پہ درو دیوار کا دباغ نازک سو پہ پھول سے سرکار کا دباغ زقار کا دماغ نہ گفتار کا دماغ ماز حد ضعیف ہے دل بیمار کا دماغ</p>	<p>مانا کہ آسمان پہ دلدار کا دماغ شبِ حمرے مکاں میں حج سویا وہ ماہ آواز عند لیب بھی خاطر پہ بار ہے عشق تباں نے ساگر زمانہ سے کھو افسوس بوج گل سے بھی لگتی ہے سخت چوٹ</p>
---	--

ناچار تھک کے صبر و تحمل سے کام لوں  
پرویں نہیں ہے اب مجھے تکرار کا دباغ

## ف

بھولے سے بھی نہ دیکھے وہ گلزار کی طرف  
اب دیکھتا ہے وہ ترے رخسار کی طرف  
ساری خدائی ہوتی ہے زردا کی طرف  
کوئی نہیں مرے دل بیمار کی طرف  
حسرت سے دیکھتے ہیں نگہار کی طرف  
اور دیکھتے ہیں ابروی خدار کی طرف  
تبیح ترک کر کے ہونزار کی طرف  
اور میری آنکھ احمد مختار کی طرف

اکبار دیکھ لے جو رخ یار کی طرف  
کل تنگاہ کبک تھی کہسار کی طرف  
ہو کون مجھ سے بیکس و لاچار کی طرف  
ساری خدائی اُسکی حمایت پر متفق  
بخشتے گئے گناہ تو محشر میں بیگناہ  
نکلے میں گھر سے دیکھنے کو لوگ ماہِ عند  
گر اُسکی زلف زاہد صد سالہ دیکھ لے  
سب کی نگاہ حشر میں اعمال نیک پر

پرویں مجھے شکست ملی دستِ حسن سے  
دل ساری فاق ہو گیا دلدار کی طرف

جو نہیں آج زمانہ کی ہوا سے واقف

اُسکو صرصر کی خبر ہے نہ صبا واقف

<p>ہم نہ ایمان سے واقف نہ خدا واقف سے          ہمتوں بالکل نہیں تاثیر دعا سے واقف          یا الہی نہ ہو وہ مہر و وفا سے واقف          ہو کے دیوانے بت ہو شرابا واقف          ابھی صرصر نہ آگہ نہ صبا سے واقف          کسبسنی میں بھی ہو کم مکر و وفا سے واقف          میں دانستہ کیا جور و جفا سے واقف          ہوتے عاشق نہ اگر مہر و وفا سے واقف          آج بندے بھی نہیں اپنے خدا واقف</p>	<p>واسطے انکو دیے میں نے تو فرماتے ہیں          عمر گزری ہمیں اس بت کی تمنا کرنے          مجھ سے نفرت اُسے ایسا پر غمخت خوب          میں مہل یا قلیس سو سب عشق ہو جانی          کھسنی کا یہ تصدق ہے کہ کل ارجال          اے تبو نہ بنے بڑا عشق میں ہو کا کھایا          جب یہ دیکھا کہ بڑا ربط عدوان کا          کرتے پھرتے یہ حسین حج رو جفا تو بہ          کل تو نوکر بھی تھے آقاؤں سے اپنے آگاہ</p>
---	--

ہاے پیروں نہیں دنیا میں کہیں جو کا لفظ  
 کوئی بندوں سے نہ آگہ نہ خدا واقف

<p>کیا بتائیں بڑگی ہے یا اول میں          تو سر پا جس کا نقشہ ہے میں قصور عشق          لیکنے کیا ساتھ ہی قبر میں تم تاثیر          یہ قصور سن یا اصل میں تاثیر عشق          واہ راظہار الفت واہ را تاثیر عشق          کیوں نشا نہ پر نجایم گا ہمارا عشق          ہر کسی کا م ہے جو لکھ سکے نہ عشق</p>	<p>دل میں یہ عشق ہے اور فرق نہ عشق          دیکھنیو اے یہ کہتے ہیں کتاب دہر میں          کو کہن اور قیس بلجائیں تو میں افسر کج          واہ را نصاب اتنا بھی ہاں چھوچھا کیا          بات کرنے سے بھی نفرت ہوئی دلدار جو          کیا سبب کیا وجہ کیوں کہ لکجا شکار          پہلے اپنا سر قلم کروا پھر تیار ہو</p>
---	---

<p>بل گئی جس شخص کو تقدیر سے اس عشق بندگی ہے ہمارے اور کسی یا یہ عشق میں بھی بل کو سناؤں غ میں لقمہ عشق</p>	<p>دولت دیدار حسب مدعا حاصل ہوئی حسن جان کی گشتش دنیا میں با تو ملی تو بھی گل کے آئینہ پر کھینچا تصویر حسن</p>
<p>کیا تسکایت اسکی پیروں یہ تو ہوتی ان کی پہلے الفت کی تھی عزت اور نہ اب تو عشق</p>	
<p>سوا شربت وصل اور کیا دوا فراق فراق کو بھی کسے کوئی مبتلا فراق برابرائی ہے آواز ہا ہاے فراق بجھا اب وصال اگر لگے فراق کہ جرم عشق میں ہی تجھ سے فراق پلاؤ لاکھ سے بد مزہ دوا فراق پڑی ہے وصل کے ہاتھوں یہ بتاؤ نچو اس طرح سے چلی اندولے فراق</p>	<p>میں نص عشق و محبت مبتلا فراق میری نظر میں یہ ہے فقط سزا فراق کمال عشق ہے شاید جو مجہول سے میں مبتلا ہے تب غم ہوں اور علاج یہ خشیدگی کی تسکایت پس کس کے کہا کہہتی جائیگا عاشق سے دیکھ حال کا ہوا تھا ملتے ہی مجکو جدائی کا کھٹکا بہن وصل کی طرح مجھ کے رنگیا افسوس</p>
<p>خدا کے عشق میں غم ہی ہے کھنڈر پیروں نہ اشتیاق وصال اور نہ ابتلاے فراق</p>	
<p>قابل تو لیتے تیرے فدائی کا عشق بلبل بیتاب کو ہرزہ سرائی کا عشق واعظ یا فہم کو ہرزہ سرائی کا عشق حسن کے صد سے ہے مجکو گدائی کا عشق</p>	<p>جانا رہا قلب سے ساری خدائی کا عشق یکسی مصیبت سے یہ گل کو خوشی کا عشق پڑ گئی بکنے کی لٹ مرنیہ ہا تنگ تھا گرتا ہوں حج بار بار بوسہ رخ کا سوال</p>



مجلو خدا کے دیا ساری خدائی کا عشق  
انکو کہ ورت کا شوق مجکو صفائی کا عشق

مجلو خدا نے دیا ساری خدائی کا حسن  
عاشق و معشوق کی باہنہ ہی طرح

لوچھ لے پرویں سے یا قیس سے دریافت  
شہر میں مشہور ہے تیرے فدائی کا عشق

کے کتب  
رہیگا سیر کتبہ کے تم جو ان کتاب  
رہیں گی بے پڑھی لکھی ہماری کیاں کتاب  
اڑیگا شعر گوئی میں نہ آج کا دیوان کتاب  
سینے کے مستون لڑھکا ان اسمال کتاب  
رہیں گی انکے صند و چیمہ میں کی کجیاں کتاب  
نہ پورا ہو گا تیرا دور یہ اسمال کتاب

کے کتب  
کے ننگے ظلم دنیا پر اور اسمال کتاب  
خداوند انہیں محمد بن شعور سے کیا دنیا کا  
پھر بیگناہ اور کتنے دن خیالی بارگھوڑ کتاب  
عنان حکمرانی دیکھئے کس دن خدا لے گا  
دیے جائیں گے کتب کا صحابہ کفر کے قوت  
چلے جائیں گی ایک ہی رخ ہوتا کے زمانہ کی

تجمل ختم ہوتے ہی بڑی بنا میاں ہوئی  
تمہارا خوف پرویں نہ کھو لیکر زباں کتاب

اسید قرآن کے بلبل دہندہ ہا بوستان جنگ  
اگر ہے اس سے دنیا تر نام و نشان جنگ  
ابھرتی ہی نہیں انساں کی ساری جنیاں  
کھلا اسکی رحمت سے دریاغ جنان جنگ  
نہ دیکھا سند انساں کو لیکر امتحان جنگ  
پھر جائیگا کا سینہ پر زینے کے اسمان جنگ

زمانہ گرد ہے نام خدا تم ہو جو ان جنگ  
زمین و آسمان کے آسمان جنگ  
جہاں انکی آنکھوں میں سے گل اعزاز بیسیہ کا  
کرے کیوں آدمی فعلیاں دو زخ میں جنگ  
خدا کے روبرو زنی تہہ سجھا نہیں جاتا  
یسے جائیگے دانہ کی طرح دانا زمانہ کے

<p>ہزاروں ٹھوکریں کھا کر بشر انسان بننا ہے قیامت تک ہر گناہ نظر جان ملتے ہیں</p>	<p>سمجھ ہی میں نہیں آیا یہاں سود و زینان نجاہت کا عدم کو تم نہ آؤ گے یہاں جتنا</p>
<p>جہاں جائے گا پرویں ہر جگہ الزام کھائے گا نہ قابلوں کے گا آدمی اپنی بناں جب تک</p>	<p>یہ جہاں میں نہیں کھانا نہیں شریک میں بھی ترافدائی ہوں مجھ پر بھی رحم کھا وہ کر گئے ہیں وعدہ نہ موت آئیگی مجھے اُسکے ستم ہی کم ہیں اور وکان نام لو روز جزا امید ہے سب کو سزا ہے اے بدتر اور دعویٰ کی سائی سب غلط سچ پوچھیے تو جان جہاں میرے قتل میں واغظ تو باغ حسن کی اک بار سیر کر کیا وجہ تیرے ظلم و ستم میں نہیں بھیجا پیام جلسہ تو انداز سے کہا</p>
<p>یہ جہاں میں نہیں کھانا نہیں شریک میں بھی ترافدائی ہوں مجھ پر بھی رحم کھا وہ کر گئے ہیں وعدہ نہ موت آئیگی مجھے اُسکے ستم ہی کم ہیں اور وکان نام لو روز جزا امید ہے سب کو سزا ہے اے بدتر اور دعویٰ کی سائی سب غلط سچ پوچھیے تو جان جہاں میرے قتل میں واغظ تو باغ حسن کی اک بار سیر کر کیا وجہ تیرے ظلم و ستم میں نہیں بھیجا پیام جلسہ تو انداز سے کہا</p>	<p>یہ جہاں میں نہیں کھانا نہیں شریک میں بھی ترافدائی ہوں مجھ پر بھی رحم کھا وہ کر گئے ہیں وعدہ نہ موت آئیگی مجھے اُسکے ستم ہی کم ہیں اور وکان نام لو روز جزا امید ہے سب کو سزا ہے اے بدتر اور دعویٰ کی سائی سب غلط سچ پوچھیے تو جان جہاں میرے قتل میں واغظ تو باغ حسن کی اک بار سیر کر کیا وجہ تیرے ظلم و ستم میں نہیں بھیجا پیام جلسہ تو انداز سے کہا</p>
<p>پرویں غلط ہے انکو سمجھنا جدا جدا ہیں جسم و جان کی طرح سے دنیا و دین</p>	<p>یہ جہاں میں نہیں کھانا نہیں شریک میں بھی ترافدائی ہوں مجھ پر بھی رحم کھا وہ کر گئے ہیں وعدہ نہ موت آئیگی مجھے اُسکے ستم ہی کم ہیں اور وکان نام لو روز جزا امید ہے سب کو سزا ہے اے بدتر اور دعویٰ کی سائی سب غلط سچ پوچھیے تو جان جہاں میرے قتل میں واغظ تو باغ حسن کی اک بار سیر کر کیا وجہ تیرے ظلم و ستم میں نہیں بھیجا پیام جلسہ تو انداز سے کہا</p>
<p>ستم کی حد بھی ہے آخر کہاں تک خدا کی واسطے اے عشق کیسو قیامت ہوگی کیا شکوہ غنہ</p>	<p>یہ جہاں میں نہیں کھانا نہیں شریک میں بھی ترافدائی ہوں مجھ پر بھی رحم کھا وہ کر گئے ہیں وعدہ نہ موت آئیگی مجھے اُسکے ستم ہی کم ہیں اور وکان نام لو روز جزا امید ہے سب کو سزا ہے اے بدتر اور دعویٰ کی سائی سب غلط سچ پوچھیے تو جان جہاں میرے قتل میں واغظ تو باغ حسن کی اک بار سیر کر کیا وجہ تیرے ظلم و ستم میں نہیں بھیجا پیام جلسہ تو انداز سے کہا</p>

یہ چھاؤں عمر بھر کیونکر غم عشق سکوں تقدیر میں ہے یا نہیں ہے دل و جان میں دایماں دیکھا ہو کہاں تک آئیں گے لب پر نہ تشکوہ	نہو سوز نہاں نظا ہر کہاں تک فلک ہے دیکھئے دائر کہاں تک کیئے جاؤں پھراب خاطر کہاں تک رہو نگا صابر و شاکر کہاں تک
--	--

غزل خود آپ کہہ دیتی ہے پرویں  
کوئی اس فن میں ہے ماہر کہاں تک

خوابِ صحبت غمنا کر داس افسانہ بھلا لگ گئی البتہ اگر منہ تو جھٹتا ہے مج جسے تنگ بول دیا اسکا ہو کر شاد ہاں نیا باوہیں باولوں کی تو نہ بن جال میں بڑنا ہو۔ دنیا کے نیک و بد ابرو چا تو حرم مال و زر سے دور	ہاں بھلی جب نہ تو ایسے بارانہ بھلا مے سے گرینا ہے تنگ بولے میخانہ بھلا بچ کا گھر ہے زمانہ اس خانہ بھلا نہ نہ ڈاتا ہو جو افسانہ اس بھلا دام میں بھٹتا نہ تو تو دام دانہ بھلا موج دریا موت کا مسکن ہے در دانہ بھلا
---	---

صحبتِ خواباں میں لکھوں نہیں کہیں  
عقل کم کر دینکے فوراً اس نینچانہ سے بھلا

لایا ہے آج نرم مینج و ملال رنگ یوسف بھی اسکو دیکھ کے فوراً بکار اٹھے چار و نظرف سحر کے پسیدہ جی بھلا پھیک پڑی ہے شکر خدا شمنوں کی بات	اس شجرہ رو کا طیش کے مار تھا لال کیا بے نظیر چہرہ ہے کیا بے مثال رنگ پہرہ اور کیا مریحے صبح وصال رنگ اس نرم مینج ہے ہمارا کمال رنگ
--	---

ہے انکی ہمشیر نہیں دل درد آشنا  
 لایا شباب اور ہی اس غم میں بھلا  
 دنیا کے داؤ میں کہیں آئے ہیں خستہ کار  
 بوٹا سے قد کی بات بچے اور ہی دلا  
 میدان امتوں سے ہٹینگے نہ سر لیئے  
 دزدان لب کا عکس ہے آپس میں ٹر رہا  
 تم سے جو ان ہوئے ہی جھیلے گا بد بھی  
 اسے شیخ ماہر و زبے دم میں آینگے

ہے میرے خوں دستِ خنای کا لال رنگ  
 جیسا کہ بی سال تہا پار سال رنگ  
 بدلے ہزار طرح کے گوہر زال رنگ  
 گر گٹ کی طرح بدلا کریں تو نہال رنگ  
 تم عاشقوں کا دیکھنا روزِ قاتل رنگ  
 یا قوت کا پیلید، موتی کا لال رنگ  
 لائے گا ایک روز تمہارا کمال رنگ  
 چہرہ پہ چھریاں ہیں جو بال رنگ

یروین جو خستہ کار ہو جا ہے جہاں پھر  
 لیکن ہمیشہ اپنا ہی کھے بحال رنگ

ہے سوز و غم سے سینہ و قلب جگر میں اک  
 سوز و رول چھاتا ہوں فانِ شاک  
 پھیلی ہے کیا پیلیدی صبح وصال  
 سنتے ہی ذکرِ غیر لہو کھولنے لگا  
 جلتا ہے جسم زار پہ سوز و فراق سے  
 نکلے نہ وقت آہ دہواں منہ کس طرح  
 جامِ شراب رکھ دیا زاہد کے ہاتھ میں  
 جسمی جلیں جاؤں گے یہ ہے جسمی جلیں وں  
 جس مال و زر کی وجہ دوزخ نصیب ہو

جس طرح کشت لاکھ کلزار بھر میں اک  
 بانی سے کچھ سو انیس میرے نظر میں اک  
 جسے نئی شفق نے لگا دی بھر میں اک  
 اللہ کیا بھری تھی آج میں اک  
 گو یا بھری پردہ دیوار و در میں اک  
 دل سونہرے ریشم بھری جگر میں اک  
 جس طرح بھر د کوئی کف بیخیر میں اک  
 یا بحر و بر میں آئے یا بحر و بر میں اک  
 لگجے جلدی خستہ اس مال و زر میں اک

<p>دیتے ہیں آپ کیوں لب شیریں کا لیا بجلی کی طرح جاتا ہے قاتل کارا ہوا</p>	<p>ہم نے کہہ ہی سنی بھانپیں تھی سکر میں آگ چلتی ہے اپنے پاؤں کو یا سطر میں آگ</p>
---	---

پرویں تمام خلوص سے جلتا ہے ادھی  
سج پوجھئے تو رشک ہے قاتل شیر میں آگ

<p>اس طرح پوشیدہ کامیروں دل مضطرب میں آگ جس طرح بھونکے محکوم بھونکے سارے جہاں ایصبا دامن بچا کر حل اگر جائے بھلا ہو گیا فی النار دشمن ایک ہی ہا بیٹھ مرغ نامہ کہ جس بازو میں تھا نامہ بند کان میں بندے اور بندہ پرخانی عکس کی گرد میں جانے لگا کھنٹے سوراخے سوز غم چپاڑیٹھے شہرت یدار دیں سچ میں</p>	<p>جس طرح ہندی میں سحر جھڑکے پھیر میں آگ شعلہ حسین بتا نچاے بجز و بر میں سدا رنگ چار سو بھڑکی ہوئی ہے لارا اتم میں آگ اب تیرے دم بھیر میں پاخنجر میں آگ بجلیوں کے کہ بھڑکا دی اسی شہیر میں آگ لوکی بر تو سے رنگ جانے کہیں سحر میں آگ کیا بھڑکی رہی کے بد فرے ستر میں آگ آپ جاہیں تو ابھی چہہ کے جاگد م بھیر میں آگ</p>
--	--

شرطیہ دعوا ہے پرویں مہر و مہر میں آگ  
آہ سیوزاں سے لگا دوں گند خضر میں آگ

<p>یہاں کھوئے اور کھڑے کی بر آگ آگ محبوب بھئی تیرے پھی انکی رسم و راہ دن و نخل ہے مہر تو راتوں ماہتاب عوض مہر ہوا کہ حضرت واعظ نہیں ملے اک شخص ملتا ہے اسے اور اک نہیں</p>	<p>بہ چھاتے میں اپنی نصیرت آگ آگ دونوں سے ہے محبت الفت آگ آگ بجھائی ہوئی ہے دونوں تیرے آگ آگ مدت ہوئی کہ رہتے ہیں حضرت آگ آگ رحمت آگ آگ مہر صدہر آگ آگ</p>
--	--

دل اپنی فکر میں ہے جگر اپنی فکر میں  
 سمجھیں ہم اسکو گردش تقدیر تو بجا  
 جب میں نہ ہو گا دل میں نہ اپنے جگہ  
 اکجا بلا فقر ہے اکجا بلا سے زر  
 شیریں ہیں لب بھی شہد بھی آواز خوبی  
 نیکی کا نیک شخص کو بد کو برائی کا  
 واعظ تو ہوشیار میں دیوانہ یاد رکھو

ہر شخص پر پڑی ہے مصیبت الگ الگ  
 جاتی ہے تمسج کے مسرت الگ الگ  
 روئنے کے جگورنج و مصیبت الگ الگ  
 ہر شخص کے ہیں رنج و مصیبت الگ الگ  
 انہیں گھر ہوا کی ہے لذت الگ الگ  
 سنجے گئے ہیں دونوں کو خلعت الگ الگ  
 ہر شخص کو ہے حکم تیر لعل الگ الگ

بیرویں یہ دغدغہ ہے ہمیں سا کجاں راہ  
 جگہ کہیں نہ روز قیامت الگ الگ

زیور میں اتنے صرف ہو یا من پھول کے  
 گلگشت باغ حسن سے میری کس طرح  
 جو پھول انکے منہ پہرے وقت گفتگو  
 آراستہ ہے زیور گل سے وہ گلبدن  
 یا قوت لب ہیں دانت گھر یا ابدار  
 رالوں کو ٹوٹتے نہیں تار خدا گواہ  
 ناقدریوں پہ بھی ہے بہت قدر تکرار  
 شاعر نہیں بہار ہے لیکن کلام میں  
 خورشید و ماہ کی ہیں نگاہیں لڑھی ہوئی

گو یا ہیں ایک شاخ میں سارے جن کے پھول  
 بہتر ریاض خلد سے ہیں اس جن کے پھول  
 لاریب لاکلام ہیں دہن کے پھول  
 محفل میں سے پاؤں تک آنا پھول  
 مالک میں میں کھے ہیں باغ عدن کے پھول  
 تیسرے تار ہوتے ہیں جن کہیں کے پھول  
 اب تک گرا نہا ہیں ریاض سخن کے پھول  
 محفوظ ہیں خزانے ریاض سخن کے پھول  
 پہونچتا ترسی بالیوں میں جن کے پھول

پرسوں میں ایک شہر رنج و محن کے پھول  
ویرانہ میں سمجھ لو کہ رکھو ہیں بنے پھول

میں مر گیا تو رو کے عندل نے یوں کہا  
اُجڑے ہو دو لو میں گئی راتوں کا دیر

اے راکھ عقل نہیں عم روزگار نہیں  
پرویں کہی جہا نہیں نہ تیار بن کے پھول

ہندو راست گوئی کا بازار آج کل  
ہم خود بھلے برے کے ہیں مختار آج کل  
جنس نفیس کے ہیں خریدار آج کل  
مخلوق ہونی جاتی ہے بیدار آج کل  
شکر خدا کہ سرخ ہیں رخسار آج کل  
غیروں کی ہم نگاہ میں ہیں رخسار آج کل  
ہے صبح کے قریب شب تار آج کل  
ہو جائیں مسیح جی بھی میخوار آج کل  
کیوں ایسی دیوں کی ہے بھاری آج کل  
صرف خزاں ہے ہند کا گلزار آج کل  
ہر گل کے دل میں ہے خلش خار آج کل  
حق دینے میں بھی تے ہیں انکار آج کل  
برطانیہ ہے خلق کی خم خوار آج کل  
دلدار ہو گئے ہیں دل زار آج کل  
ہے اک انار سیڑیوں کا آج کل

بدلی ہوئی ہے چرخ کی رفتار آج کل  
علم و ہنر ہے ملک کو درکار آج کل  
ہے اور ہی طریقہ بازار آج کل  
غفلت کا دور ملک سے شاید گزر  
گلو ترقی ترقی تہذیب و علم سے  
کیوں جاہیں صنعت و حرفت کو آج کل  
روشن ہے اپنی بے ہنری آفتاب سے  
بگڑی ہوئی ہے میسکہ دہری ہو  
کیا کام ان سفید چڑیلوں کا ہند میں  
ہر چیز کی گرانی نے ویران کر دیا  
اسنغ میں ہے باؤ خزان باؤ تھوٹ  
بھولے ہیں اپنے فرض کو خوار آج کل  
شکر خدا کہ ظلم سے معذور ہے فلک  
یارب ہمارے دل کو تو اپنی پناہ دے  
مخصوص تو جہاں ہیں ارادی غلامیاں

ایک ایک گھنٹے کے جتنے ہنر تھے وہ چھین گئے  
 ان جسم اور فرد جبرائیم میں بڑھ گیا  
 جینے کی فکر کیجئے اور پیرٹ کا خیال  
 پابندیاں بھی چاہیں انسان حضور  
 ملتا نہیں کہیں دہن یا رہے اناج  
 ہے تنگدستیوں کے سبب ضعف  
 لاکھوں مجال عقلی عادی سہی مگر  
 کیا کچھ ترنوالوں کا موسم نہیں رہا  
 فاقوں سے یہ حال اگر ٹول کر بیٹھا  
 گل کر دیا چراغ معیشت لوے ہوا  
 چاروں طرف بلند ہے فریاد ہا ہا  
 دولت جب ایسی کی کہ وہی خیر ہم بنیا  
 بہتر ہے کارخانوں سے ہونے کا جھلا  
 صنعت کا نام گنج ہے حرفت کا نام زر

ہم زندگی سے کیوں ہونے زار سبجکل  
 یعنی نہ درود دل کا ہوا ظہار سبجکل  
 موقوف کچے عشق کا آزار سبجکل  
 آزاد یوں کی کیوں ہے یہ بھرا سبجکل  
 قافوں کے جسم سے کمر یا آج کل  
 سب کی ہیں آنکھیں نگس بیار سبجکل  
 کسب کسب سب سے ہے دشوار سبجکل  
 چپکے ہو ہیں یار کے رخسار سبجکل  
 ادھی ٹکٹ میں جاے تن زار سبجکل  
 معذہ بھی نہ گھس گئے کیوں خار سبجکل  
 ماتم کہہ ہے قہقہہ دیوار سبجکل  
 جو چیز چاہتے ہوں خریدار سبجکل  
 اگلے گھسے خزانوں کو زردار سبجکل  
 علم شکم ہے ملک کے درکار سبجکل

پرویں کی یہ دعا ہے ہامن ملک میں  
 رب غفور توسی سے غم خوار آج کل

یتم ہی کچھ نہیں یہ تگر سوائے دل  
 میری زباں کچھ تو سنو ماجرا دل  
 جو کچھ ہے میرے پاس وہ لینا سوائے دل

ان دلبروں ہاتھ خالق بچا دل  
 کب تک کیا کروں میں ہا ہا دل  
 اے دلبر باؤ تلو دل آزاری کی قسم



مٹی ہوئی خراب بہت دن تو یہ کھلا  
 غمزدہ وہ سحر ساز ادا وہ طلسم کار  
 مرجائینگے یہ بزمِ عدو میں بجا لینگے  
 دل میں بھری ہیں اس کے جہانِ کلدیوں  
 بخشش تو کو سے یار میں جا کر بیا کریں  
 دو نوح سے موت یار میں کھا گرتی  
 آہ و بکا سے شور قیامت یا نہیں  
 باغ وصال یار میں پہنچا تو کھس طرح  
 تھی ہلکے ایک عمر سے دیوانہ کی تلاش  
 خوشیوں کو پیسے ڈالتی ہے یہ سیرِ حیرت میں

گر عقل سے خدانہ تبوں سے لگاے دل  
 اسپر بجاے جان کبہ اسپر نہ آئے دل  
 جانی کو دل مٹھ کر تو سو بار جا کے دل  
 چہرہ پہ چھا گئی ہے سب اک صفا دل  
 سینہ میں صورت ہو جو ہوا ہر بجا دل  
 قبضہ میں آئے یا رتہ تھا بونہ سے دل  
 اک دن ہمارے کان سے سنئے صدا دل  
 نغمہ سے بلبل دستاں سرا دل  
 بازار کائنات سے ہم مول لائے دل  
 سینہ میں جلتی رہتی ہے روزِ امیاد سے دل

پرویں تبوں سے دوستی منظور تھی تو کیوں  
 سینہ میں سنگ پارہ نہ رکھا بجا دل

کہے کھس طرح سے راز نہاں دل  
 سناے کس کو اپنی داستاں دل  
 وہیں ہم بھی تھے سرگرداں دل  
 کہے کیا عمر بھر کی داستاں دل  
 ہمارا بھی کہی تھا نوجواں دل  
 اٹھائے جائے گا جو رتیاں دل  
 اٹھائے بار کیا کیا تاواں دل

زباں ہے سخن اور بے زباں دل  
 نہیں دنیا کو دل داری کی عادت  
 نہ پوچھو بے ٹھکانوں کا ٹھکانا  
 کئی ہے زندگی سب کچھ کھاتے  
 ہمیں بھی تھی کہی ملنے کی لذت  
 نہ باز آؤنگا میں الفت سے جب تک  
 غم الفت غم دنیا غم دیں

گئے ہوش و خود آیا جہاں دل	سمجھ میں خاک آئے عقل کی بات
	انہیں رحم آئے تو کیا ہے پرویں وہ لاپرواہ ہے میرا بے زباں دل
اچھا دیا مجھے میرے پروردگار دل بوجھ میں ہے چاروں طرف بے شمار دل اور کیوں جی ایسا ہو جو بے اختیار دل بعد فنا بیگناہ جو مرغزار دل بھیجا ہے اسنے لکھکے خطا بخار دل ملنے تھے ہائے چاہنے والوں کو چار دل	جسیر تیار میں دل اسی پر نثار دل روشن ہے شمع حسن تو پروانہ سیکار دل میں مانتا ہوں جسم کبیرہ ہے دل لکی سوز فراق یا ربھی ضایع نجائے گکار اب تک ہی طرف تے کہ ورت نہیں گئی طالب ہیں چشم و ابرو و رخسار زلف یا
	پرویں خیال دولت و حشرت خاک ڈال فریقا گیر لقیں ہے تو کہ نخت مار دل
مار لگئے ہیں مگر و فریب و دغا سے ہم کرتے ہیں ج عرض ٹری التجا سے ہم لگتے ہی بتلا بے بلا ہوں بلا ہم یا ہاتھ اٹھائیں شیوہ مہر و وفا ہم مانگیں تجھی کو مانگیں اگر کب سے ہم لے لینے چار بوسے کسیدن دغا سے ہم ہاں ساقیا ہیں روز ازل کے پیاسے ہم	فریاد روز حشر کر نینگے خدا سے ہم تنگ لگتے ہیں ایکے جو رجھا ہم باز آئینگے نہ الفت زلف رسا ہم یا باز آئیں پیشہ مہر و وفا سے آپ ہرگز کرین داور محشر سے کچھ سوال رخسار و زلف بوینی چشم سیاہ کے ہونگے شراب وصل سے عاشق تگنہ سیر

<p>اب کوئی التجا نہ کرینگے خدا سے ہم لائے تھے آج انکو بڑی التجا سے ہم تیرے کہے سے تو نہ ڈرینگے خدا ہم</p>	<p>جب کی گئی دعا تو ہوا فوت مدعا افسوس نہ کر غیر بر اٹھ کر چلے گئے میں نے جو ذکر حشر کیا اُسے یوں کہا</p>
<p>جائینگے روز حشر گلستانِ خلد میں پیروں طفیلِ حضرت خیر اور اسے ہم</p>	<p>خود پوری شکل میں بہتر کہیں ہو تم خوشید رو و منخ و زہرہ جہیں ہو تم میرے دل شکستے لائیں نہیں ہو تم رہتے ہو میرے سامنے دن رات آہو تم</p>
<p>انصاف سے جو پوچھو تو انسان نہیں ہو تم حسن و جمال بھی ہیں فدا وہ حسین ہو تم ٹوٹے ہو مگر انیس تم ہے کیس ہو تم میرے لیے یہ ہیں عمر اگر چہ کہیں ہو تم ناز و ادا انکو ٹھپے ہیں انکا نکلیں ہو تم سب متفتحت ہیں دشمن ایمان و دین ہو تم لا ریب باجمال ہو بیشک حسین ہو تم دیکھو تو غور سے نہ کہیں انکے ہیں ہو تم ہو بھی اگر جہان میں تو کبھی نہیں ہو تم قائل ہے خود جمالِ حق حسین آفریں ہو تم در بار دار اور ہیں مسند نشین ہو تم</p>	<p>مہر و وفا جو تاج ہیں انکا گہر ہو نہیں افسوس ہے جہاں کا عقیدہ بگڑ گیا وہ چاہتے ہیں کئی کہے جائے رات کیا بات کہیں کی طرح کرتا ہے جہاں بیارخیال غیر میں کچھ کم ہوا طرح ہر ناز میں دا ہے اداوں کیں بانگین معتشوق مانتے ہیں تہیں بادشاہِ حسن</p>
<p>واللہ اس زمیں کو فلک سے ملا دیا اور اٹھیں کیا مسالہ پیروں نہیں ہو تم</p>	<p>وصل میں سیراب تھے تو تر سے ہم</p>
<p>ہاجر میں محروم ہیں ساغر سے ہم</p>	<p>وصل میں سیراب تھے تو تر سے ہم</p>

دور ہیں جیسے بت کافر سے ہم  
 کہتی ہے میری محبوبا الوداع  
 خنجر شکر گال سے کھولی جائے قصد  
 تیغ ابرو سے کرو مجکو حلال  
 غیر یوں ہم کو کہہ ادرم ہم نہیں  
 ہو گیا سوداے زلف مشکبو  
 اُس جفا جو نے بلایا ہے ہمیں  
 اب جنازہ ہی ٹھے گا دیکھنا  
 سنگ پر بھی نہ سجدہ کر سکیں

پھوڑتے ہیں سر کو ہر گھرت سے ہم  
 جاتے ہیں صحرا کو اپنے گھرت سے ہم  
 انس کہتے ہیں اسی نشتر سے ہم  
 فرج ہوتے ہیں ہمیں خنجر سے ہم  
 چپ ہاؤں کیا جانے یہ کھسکے ڈرتے ہم  
 یہ بلا ٹالیں کہاں اب سر سے ہم  
 اٹھ نہیں سکتے ہیں جب برسر سے ہم  
 یوں اٹھینکے مہار در سے ہم  
 باز آئے اسے در دوسرے ہم

ہو گیا بے قدر جا جا کے وہاں  
 سنگ ہیں یرویں دل مضطرب سے ہم

کر دیا صد مرتبہ وقت نے مرا کام تمام  
 کھو دیا جسے تیرے رحمت آرا کام تمام  
 ہیں سے ساتھ ہی ترقی و غم و الام تمام  
 میرے فریاد کا خوشی میری انجام ہوا  
 میں حج ہو چکا تو کہا ناز و اداسے سنسکا  
 مہربان تیرے تم آجاؤ تو ہو خاطر جمع  
 ہاے کس وقت آرا میرے دل کے  
 ڈھل گئی عمر تو رخسار پہ زرد چینی

آپ ہی ہو گئے رنج و غم و الام تمام  
 حیف سننے کیا آخر کو مرا کام تمام  
 میں حج روتا ہوں تو تے ہیں در بام تمام  
 کہہ دیا سننے کہ چھوٹے ہیں الزام تمام  
 آپ جب آئے ہیں کہ میں چکا اندام تمام  
 کیا کہوں سچ میں تیرے کام تمام  
 ہو گی کس روز تو آئے گردن اید تمام  
 ار گئی جام کو یاے گل فام تمام

دیکھ کر حل کہ ترسیٰ اہ میں ہیں ام تمام  
ہا بے بیگار گئے نامہ و پیغام تمام  
ورنہ اک باپ کی اولاد ہیں اقوام تمام

شوق دیدار کے ہیں چاروں طرف جان بچھے  
میرے بد خواہوں کے وہاں تک گزر ہو دی  
اپنے اوصاف کھلائے شریف اور زرد

اب تک سب کچھ ملا اور ملے گا پرویں

انہو اور نہو اللہ کا انعام تمام

میں طلب وفا ہوں تھا وفا سے تم  
اچھا بیٹرو بلا میں ہماری بلا سے تم  
طرز خرام سیکھے ہو کس فتنہ زار سے تم  
تم ہی سے لوٹا مانگتے زلف تو ایسے تم  
ہارو گے ایک دن دل درداشنایے تم  
اسکی بدی نہیں ہے کہ لیلو و خایم  
مانگو تو پھر ذرا سے ناز و ادا سے تم  
کے روز دو گے اور مجھے دم دلا سے تم  
کچھ آگے چل نکلتی ہو باد صبا سے تم  
واقف نہیں ہو جیسے کرم دعا سے تم  
تہنا ہو میرے خون جگر کے پیار سے تم  
شوخی کا کام لیتے ہو سرم و حجام  
پھولے پھلے جہا نہیں ساری جا  
بیفک ہو میری عابد دعا سے تم

کا ہنس سے میری خوشی اور بھلا تم  
کچھ روک لو کہ ہو میری حال تحفا تم  
آئی قیامت اے گئے حشر ہو گیا  
تم ہی کو جانتا ہوں تمہیں دو دل خیز  
روکے گی ناز کی ستم بھیا سے  
اب جان بوجھ کر تو نہ آئیں گے دل ہی  
دیکھیں تو کون کون سے اب جان  
کے دن نہیں گی اور نائیس کی دو  
غنجہ کھلائے پیسے کیا ہو اسکا منہ  
چنڈرا ولا کھدیج میں آتا ہوں وہیں  
شکر خدا کہ سارا زمانہ ہے ہر با  
نیچی نگاہ بھی ہے قیامت کی لڑیا  
ہم چاہتے لگے تو بہ شہرت ہوتی  
گردوں رفیق بخت متعلق جہاں خدا

<p>گر کچھ نہیں لگاؤ تو رونے دوزار زار          کس نے جو تھنی میں نہ محشر سیا کرو          میں جان لب طیب مشو تو نہ محرف          مجھ سے بھی پیش او اسید طرح ہے تو</p>	<p>کیونچ نہ چنک نیک تے ہو میری یاد          ہے چار دن کی بات ابھی بھو دریا          ایدو ستودریغ نہ کر نادعا سے تم          جس طرح چلین آتے ہو خلق خدا سے تم</p>
---	--

پیرویں دوبارہ مطلع تازہ رقم کرو  
 پچھ اور خوشہ چینی کرو جا بجای سے تم

<p>ہرگز نہ باز او کے جور و جفا سے تم          لو کام فوج غمخیزہ و ناز و داد سے تم          جنت کہاں کو چہ کہاں میں کہہا          برہم ہوئی جو زلف تو تا خیر ہو گئی          محشر میں دیکھے مری کبتک سانی ہو          زلفین شانے دوگانہ رخسے شب وصال          بغیر بھی وصال سے یابوس ہو گئے          دل ہی میں کہہ نہیں تو لینا فضول          بیمار عم کے مرنے سے خوشی قریب بھی          اللہ کے ناز کی صنم گلخدا رکی          کیا اس طرف سے ہو کے نکلنا بھی جرم ہے          یار و قدم سنبھال کے رکھنا جہاں          قتنے اٹھائے چال نے قتنے بیا کیئے</p>	<p>کیا چیز ہے بشر نہ درو کے خدا سے تم          سو قافلے ہوں دل کے تو لولو ذعا سے تم          شرمندہ کرتے ہو مجھے اس اقرار سے تم          گلشن میں دل لچتے ہو باد صبا سے تم          ڈرتا ہوں پہلے بڑے نہ جرد و خدا سے تم          رو کھ کر ڈھانک لو زلف دو تا سے تم          بیٹھے رہو خدا کرے یونہی تحفا سے تم          بیٹھو کہیں رہو کہیں سی ہی بلا سے تم          صحت سچا ہے جو خفا تھے شفا سے تم          رک رک گئے ہو چلتے میں بار قبا سے تم          چلتوں کو پھانس لیتے ہو زلف تا سے تم          غافل نہو ناروز منرا و جزا سے تم          مشاق دلبری میں ہو اب تدا سے تم</p>
--	--

جاتے ہو صبح و شام جو گلشن میں سیر  
کھل کھیلو جو طرح ہو قیوں کی آرزو  
دم دے کے لیکیا نہ تمہیں عزیزم میں

ان کھیلیاں اُڑاؤ گے باد صبا سے ہم  
بندوں کی آڈر سے جو در و در سے ہم  
پر اپنی جگہ جے رہے میری دعا سے ہم

رکھتی ہے تم سے گردنیں دوں مخالفت  
پرویں دعا فراق کی مانا جو دعا سے ہم

خاک ڈالیں ابھی لو مینا نہ کو ہم  
جھپٹے ہم غوغا ہو کر یوں کہا اور سچ کہا  
نزع میں آئے ہیں افسوس جی آئے  
بے نتیجہ ان پر مرنایا داتا ہے ہمیں  
گو کہن اور قیس کی قبروں الی ہر  
ایک تپ بھی نہیں ہنسا بھر حکم خدا  
ایک دن پہ کہہ ہیں اک تم ہو خرید نشا  
ابروں کے بیچ کہا اسکے اشارہ کی

ایک ساغر کو بھر و ہم ایک پیمانہ کو ہم  
ہو شیار اس طرح کر دیتے ہیں لوج ان کو ہم  
وہ ہیں انیکو اب تیار ہیں جانیکیو ہم  
سمع و بصر کھتے ہیں لے پروانہ کو ہم  
کیا مکمل کر گئے انوریت کے افسانہ کو ہم  
کس طرح آباد کر لیں اپنے ویرانہ کو ہم  
ایک دن وہ کھا برا کھتے تھے پروانہ کو ہم  
دیکھتے بالکل نہیں اپنے میرا تیکو ہم

جان چایا رہے اسکو سنائے کے غم  
قیس کے پردہ میں پرویں اپنے افسانہ ہم

ہزاروں کامنڈیں لاکھوں درد میں  
دل ارمانوں کا گھر ہے ہنسے دو کر دہ  
صنم ہنسنے نہ دو درد و حرا دہیں

سے ہمارا چہا ہنسے اور ہی کل میں ہے میں  
ہیں کیا فکر ہم کہوں لاجل میں کرتے ہیں  
یہ سنس ل ہیں ہر وہ سنس ل میں ہے میں

محبت میں کچھ ہائی کچھ کچھ بن نہیں سکتی  
 تمہیں کہتے ہو وہ یہاں بھی یہاں بھی ہے  
 تصور دونوں خساروں کا دل سے نہیں  
 خدا ہی جانتا ہے صد فرقت کی تکلیفیں  
 ستم سے قتل کی حسرت بھی کبھی نہیں  
 ہماری ہر طرف سے آرزو خستہ ارمان  
 حرم ہو دیر ہوا شکوہ ہو یا کلیہ ہو

ہزاروں نقصان کے حذر لاطال میں نہیں  
 خیال اچھے بردوں کوں کے دل میں نہیں  
 ہمیشہ ہر وہیہاں اکیس مندریں رہتی ہیں  
 بڑی وقت میں کتنی بڑی شکل میں نہیں  
 کہ زخمی ہو کے بھی اسان دل میں نہیں  
 نہیں غلطی سے سزا نڈن محفل میں نہیں  
 رضا مندی طالب اسکی ہر مندریں نہیں

غم و فرحت کی حسرت ہی بیروین جان نہیں سکتی  
 یہ جذبے تو نبی آدم کے آج کل میں رہتے ہیں

ہوئی ہیں جا سکا کتنے جینے کے لائے ہیں  
 اچھی ان دل کی خیر ہو وہ اینوالے ہیں  
 بہر ہر سچ آنسو میری آنکھوں میں کبھی نہیں  
 ہمارا حق ہمارے خون کا حق اس کی بوی  
 پڑی ہیں ہر گناہوں کے سوسو سنگیں  
 چمن میں لالہ و گل تو عارض ہیں سائل  
 خیال ایک دنیا ظلم سے کیوں نہیں جاتی  
 نظر میں کتنی حرم میں کتنی صفائی ہے  
 صحت میں صحت کے لالحت میں صحت ہے  
 نہیں آئے تھے پھر چار دہیں سے وہیں جانا

نہیں ترچھی کجا ہیں ترکان میں بھالے ہیں  
 ادائیگی میں ناز کے جن کی رسالے ہیں  
 کہ لالہ کے گلے میں موتیوں کے ہار ڈالے ہیں  
 جتنا کھدو انہی سے کیوں باؤں لگالے ہیں  
 فرنگی کے گلے میں رنگوں کے ہاتھ ڈالے ہیں  
 کھڑے ہیں ہر استقبال ہاتھوں میں لے ہیں  
 کہا ایسا کی شخصیت ہم اسکو نہیں لے ہیں  
 بیت بلور کے ہر نور کے سانچے میں لے ہیں  
 تمہارے عارض و کیسویہ کو میں کالے ہیں  
 کہ وہ گہری ہم سب عدسے کے ٹیٹوں لے ہیں



گماں ہوتا ہے اسی کی سیو مشکین چہ پرویں  
دو بارہ خلد میں جمع آنے کالے ناگیا لے ہیں

جب نال پاس ہے تو خریداری سیکڑوں  
پکھڑے مارے مارے خریداری سیکڑوں  
میں کجا کروں جمع مرتے ہیں سہا سیکڑوں  
میں ایک جان اور طلبگار سیکڑوں  
میں ایک اور ایسے ستمگار سیکڑوں  
اک نل ہے اور اس میں کھنڈ سیکڑوں  
ویسے تو جنگلوں میں بھی تو خوار سیکڑوں  
مطلوب سیکڑوں میں طلبگار سیکڑوں  
ہم اعتقاد کا فرودیندار سیکڑوں  
اک نالوں ہے اور ستمگار سیکڑوں  
گھوٹا کہ اک انار ہے پیرا سیکڑوں  
اک خیام اور مالک و مختار سیکڑوں  
اور یوں تو باند ہے پکھڑے تلوار سیکڑوں  
تم ہی نہیں ہاں میں ستمگار سیکڑوں

قائم رہے شباب گرفتاری سیکڑوں  
دل ایک اور تھم سے دل آزار سیکڑوں  
وہ کہتے ہیں جہاں میں ہیں آزار سیکڑوں  
فرماتے ہیں تائیے کس کس کا دل رکھوں  
چشم و لب و رخ و خط و بینی و زلف و خال  
فریاد و آہ و نالہ و ارمان و رنج و درد  
جدباً معتدل ہیں تو انسان آدمی  
گو مختلف طرح کا ہو پر سب کچھ عشق ہے  
سجڑنا ہے تہکدہ عشق خمیں میں  
ہے گرد چشم یا قرقرہ کا محاصرہ  
طالب میں سے دل کے حسدنان  
کیونکر نہیں کی مجھ سے حسینوں کی بندگی  
جو میرا تھم میں وہ ہے کاٹھی کچھ اور  
گردوں و سب لزلہ محشر قضا و برق

بیوقت موت کا چمے پرویں نہیں ہے غم  
غم ہے تو یہ کہ روئیکے غم خوار سیکڑوں

میں اب ہاں کی کوئی انگلسا نہیں

یہاں جاتے ہی کسی یا نہیں

جہاں میں کونسا انسان گناہ کا نہیں  
 نگر خدا کیلئے مجھ سے بار بار نہیں  
 جب اپنی جان ہی کا ہمو کو اعتبار نہیں  
 کہے گیا میں تکلف بار بار نہیں  
 ہمیشہ ایک طرح جیخ بے مدار نہیں  
 تم آدمی ہو کہ پارہ کہیں قرار نہیں  
 تہے ہونفت میں محفل کے مالک و مختار  
 بتوں کی دوستی کا آسمان کی گردش کا  
 لگا ہے یہ نظر یہاں ترقیب کے دل میں  
 یسا ہے دل تو بہت احتیاط سے ہرنا  
 پس فنا بھی مری کیوں کھائی رہی انہیں  
 محال ہے جو کسی قلب پر گراں خیزوں  
 دیئے ہیں مج سے جو دل چھو لکر تو دیو جا  
 تری نگاہ کے پھرتے ہی پھر گئی دین  
 متانت اسکو بندہا ہے ورنہ نامن  
 ذلیل کرتی ہے انسان کو بد اطواری

مگر بہت ہی اسے جو شرمسار نہیں  
 دو بارہ پھر یہ شب آئے کچھ اعتبار نہیں  
 تو پھر کسی زمانہ میں کئی بار نہیں  
 پیے گیا ہی کہہ کہہ کے میگسار نہیں  
 تغیرات زمانہ کا اعتم بار نہیں  
 تمہاری بات کا واللہ اعتبار نہیں  
 تمہیں لو اپنے بھی اور کچھ اختیار نہیں  
 دور روزہ عمر کا دنیا میں اعتبار نہیں  
 مگر ابھی کوئی سوراخ آ رہا نہیں  
 تری نظر کا مرے دل کا اعتبار نہیں  
 اگر کسی مرے دل کو انتظار نہیں  
 میں بوجے گل ہون کیلئے بھی رہا نہیں  
 بخیل ہے وہ عطا جسکی بے شمار نہیں  
 کوئی رفیق نہیں کونئی غمگسار نہیں  
 میں بقرسار ہوں اور یا بیقرار نہیں  
 وگرنہ کوئی جہاں میں ذلیل و حوانہ نہیں

کسی کا قول یہ بالکل درست ہے پرویں  
 کوئی کسی کا زمانہ میں غمگسار نہیں

شر ہے کمبخت وہ بشر ہی نہیں

نیرکے بد کی جسے خبر ہی نہیں

وہ ہیں کس حال میں خبر ہی نہیں  
 ہاتھ خالی ہے مال و زر ہی نہیں  
 مے کی بابت خیال کرو اعظ  
 شرم سے تیرے روئے روشن کے  
 جسکے باعث ہے زندگی بے لطف  
 راہ پر دل کو ہوتی ہے دل سے  
 یار تو قتل عام کر ڈالے  
 ضبط کی نسبت آپکا ہے خیال  
 میرے سینہ کو چیر کر دیکھو  
 آسماں لاکھ بار دشمن ہو  
 کون کہتا ہے مج کو سودائی  
 ہم قیامت بھی ہوے بے فکر  
 پاؤں پھیلائے مست سو گئے ہیں  
 وہ تو مج کو جلائے جائیں گے  
 بعد مردن ہے حشر کا کھٹکا  
 مرغ بیوجہ چھینے جاتا ہے  
 ظلم پر اب ہے آسماں نادم  
 توبہ توبہ ہزار ہا شرطیں  
 پھرتے ہو سیکڑوں بیرون ہیں

سبھی نیچا ہے اک نظر ہی نہیں  
 کیا اڑیں جبکہ بال و پر ہی نہیں  
 ہمیں نفعے بھی ہیں ضرور ہی نہیں  
 شمس بھی زرد ہے ٹھہرائی نہیں  
 لطف یہ ہے اُسے خبر ہی نہیں  
 میرے دل کی انہیں خبر ہی نہیں  
 تیغ باند ہے کہاں کمر ہی نہیں  
 میں معاشق مرے جگر ہی نہیں  
 دل بھی ونا ہے جسم تر ہی نہیں  
 کیا ہو برباد میرے گھر ہی نہیں  
 ایک مدت سے میرے مہر ہی نہیں  
 شب ہجراں کی جب سحر ہی نہیں  
 فقرا کیونکہ مال و زر ہی نہیں  
 بعد مردن بھی عمر کبھی ہی نہیں  
 میری جاں فکر سے سفر ہی نہیں  
 یہ نہ بولے تو جانور ہی نہیں  
 سبھی نیچا ہے اک نظر ہی نہیں  
 کیا بتاؤں اگر کمر ہی نہیں  
 تلو خوف نظر کر رہی نہیں

آدمی آدمی ہے عزت سے      آب جس میں نہو گھر ہی نہیں

گم ہے یہ زاد راہ اے پرویں  
تم کو اندازہ سفر ہی نہیں

کیا تو خدا ہے مثل ترا دو سرا نہیں  
سب شق کی خطا ہے تمہاری خطا نہیں  
صرف ایک پاؤں سے جس کو فنا نہیں  
سب ہیں گناہگار کوئی بے خطا نہیں  
سب سے بڑے ہیں تم کوئی تم سے بڑا نہیں  
کیا پردہ زمیں یہ کوئی مہ لقا نہیں  
تم فاتح کو قبر براؤ گے یا نہیں  
دنیا میں کون ہے جو ترا مبتلا نہیں  
میں صفحہ وجود یہ لفظ وفا نہیں  
خوف نہایت شام نہیں کر بلا نہیں  
کسکی خطا بتاؤں کسی کی خطا نہیں  
دل مستقل وطن ہے تمہارا سر نہیں

یہ کیا کہا مجھے تری روادراہ نہیں  
تیرا عدو کا چرخ کا کوئی گلہ نہیں  
دنیا ہے چار روز کی دار البقا نہیں  
واعظ تو اپنے عیب کو کیوں دکھتا نہیں  
تو میں پرٹ پیچھے کسی کی روادراہ نہیں  
اے نازیں تجھے مری وادراہ نہیں  
مرنے پر مستعد ہو مگر یہ تو طے کرو  
میں جو عدو ہو چرخ ہو و اعظ ہو کوئی  
کیوں ملتے ہو ظلم سے ناموں لٹا  
کوئے تباہ میں ظلم و استم کیوں ا  
ظالم کا نام لیتے ہوئے کا پتہ نہیں  
مر نیکیے بعد بھی نہیں کٹنا ہے حسرتوں

پرویں گناہگار ہے کسکی پناہ کے  
یار ب ترے کرم کے سوا اسرا نہیں

خدا کی رحمتی عزت تباہ کرتے ہیں  
قسم خدا کی بڑا ہی گناہ کرتے ہیں

جو چار آدمیوں میں گناہ کرتے ہیں  
تو نیکے ہوتے جو مہ پر نگاہ کرتے ہیں

ہم آہ آہ تو وہ واہ واہ کرتے ہیں  
 تمہیں خواہ ہم اسے ہر ماہ کرتے ہیں  
 یقین نہو تو خدا کو گواہ کرتے ہیں  
 کبھی غیظ سے مجھ پر نگاہ کرتے ہیں  
 تمہیں بچ لوگ مگر استیباہ کرتے ہیں  
 اسی طرح سے ہمیشہ نباہ کرتے ہیں  
 بنے ہو یوسف ثانی تو چاہ کرتے ہیں

بڑا ہی ظالم خدا کی بنیاد کرتے ہیں  
 وہ بوسہ دیتے نہیں غم سے گوری کو لونکا  
 بتو تمہیں بچ خدا ہیں تو تمہیں بچ نہ سنا  
 کبھی وہ دیکھتے ہیں اپنے تیغ و بارو  
 مجال کیا ہے جو لوں نام اپنے قاتل کا  
 خیال رکھتے ہیں ہر وقت و سنی کسیر  
 گناہ کیا ہے جو دل سے عزیز ہو نہیں

اگر ہو صبر و قناعت کی دولت کی ابرویں  
 گدا بھی کرتے ہیں وہ بھی شاہ کرتے ہیں

عشق سے جو مجھ رو کس کے مرزا جا نہیں  
 موت ہی کی شب بچا خواب نہیں  
 نوش و خراب سہی نہیں تو گیا نہیں  
 یہی نایاب بھی ہے اور یہی نایاب نہیں  
 اسی میں نہ تو نہیں اب نہیں تاب نہیں  
 خیر اندیش نہیں دشمن اجسا ب نہیں  
 یہ نیا شس ہی نیا شس ہے فقط اب نہیں  
 ہے شرب تارا اگر جلوہ ماہتاب نہیں  
 جسکی تعبیر موٹھی وہ مرزا خواب نہیں  
 مجھ کو بھی تذکرہ غیر کی اب تاب نہیں

ضبط الفت نیک جا گیا اب نہیں  
 رونے دہونے کی ترپنے کی مجھ کو نہیں  
 بیٹھی باتوں سے میں گزر مجھے دشنام ہی  
 آدمی ہے بھی نہیں بھی تماشا دیدو  
 ماہتاب اس رخ زیباکے مقابل موفظ  
 زہر کھا کر نگر و نگا صفت ماتم لربیا  
 دہریکا دیتا ہے مسافر کو سرب دنیا  
 وصل کا لطف نہیں جو چھپتا ہے رکو  
 مہرباں دیکھا انکو تو یہی ہوتا ہے  
 تنگ کر میرا فسانہ نہیں سننا منظور

پھر اندر میری پچھتہ شہادت نہیں  
اور جب دیکھتے ہیں غور سے سیراب نہیں  
کو نسا بھرے جسمیں کوئی گرداب نہیں

جو جوانی میں تہیں کس نام ہے کر لو زندو  
خون سے سینچتے ہیں کشتِ محبت عاشق  
ہر بڑے کام میں خطرے ہیں محبت ہی کی

بحرِ الفت میں قدم سوچ کے رکھنا پروں  
ہے کنارہ ہی یہ غرقاب یہ بیابان نہیں

اب سے پیا کر نیکے ملا کر کتاب میں  
لاکھوں ہی بے نقط وہ لکھنے کے کتاب میں  
سے آفتاب جلوہ نما آفتاب میں  
فرق کیا ہے جب بھی آفتاب میں  
زرگس کے بھولانہ بندہ کی کتاب میں  
گھر میں نہیں حضور کہا خود جواب میں  
وہ ہو گئے دخیل سوال و جواب میں  
لذت کباب میں مزار ہے شراب میں  
کتک رہیگا ماہِ دو ہفتہ سحاب میں  
ہر دم ترقیاں ہیں سے اضطراب میں  
ملتا ہے میرا خواب لینا کے خواب میں  
پہلے مرا ہی نام لکھا انتخاب میں  
وہ کم ہیں اور میں نے زیادہ عذاب میں  
رہنے نہ نینگے چاہنیوالے حجاب میں

کچھ تو کمی ہو روز جزا کے عذاب میں  
بہجائے خطا مگر مے خطا جو اب میں  
عکس رخ نگار ہے جام شراب میں  
اے آفتاب گرچہ وہ رخ ہے نقاب میں  
رخسارِ چشم یا کسی تصویر دیکھتے  
میں فقیر نیکے جو در پر صدالگائی  
محشر میں بھی خلاف مے فیصلہ ہوا  
سیج پوچھتے تو موت سے بدتر ہے دردِ حجر  
کتک تہ نقاب کھیل گی حیا و شرم  
وہ آئے آئے غیر کے قابو بہ چڑھ گئے  
بیشک نے عیس کی بشارت سے ستر  
جب آسنے اپنے چاہنیوالوں کو جن لیا  
جلتا ہوں میں بھی پانچ ہنم بھی ہاں نگر  
تکو جوان کے ہی کھینچے گا جذب عشق

<p>ہر پھر کے آئے میرا ہی گھر اضطراب میں دل کس حساب میں جا کر حساب میں جھوٹی تسلیاں دی مجھے اضطراب میں</p>	<p>گھبر کے بیھانے نکلے جو صبح شرب وصال ایمان جاں کے مالک دفن ہو تو پھر اللہ سے چاں باز تری چاں بازیاں</p>
<p>یروس خلاف عادت ہود غیہ غمزل لکھی گئی ہے ایگزٹل کے جواب میں</p>	<p>کیوں پیئے کوئی شراب اچھا نہیں گالیاں دو بیحجاب اچھا نہیں اُن کا آنا بیحجاب اچھا نہیں صاحبو شوق شراب اچھا نہیں عشق ہے خانہ خراب اچھا نہیں غیر کو ترجیح مجھ پر واہ واہ منہ سے جو فرمائیے کچھ وہی وہ یہ کہتے ہیں کہ میرا حکم مان تیرے ہوتے پھر چلے افلاک کی کیوں ستم کرتے ہیں کے اول کچھ نہ پوچھ مجھ سے بوجھنا کیوں اور نہ کئے وہ دل ویراں کو یوں کہنے لگا زلف دل دیتے ہودے ورنہ نہ عارض تا باں کا بہتر ہے عرق</p>
<p>اور پھر ہو آب آب اچھا نہیں یہ تو انداز عتاب اچھا نہیں تیرے حق میں آفتاب اچھا نہیں دین و دنیا ہوں حساب اچھا نہیں مفت ضایع ہو شباب اچھا نہیں آپ کا یہ انتخاب اچھا نہیں روز کا یہ انقلاب اچھا نہیں آدمی حاضر جواب اچھا نہیں دیکھ ایسا انقلاب اچھا نہیں یہ سوال لا جواب اچھا نہیں یاد رکھیئے یہ گراب اچھا نہیں یہ تو بالکل ہے خراب اچھا نہیں روز کا یہ سچ و تاب اچھا نہیں جان من عطر گلاب اچھا نہیں</p>	<p>کیوں پیئے کوئی شراب اچھا نہیں گالیاں دو بیحجاب اچھا نہیں اُن کا آنا بیحجاب اچھا نہیں صاحبو شوق شراب اچھا نہیں عشق ہے خانہ خراب اچھا نہیں غیر کو ترجیح مجھ پر واہ واہ منہ سے جو فرمائیے کچھ وہی وہ یہ کہتے ہیں کہ میرا حکم مان تیرے ہوتے پھر چلے افلاک کی کیوں ستم کرتے ہیں کے اول کچھ نہ پوچھ مجھ سے بوجھنا کیوں اور نہ کئے وہ دل ویراں کو یوں کہنے لگا زلف دل دیتے ہودے ورنہ نہ عارض تا باں کا بہتر ہے عرق</p>

وہ یہ سمجھے گا کہ ہے دل میں جگہ میں ہی کیوں سجانہ خدمت میں توں	غیر بران کا عتاب اچھا نہیں غیر قبول ہو نہر کا ب اچھا نہیں
---	--

یو چھتے ہیں جو پروں کا مزاج ان سے کہدینا جناب اچھا نہیں	
--	--

نئے غم سے تے انداز نظر آتے ہیں وہ شہید نگہ ناز نظر آتے ہیں سب جھکا کے ہو چلتا ہوں کسی کو چیں بہت اونچے نہ اڑے ہیں اڑینگے کیسیو جھوٹ دہلوانا اٹا مجھے جھوٹا کہنا بھیج تو دی غزل دیکھیے خوشی ہو غمزہ و ناز و ادا مہر و وفا جو رو جفا لطف آئے جو شب وصل موزن جو جاے سو گزری ہیں کار پہ مرتے مرتے بیلوں سے نہیں گلزار زمانہ خالی	دن بدن حسن کے اعجاز نظر آتے ہیں آجکل اور ہی انداز نظر آتے ہیں کیونکہ سرباز ہی سرباز نظر آتے ہیں یہ کیوں تو لوگرہ باز نظر آتے ہیں سچ ہے دہباز و نگو و مبارز نظر آتے ہیں کچھ کھٹکے ہوئے الفاظ نظر آتے ہیں سب کے رعب نہ برانداز نظر آتے ہیں کیونکہ وہ گوشن آواز نظر آتے ہیں جان دیتے ہیں تو جان باز نظر آتے ہیں تسکرے یہاں بھی تم آواز نظر آتے ہیں
---	--

بدگمانی بھی محبت کا نشاں ہے پروں خلطی ہو تو ہونا راض نظر آتے ہیں	
---	--

حلقے نظر آتے ہیں کیسیو رس میں بندہ نظر کر کے پھنسا لفت میں شاداں ہوں خال رخ و کیسیو و دیہ	یہ شیریاں ڈالینگئی ہیں پابلا میں لائی ہوں نہ مجھے دام بلا میں اب وصل کی تدبیر ہوئی صبح و مسای
---	---

تہ قافیہ خلطی کا اشارہ کر رہا ہے۔ چیری صنف ہا۔ تہ ایضا



گردولت بیدار لیئے راہ خدا میں  
کیا اور کوئی قتل ہوا بزمِ جفا میں  
اُسکے چمنِ حسن میں شاید نہیں گزرے  
تو اپنی کسبھی سبے کبھی ڈال دے مولا  
پوچھا نہ حسینوں کے تو زاہد نے یہ سوچا

داخل ہوں سلاطین بھی گروہِ فقر میں  
ماتم سے بے پناہ خسر ہے اربابِ وفا میں  
گلدستہ فردوس نہیں دستِ صبا میں  
تائیر کا ٹکڑا مرے دامانِ دعا میں  
پھر عمر بسر کیوں کر یثا خدا میں

مقتل میں وہ ہیں خمیوں کی سیر میں  
اٹھلائے ہوئے پھرتے ہیں گلزارِ جفا میں

اب کوئی تیرا مثل نہیں ناز و ادا میں  
منہ سے کشر متواضع یہ ہوں قرباں  
کیا خوب ہے خود کرتے ہیں لعلِ ایشیائے  
غیرت نہیں اتنی تمہیں بات میں بیٹھی  
جب دم آخر تو بوجا لیسنے کی طاقت  
وہ چاہا تو سب کچھ ہے بچا ہے تو نہیں کچھ  
اک ادنیٰ سے پردہ اک ادنا سا لٹاؤ  
سرخ کے سبب بگھلا ہے گلِ لالہ  
عشاق کی خونریزی سے کیا فائدہ  
عاشق تو ہمیشہ ہے محبت کی بدو

انداز میں شرمی میں شہسازت میں جفا میں  
مٹی میں لومٹی ہو جانے ہوں مٹی میں  
آفت ہو جانے میں قیامت میں جفا میں  
الفت میں محنت میں مروت میں وفا میں  
پھر خاکِ شفا میں نہ کہیں آبِ بقا میں  
تعوذ میں گئے ہیں قلیل میں دعا میں  
مخلوق میں معبود میں بندہ میں خدا میں  
عائن میں لہو نہیں صفت دستِ کھٹ پاتا  
مشغول ہوا کھینچنے میں تو ہر ضرورت جفا میں  
الزام میں لقمہ پیر میں عصیان میں جفا میں

ہم بھی کبھی خوبی تقدیر سے پرویں  
عرفات میں نہ دلفہ میں مکہ میں مناس میں

یہ فرق ہے فقیر میں اور بادشاہ میں  
 بھردی ہے کوٹ کوٹ یا پیرا میں  
 نو عرش تک ٹھہرے کوئی اسکا راہ میں  
 مقبول ہے خدا کی یہی بارگاہ میں  
 جو کچھ فقیر میں ہے وہی بادشاہ میں  
 تعریف یہ ہے فرق آئے بناہ میں  
 اعمال نیک بھی ہے فردگناہ میں  
 جا لپٹا سرو میں سے اشتباہ میں  
 اچھے ٹھہرے بغیر کے وہ اشتباہ میں  
 بکٹا گیا ہوں مغت پر اے گناہ میں  
 اسطرح آئے جیسے نہ ائے نگاہ میں

اک سلطنت کی ایک کی پناہ میں  
 کچھ قبول کی ہے کف داد خواہ میں  
 یہ کائن سے مرہ کالکے تیراہ میں  
 شرمندگی تیریک ہے ہر گناہ میں  
 یکساں لعاب میں ہے ہر ابرگناہ میں  
 جب دستی ہو دوستی کا پارسچا ہیے  
 اس واسطے کہ یہ تھی دکھائے واسطے  
 کیا ضد عقل و عشق میں اللہ کی پناہ  
 کچھ مستی شباب ہے کچھ نشہ شراب  
 اسے چشم شوق نے کیا بتلائے عشق  
 تم برتن طور نیک تجلی دکھاو گے

پرویں سیاہ نخلیوں بھی میں مشاد ہوں  
 زلفوں کا رنگ ہے مرے روز سیاہ میں

ہاں مگر اہل شریعت تمہیں کیا کہتے ہیں  
 وہ برا کرتے ہیں جو اسکو جھلا کہتے ہیں  
 آپ سے غمزہ و انداز واداہتے ہیں  
 بد دعا کہتے ہیں یا اسکو دعا کہتے ہیں  
 تم بے ہو تو تمہیں لوگ برا کہتے ہیں  
 کہ ملک کے مسیحا کی دعا کہتے ہیں

ہم تو بے مثل تونام خدا کہتے ہیں  
 توبہ توبہ بت کافر کو خدا کہتے ہیں  
 صد مہ ہجر سے جاننا تو ہو بخا دو گور  
 تم سلامت ہو کہنے سے بگڑے حیران  
 اپنے بریکانہ سے بیوہ بگڑے کیوں ہو  
 چرخ ملک دم اعجاز خاکی شہرت

خلق کھتی ہے جسے کوئے بناں ایروں  
ہم اسے کھبہار باب وفا کہتے ہیں

بہت اُنکے عاشق جلا گئے ہیں  
یاہیں کیا نئے یہاں جلا گئے ہیں  
وہ سمجھوں یہ سمجھیں جلاے گئے ہیں  
بہت سکھائے پڑھائے گئے ہیں  
بہت منہ بگاڑے بنائے گئے ہیں  
بہت چور پھرے بٹھائے گئے ہیں  
بہت سیر دل پر لگائے گئے ہیں  
بہت روز نقشے جمائے گئے ہیں  
زمانہ کے دل کیوں دکھائے گئے ہیں  
سنوارے گئے ہیں سجائے گئے ہیں  
بگاڑے گئے ہیں بنائے گئے ہیں  
کہ مٹی سے ہم تم بنائے گئے ہیں  
اسی بگاڑے بنائے گئے ہیں  
بہت لوگ یہاں زمانے گئے ہیں

بہت زمین میں دباے گئے ہیں  
ہمیشہ سے عاشق ستائے گئے ہیں  
اندر میرا نہ ہونے دیا وصل کی شب  
نہیں کے سبب اُنکو مجھ سے رکاوٹ  
تہیں وصل کی اُنسے فرمائش آسٹل  
اداؤں کے نازوں کے غمروں کے چہرے  
ٹھکا ہوں کی چھریاں اداؤں کے بجز  
لڑایا ہے شہ دیکھے لوگوں نے ہکو  
میں نالان تھا تیرے جو روح جفا  
دل رویدہ دو گھر ہیں کسیرت لائیں  
یہ دنیا ہے ہمیں ہمیشہ سے آسٹل  
نبی دم اعضا سے یکدگر اند  
زمین سے ہی آئے زمین ہی میں جانا  
ہمیں یہ نہیں نظر دنیا میں ایروں

دو غم کی حاجت نہتی بلکہ ایروں  
قوانی مسکرتھائے گئے ہیں

قیامت کے قتنے اٹھائے گئے ہیں

بہت وہ سکھائے پڑھائے گئے ہیں

شرب و صل و خون لائے گئے ہیں  
 ہر کچھ بچائیں سوے بزم جاناں  
 غم و بیخ و خون جگر زخم دہو کا  
 اگر بزم جاناں میں پوچھا کسی نے  
 بڑی مشکلوں سے صفائی ہوئی ہے  
 خلک اس قدر عاشقوں کا ہے دشمن  
 ہوا انکی خفگی سے مایوس کے دل  
 کہیں قبر میں جن سے سوئے ہوئے  
 بہت ہاتھ جوڑے ہیں پائوں پڑی

کہ ہاتھوں میں مہندی لگائے گئے ہیں  
 جب اُسجا سب اپنے پرے گئے ہیں  
 کھلایا جو تھنسنے وہ کھائے گئے ہیں  
 یہ کہہ دینگے ہم بھی بلاے گئے ہیں  
 مہینوں کے بعد اب بلاے گئے ہیں  
 نشان لحد تک مٹاے گئے ہیں  
 جو روٹھے ہیں اکثر منائے گئے ہیں  
 قیامت سے پہلے جگائے گئے ہیں  
 بڑی ممتوں سے منائے گئے ہیں

خلک خوش نہو مار کر ہم کو پرویں  
 کہیں مٹنیو لے مٹاے گئے ہیں

کہی یور تہا ہر کہی نبتے سنوئے ہیں  
 مجھے گستاخ کر لینا بڑی عاشق نوازی ہے  
 ہماری دشت گردی کی نہیں کھینچتا ہے  
 مر شکوہ بھی بجا اور مری زیادہ بھی چھوٹی  
 چرالیتا ہے کا جل انکھ کا درد دنا انکا  
 دل حسرت دہ کو شمع نیک پھونک تھی ہے  
 جو پہنچے حیرت وہاں یہ کہی بھوتو صد  
 شب عدہ سحر کر دینک وہ جیلوں ہاتوں

کہی آنے پر اسی میں کہی بی اغراض میں  
 مگر نازک اچی سے ترے ہر درد میں  
 جو کھڑے ہیں اون پھیلائے ہو ارام کرتے ہیں  
 نہ اسپر غور کرتے ہیں اسپر کان دے ہیں  
 اڑا لیتا ہے دل جب ہاتھ سینہ پہ دہرے  
 وہ گشت جانی جب مر سینہ پر دھرتے ہیں  
 جو دل میں ٹھار کھی تھی وہ ہم کب کب نہاں  
 کہی پڑے بدتے ہیں کہی نبتے سنوئے ہیں

<p>جو پوچھیں میرے ہوتو کھدو میرے ہیں اب مجھے من جھکرتے ہیں تیرے ہیں کھنکھرتے ہیں</p>	<p>مناورن لنگو جلالی سواک گروں کو لفظ خلاعی بچھریے مگر جب مانگیے بوسہ</p>
<p>خدا واقف ہے بالکل زندگی سے نکلنے میں ابھی اک بات کہتے ہیں ابھی کھکھرتے ہیں</p>	
<p>مصیبت میں اپنے پر اے ہو گیا کہاں سے خدا جانے آئے ہوئے ہیں بڑھائے ہوئے ہیں کھائے ہوئے ہیں بہت دن سے ہم زخم کھائے ہوئے ہیں کہ مہمان اپنے پر اے ہوئے ہیں کئی بار ہم جوٹ کھائے ہوئے ہیں کہ زانو کا تکیہ لگائے ہوئے ہیں نہ رو کو ہمیں ہم بلائے ہوئے ہیں وہ کیوں اپنے دامن اٹھائے ہوئے ہیں یہ سب جھکرتے بیٹھے بھلائے ہوئے ہیں مقدر کو ہم آزمائے ہوئے ہیں وہ سنگھیں تو مجھے ملا ہوئے ہیں یہ کہتے تمہارے سدا ہوئے ہیں</p>	<p>کئی بار ہم آزمائے ہوئے ہیں پہننے میں بالکل نہاے ہوئے ہیں وہ مجھے جو تیور چڑھائے ہوئے ہیں اٹھاؤ نہ تر چھی لگا ہوں کا خنجر کہ میں گیک عاشق کا جلسہ شادی نہایت ہی کم اے تو سنگدل ہو ہمیشہ یونہی مج کو غش آئے یارب جو درماں نے روکا تو یوں منہ ڈٹا نہ یہاں خاک عاشق یہاں خون محبت گناہ کبیرہ نہیں ہے نہیں کام بننے کی امید اس سے اگر دل نہیں ملتا خالق کی مرضی ہمیں دیکھ کر بھونکتے ہیں دربار</p>
<p>مخزن زمانہ میں وہی ہیں یہ وہی جو خود اپنی عزت بچائے ہوئے ہیں</p>	

انہی جرات نہیں سمجھتے ہیں منظر ہاں  
 ہاں مگر میری مسرت تجھے منظور نہیں  
 آدمیت میں تیری اُسے منظور نہیں  
 ہمتو موسیٰ نہیں تم نور کمال پر نہیں  
 سلطنت بخشندوں اتنا مجھے مقدر نہیں  
 بن بلا میں چلا جاؤں یہ دیکھ نہیں  
 نکلے منظور ہے تقدیر کو منظور نہیں  
 اب کے ہو عسوس یہی بجز دہر نہیں  
 اب کے لازم ہے تجھے دل مجھ پر نہیں  
 تم سے دوری ہی چند لو جاں نہیں

لینے دہو کے سے بلا میں مجھے منظور نہیں  
 کون ہے وہ جو تیری نسیم میں سرور نہیں  
 سچ کہا ہے نشہ عشق میں جو نہیں  
 بے نقاب آنے میں مختار ہو مجھ پر نہیں  
 جان سے مال سے حاضر ہوں اگر تیری  
 شرکت جلسہ کو دل میرا اڑتا ہے  
 تم بلائے ہو مگر غیر مجھے روکتے نہیں  
 بارہا عشق مجازی تو کیا اے عطر  
 جب کے ساتی نے پلانے سے کیا تھا  
 نیچا پاس و فائز نے تو اوج سے پاس

آدمی شرع یہ ہر حال میں چاہ سکتا ہے  
 جیلے ہی جیلے ہیں پرویں کوئی محدود نہیں

حرام چیز کو وہ عظیم حلال کرتے ہیں  
 سوال و صلح کھینچا خیال کرتے ہیں  
 اب اور کیا کہوں پرویں کمال کرتے ہیں  
 حضور تیغ سے یہ کیا سوال کرتے ہیں  
 جو میری قبر کی وہ دیکھ بھال کرتے ہیں  
 نہ دفن کرتے نہ وہ پائیاں کرتے ہیں  
 جو چال چلی نہیں سکتے بچال کرتے ہیں

زین حج خون لبطے سے لال کرتے ہیں  
 ہم اُن سے راہ میں جب صلح کرتے ہیں  
 جو چہرہ گوہرہ کامل خیال کرتے ہیں  
 جو وارا و چھا الزام دیکھے بازو کو  
 نشان رہنے سے بزمیوں کا خوشی  
 مری جنازہ کی مٹی خواب سے ہے  
 میں اور نلکے بھلا عذر لنگ کو مانوں

<p>بھڑا سپیل کا یہ سب سے سوال کرتے ہیں حرام کر کے اُسکو حلال کرتے ہیں فقیر گوشہ نشین ہیں سوال کرتے ہیں</p>	<p>بتوں کے قبضہ میں آہا دولت حسن رکھیں شیخ بط بادہ کے گلے یہ چھری خدا کی راہ دو خلوت میں لو جسے آئین</p>
--	--

<p>اعلط ہے روح پر طاری موت کی پروں فقط یہاں سے وہاں انتقال کرتے ہیں</p>	
---	--

<p>ہم انکو دور سے جھک کر سلام کرتے ہیں مرے ہوئے کا وہ بدنام نام کرتے ہیں ضرورتوں کیلئے قرض وام کرتے ہیں مہار و وعدہ مگر روکتھام کرتے ہیں حلال کرتے ہیں ہم وہ حرام کرتے ہیں ادا ابھی ترے دانہ کے دم کرتے ہیں جو کام کرتے ہیں دنیا میں نام کرتے ہیں میری مصیبتوں کا احتتام کرتے ہیں</p>	<p>جو منبروں پہ تیرے عام کرتے ہیں مرے جنازہ کیوں اتر دہا کرتے ہیں فضیولہ نہیں حج دولت تمام کرتے ہیں اجل لو لینے کو آتی ہے بھر میں ہر روز ہم اویس جھگڑتے ہیں دختر رزیر ہمارے طائر دل کو تو چھوڑ دے صیبا خیالی باتوں کے عالم میں تجھ نہیں ہوتا خدا کا شکر کہ ہوتی ہے آج بخش دور</p>
---	---

<p>بگاڑ کیا ہے کسی کا جلا کریں حاسد وہ نام اچھے ہیں پروین حج نام کرتے ہیں</p>	
---	--

<p>سچ ہے جیسا وہ ویسا دوسرا کوئی نہیں خدا بوالقاسم محمد مصطفیٰ کوئی نہیں ساکر دل ازار ملت دلربا کوئی نہیں انہیں سب خورشید رو میں لٹھا کوئی نہیں</p>	<p>دشمن سب کیسا اسکے سوا کوئی نہیں سب ہیں لب اسکے مطلوب کوئی نہیں دم کے لینے کے ہیں پے اور نچوڑ لگا قدر جسے دل روشن ہے میرا آسمان حسن پر</p>
---	--

یہ سچہ شہرگاں میں خنجر سے تو دنیا میں دہا  
 واہ تیرے تختہ میں گھسیے خنجر سے عقدا  
 وصل کے طالب ہیں وقت کی ہند کچھ نکو  
 لکھتے لکھتے تھک گیا میں سجا جا اب  
 پہلے تو موجود تھا اسکی نسبت میں  
 جس سے عقل و شرع کی تقلید ہو چھوڑ دی  
 آدمی کے جانچنے کا یہ بڑا معیار ہے  
 سارے جھگڑے اسلئے ہیں طلب کی ہیں  
 جس کا میں معیار ہوں وہ ہی کر کا کچھ علا  
 کھانے پینے جلینے پر ہے دنیا سنیفتہ

تیرے قبضہ میں تو تیرے لقمہ کوئی نہیں  
 بچہ پیر امال کے پھر جسے پھر کوئی نہیں  
 سب ہیں لذت آشنا درد آشنا کوئی نہیں  
 جب کہا آیا تھا کوئی تو کہا کوئی نہیں  
 اب یاد ہے مگر خوت خدا کوئی نہیں  
 مشکلیں صد ہا مگر مشکل کشا کوئی نہیں  
 جو برا سب کچھ کئے اسے برا کوئی نہیں  
 اور اپنا فرض اب کھتا ادا کوئی نہیں  
 ان طبیبوں میں سے غم کی دوا کوئی نہیں  
 انکے نزدیک اس ہتہرد عا کوئی نہیں

حضر کی صورت میں پرویں حضرت کی خوشنیں  
 راہزن ہے راہزن میں رہتا کوئی نہیں

آج ظاہر اسے ارشک تو کرتی ہیں  
 جیسے ناقد ہیں انبائے زمانہ معلوم  
 نرم اجباب میں پھر جنکو بلایا کیوں  
 آپ چاہیں تو شب بجز نہ آنے پائے  
 پہلے جا کر عدم آباد لائیں مضمحل  
 سب پیش آتے ہیں لوگ بخاطر دار  
 انکا دریاں پھینکتے نہیں دیتا محکو

تاڑے کن کن کے تہن بکسرے ہیں  
 زندگی کا تھے ہیں نہیں لیسر کرتے ہیں  
 آپ جب کہتے ہیں غیر و ان نظر کرتے ہیں  
 منفیت کیوں کالی بلا کو مرسر کرتے ہیں  
 شعرا اسکا اگر وصف کر گئے ہیں  
 آپ نے خاطر مخلوق میں صھر کر گئے ہیں  
 نالہ و شور و فغان کے خبر کرتے ہیں



وصول میں روج بجا بھولے لگئے شاد ہو کر  
 اب بچھائی باتوں سے ہم اب قطع نظر کر رہے ہیں

رات دن شبام و سحرانکے سوا اپروں  
 جستجو کسکی کھوشمسن و قمر کرتے نہیں

محقول کی ہے ستم و جور و خفایاں  
 پھنسن جاتا ہے سوطح سے اسباباں  
 گزری ہے مری عمر اسی آب ہو میں  
 سو جا میں ہندی وہ لگا رکھتے ہیں  
 دل میں الفت تو اثر ہونے دے ہیں  
 بوجہ نہیں اخلاص کی دنیا کی ہو میں  
 تاثیر کے پر لگ گئے کی میری جان میں  
 گر جائیں میں سیرت سی حمد و ثنا میں  
 دل اور بلا میں ہے جگر اور بلا میں  
 تاثیر دوا میں ہے نہ تاثیر سیر دے میں  
 یا سیر قدم کات وہ کچھ سرم و حیا میں  
 مستی سے ہے لخرش قدم باوصبا میں  
 ہے طرز وفا بھی ترے انداز حیا میں  
 کاشا کبھی کھٹکا نہ ہمار کھتے پائیں

یہ فیض محبت سے ہے تاثیر دے جان میں  
 دم لینے ہی یا تا نہیں دنیا کی ہو میں  
 ماتم میں کبھی مجھ کبھی آہ و بکا میں  
 ہے زندگی موت ہی دست جنا میں  
 آپ ابھی گئے اور مرے عشق سوا نکار  
 رینج ہوئی جس روز انگریزی کی تعلیم  
 غیروں کی ترے قلب سے کیوں اڑ گئی الفت  
 مسیبت میں نہیں ہا دو مند میں مسکون  
 گا کہ ہا میں سی جاک دو ابرو شکر کا  
 بگڑی ہوئی تقدیر کی ہے شمع بدہ ری  
 کہ جو کہ شوخی و سرسرات نہیں انکی  
 گلا گشت کھنگار میں سے ہیں وہ شہید  
 جب سے عدہ کی قتل کا جھوٹا نہیں بنا  
 دل میں ترے بے نشتر قمر گال کی جھنگ

مخروہ یا نیک ہی حالت میں میں پیروں  
 کچھ فرق نہیں لے نہ رکھا شاہ و گدا میں

<p>سب جھکے ہوئے ہے مجلس میں  سب جھکے وہ آئے مجلس میں  کوئی جاں باز کوئی خود مطلب  یہ جگر ہے مرا یہ قلب حریف  لڑائی شاید اس پر ہی آنکھ  سناج کوئی بھی مسکرا ہٹ ہے  مختلف رنگتوں کے ہیں معشوق  آنکھ لیتی ہے دل کہ زلف رسا</p>	<p>شرم کتنی ہے چشم زکس میں  رکھدی تیرم و حیا خدا جس میں  میر جیاں عاشقوں کی ہیں تمہیں  اب سمجھ لو رہو گے تم جس میں  ہے ندامت ہے چشم زکس میں  شہدائے ملامت یا کس میں  سیکڑوں ہیں گلاب کی قوس میں  دیکھیں یادہ چشم ہے یہ کس میں</p>
---	---

ہاے پیاریوں سے اے پیروں  
زور باقی نہیں کسی جس میں

<p>یہ ہے دل یہ جگر ہیں جس میں  خود جفا و وفا پہ غور کرو  زلف و رخسار میں ہے سرگرداں  تیری آنکھوں سے اسکو کیا نسبت  آپ ڈھونڈیں نہ غیر میں اخلاص  لائے اُس بت کو میرے گھر تبت وصل</p>	<p>اُس میں آرام کیجے یا اس میں  اُس میں کچھ فائدہ ہے یا اس میں  شام اُس میں ہے اور سحر آس میں  کھم ہی سرمہ ہے چشم زکس میں  سیم کی خاصیت نہیں اس میں  اتنی قوت بحسب خدا کس میں</p>
---	---

کون دنیا سے اٹھ گیا پیروں  
کیسا نام بیاسے جس میں

میری عزت بڑھئی اک پان میں  
فرق کیا آیا تمہاری شان میں

ان کو دکھایا تو کہا یوں کان میں  
 عاشقی ہے جس سے ناپید کن  
 ہے ہی پہچان بالی عمر کی  
 تیرے صدقے کھیلے حاضر ہیں  
 دے کے دل اُس بت کو نیا کھول  
 کیا مے گلگوں سے روتی ٹھٹھی  
 اُس بت کا فر کو سجدہ کر لیا  
 تم پری کا خسر ہو جو رو کا نا  
 اُس کے زخاں روتی ہے خط کی نمود  
 گیسو پے سچاں لے زخاں پر  
 عارض تاپاں پہ ہے خط کی نمود  
 کہد ویش آیا کرے اچھی طرح  
 وہ کریں ظلم اور تم لب پر نہ لاؤ  
 ستے ستے و غطون، جو مے  
 یوں کہو ننگا ووں کہو ننگا تھا ننگا

یکھوں خصل ڈال امرے ایمان میں  
 کشتی دل اگنی طوفان میں  
 بالیاں وہ دو فقط ہیں کان میں  
 درسمند میں جو ابہر کان میں  
 اس تجارت میں ہیں قصاں میں  
 رنگ بلکہ آگیا ایمان میں  
 اس سے کیا آیا خصل ایمان میں  
 کاشن موعے فرقہ ان میں  
 حاشیہ یہ ہے نیا قرآن میں  
 سورہ وَالذِّبْلِ ہے قرآن میں  
 حبشیوں کی فوج یا ایران میں  
 چل بجائے مجھ میں اور دربان میں  
 ورنہ گستاخی ہے انکی شان میں  
 ضعف سا کچھ آگیا ایمان میں  
 رو برو کچھ بھی نہ آیا دھیان میں

اس کی قدرت سے نہیں پروین مجید  
 رانی کو ربت بنا دے ان میں

یہ بھی ہے کوئی بات کہہ جان نہیں  
 عقل سلیم کہتے ہے وہ آدمی نہیں

بازی پیل لگا ہے کوئی دل لگی نہیں  
 جسے کچھ حقیقت جوانی میں لگی نہیں

دل بانگو تو جو اب ان کا ابھی نہیں  
 واعظ کو بسطن طعن کی فرصت کس طرح  
 عاشق پر انکا ایک راسخ ہے اتفاق  
 جیسا کہ آپ چاہتے ہیں شخص پاک و صاف  
 تنہا جیسے تو خاک جیسے لطف کیا لیا  
 ہم سب ہیں راگیر تصادم کا کیا سلب  
 دل میں نشا آئے تو چہرہ ہوتا بنا

گو یا ابھی نہیں کا ہے مطلب کہہ ہی نہیں  
 پوری ابھی خدا کی طرف لو لگی نہیں  
 اور وہ بھی اس طرح کہ کہہ ہی نہیں  
 ایسا تو شہر بھر میں معنی متقی نہیں  
 کہ مختصر یہ تو زندگی میں نہ نہ کی نہیں  
 دنیا ہے شاہراہ کچھ ایسی گلی نہیں  
 جب تک خراب چاند نہیں چاندنی نہیں

یرو میں جلاؤ سمع عمل گور کے لئے  
 سورج کا نور چاند کے وہاں چاندنی نہیں

وحشت باد تجھے کیوں دل مضطر نہ کر  
 آنکھیں بھونٹیں مری تجھ سے وہ انور نہ کر  
 کر لیا تینے نگاہوں کے زمانہ کا شکا  
 وہ ستم کرتے ہیں اور اسے ستم ہے یہ او  
 اسنے دل لینے سے پہلے یہ قسم لے لی ہے  
 جتنا افسردہ دل اور نگر دو میری  
 پھر ہے وہ کونسی رت حسن اول  
 تم دغا باز ہو سفاک ہو جو در مطرب  
 اے بیوسنگدلی کی کوئی حد بھی ہوگی  
 شرم آئی ہے سب لزام لگاؤں کو

ایسے اڑے ہو گھر کو میں کچھ گھڑیں  
 بہتیرا رخ سے کہاں بگور اور انہوں  
 سب کچھ کہتے ہیں صیاد زمین لنگر نہوں  
 کبھی ویسے بھی میں اسکو تسمک نہوں  
 بھولکر بھی میں کبھی اسکو تسمک نہوں  
 ابن مریم کے کہہ ہی لگو برابر انہوں  
 تم سے ہنسکر نہوں حال میں نہوں نہوں  
 جان میں تو کہے جاؤ گا کیونکر نہوں  
 اور پھر یہ کہ جو اہر کہوں تھر نہوں  
 چہرہ جو گزری کیوں اسکو برابر نہوں

میں بھی کہہ ڈالوں کہ اے داؤد سر نہوا  
کیوں کہیں جان سے ایمان بہر نہوا  
کیا میں اندھا ہوں سمندر کو سمندر

چاہئے وقت مجھے دیکھنے فرصت  
کھو کے ان سب لیا ہے مردلے کلو  
بہج ہے بجز رواں اشک ان کے

خود نوستے نہیں پرویں کا عم دل اسپر  
حکم یہ ہے کہ پھر اور وئے بھی جلیجڑ کھول

روز اقرار بھول جا رہے ہیں  
سیکڑوں مہم دل میں لے ہیں  
جان ہاتھ دھو کے آئے ہیں  
ملک الموت کو بلاتے ہیں  
سارے مسایوں کو جگاتے ہیں  
دل چرا کر نظر چراتے ہیں  
اُس کو الزام کیوں لگاتے ہیں  
چٹکیوں میں کھسے اڑاتے ہیں  
دل کے مانند بیٹھے جاتے ہیں  
آپ کیوں مفت خوف کھاتے ہیں  
دیکھ کر وہ جو مسکراتے ہیں  
نیک جو لوگ ہیں بچھاتے ہیں  
حور و خدماں کہیں سماتے ہیں  
ہیر و دم لیکے ہم بتاتے ہیں

وقت پراتے ہیں جاتے ہیں  
وہ جو بیوجہ مسکراتے ہیں  
اشک حسرت نکل کے دامن میں  
جب تم آتے نہیں ہو وعدہ پر  
سو گیا بخت جیسے رو رو کر  
انکو شرم و جیا نہیں آتی  
بے خطا ہے وہ آسمان مجرم  
جانکر سب گئے ہیں ہم بھولے  
تیرے کوچہ میں ہم بھی اب تھک کر  
غیر کیا اور اسکی ہستی کیا  
کوئی تازہ ستم کیا ایجا د  
آگ پانی میں کیوں لگاتے ہو  
تم مرے دل میں تو دیکھو نہیں  
میں نے پوچھی جو وجہ قتل کہا



گجھل جکی ہے غم میں من وہ بھی  
 میں جو جنوں کے ہاتھوں مخلوق کا  
 اللہ سے اسکی چوٹھکے بوسہ کا عالم  
 کہتا میرا ناب تک میں لے آئے  
 نفرت یہ جسکو جسے ماننے کا اس حال  
 مدت میں ملے ہو کیوں ذکر غیر سے

مسخی ہر بدن بالکھچیں اگر بیان  
 نامہربان تو تم دیر دنیا یہ مہربان  
 کہتا سنگ سو میں سنگ نہ استیج  
 سو جا ہما ہوں ہ میں اسد زنا ہوں  
 نظروں میں کیوں سنا کے خطا ہو گزرا ہوں  
 میں اپنے سنا یہ بھی بھلوت میں بد گمان ہوں

چپ رہ گیا پیا می لیکن یہ خیر گزری  
 خط نے کہا کہ سنئے پروں کی میں بان

تجلی بوری دھی تم کے رونا باریاں  
 نظر اک نور آیا صحف خسار جانایں  
 لے آئی خچو لب کی یاد جب گلستا  
 ہوا کے ساتھ نور نالوانی سوزا لاسہ

ہے عکس حسن بانی بھر اسد زینت  
 تو اب عین ہر اکھیں لگا لیتی دوران  
 پڑے زنجیر بکر بوسے گل طوق گزریاں  
 بندھی ضد مری تابوت و حرت کیا ہاں

کھڑے ہو جائیے بلکہ یہ پروں احمد مل  
 مرے اعمال تو لے جائیے جسوت میں نہیں

کھلایا پر تو خسار کیا گل سمندر میں  
 ہمارا وہ دنال سے زمانہ سے تہہ تو بالا  
 کھسیدان جھکے ڈوب گیا ہجر یار کا  
 نہ چھیرے جھکوں غم صوفیوں کی بیانی  
 تمہیں دریا کی خوبی کہتا غرق ہو گیا

جباب اگر نبی ہر مت بدل سمندر میں  
 کہتی شور صحرائیں کہتی غل سمندر میں  
 چراغ ہستی ہو ہوم ہو گا گل سمندر میں  
 ند ہونڈ و جھکے مستغرقین بالکل سمندر  
 کہان ناز و غمہ حاضر و کامل سمندر

پڑا تھا عکس روی ناز میں صبر اسکو  
 فطیح معراج صبا جنبا کی شاخ نمشاں  
 وہ یا بلین بکھرتے ہیں میں فکروں ڈھانڈا  
 ابھی تو سیر کو جانا لب دریا وہ سیکھ نہیں  
 خیال یا کرینو کرا گیا طوفان سیر میں  
 کبھی یہ کا طوفان کبھی تک سناٹا

پرا تیک نا پھر تا شکل گل سمندر میں  
 جلی جاتی ہے گویا کسی بلبل سمندر میں  
 تاشا سے گل گلشن میں سے بلبل سمندر میں  
 ابھی تو دیکھتے تھے ہیں کیا گل سمندر میں  
 خدا معام کس کا بنا یا بل سمندر میں  
 کبھی بالکل سول میں کبھی بالکل سمندر میں

وہ ظالم عاشق آزاری کی پروں میں مشغول تھا  
 دکھا کر بلبلوں کو ڈالتا ہے گل سمندر میں

رلا یا ہے مجھے تو نے سپہ سفلہ جو برسوں  
 رہی لاک جس عشق میں آخو برسوں  
 ترے جانا زہر سمیت کی بجز جو برسوں  
 جہاں نام آگیا عشق کا ہنسنے لگے آنسو  
 کسے سنگ دریا کی مدت نہیں اٹھا  
 زبوں وہ تو کیا شکوہ ہیں دشمن کا  
 جو دھبے لگتے وہ لگتے اتنا نہیں چھوڑ  
 ہوئے ہیں تو کی گھیر میں گزیر رہے  
 وہ دل میں جلوہ ماکھا کر تقدیر کی گرد

کیا ہے مجمع اجباب میں آبرو برسوں  
 جہاں ہوں تجھ میں سونے نیا جو برسوں  
 رہا در بدر برسوں گئے جو برسوں  
 رکھا ہر قسم کو ہر بار نے آبرو برسوں  
 محبت میں ادا کی ہیں ناز میں وضو برسوں  
 مگر میں نیالی گویاں گفت کو برسوں  
 کیا ہے جاہتسی کو گزیرت شہر برسوں  
 رہا ہوں غم و شوق میں آبرو برسوں  
 ملاشیں بار میں تار ہا میں جو برسوں

ٹلا یا تو ہی نے خاک میں پروں نخلص کو  
 مگر وہی گاہ سپر رہا تھ رکھا اسکو تو برسوں



ایسے گلو تیسے مجھ سے شکوہ کلا کچھ بھی نہیں  
 وائے قسمت پھر ایسی کی منتیں کرنی نہیں  
 ایسے لگے وگورے کالے پر نہیں کچھ منحصر  
 بات جب بنتی ہو الفت میں کت قسمت رسا  
 کس بنا پر ہے میر جان کے سبب کی پھر  
 بیخبر کو منہ پھر کر میں رہا تھا کچھ بُرا  
 وصل کچھ ہی ساتھ تھو وہ پہچانے تھے  
 لگو گوگرت بھری آنکھوں سے دیکھا گیا  
 میری صدیا رکھو بدنام کرتے ہیں سب  
 عاشقوں کو نامرادی اور خسرو کو

جانتا ہوں تم میں خسرو و وفا کچھ بھی نہیں  
 جب سچا کہا اسکی دو کچھ بھی نہیں  
 دل کا آنا شرط ہے اچھا برا کچھ بھی نہیں  
 ورنہ آہیں نارسا ہوں یا رسا کچھ بھی نہیں  
 منقت ہوڑہ ہون حفا میں کہا کچھ بھی نہیں  
 اسنے پوچھا تو لپٹ کر کہید یا کچھ بھی نہیں  
 اب وقت میں سخن آہ و بکا کچھ بھی نہیں  
 کیوں حفا ہونے لگے میں مانگتا کچھ بھی نہیں  
 ہو فقط شہرت ہی شہرت واسطہ کچھ بھی نہیں  
 ایک سارے ہے دنیا میں کچھ بھی نہیں

پاس کے ملک عدم پرویں راہت نہ ہا  
 ایک مکی راہ سے سو کچھ بھی نہیں

میں ہی اک تنہا نہیں مجھ کو رہا عشق میں  
 حسن کہتا ہے تمہارا ایک دن جو جا سکی  
 لے لے ایسے مہندی لگانے کا شعور  
 تم اگر ہو جگر خوبی قلب دریا شوق  
 نامہ اعمال بنجائے مرا بے اختلاف  
 جو تمناؤں کا چشمہ تھا وہیں تھی نہیں  
 آنکھ حفا طی قلب مجھ عقل اندھی تباؤ

اک مانہ کا ہر دل پر خون ریز عشق میں  
 یسلی پردہ نشین مجھ کو رہا عشق میں  
 روئیکسا راز مانہ خون ریز عشق میں  
 ننگے ہیں سب کو دل میں رہا عشق میں  
 داستان فتنیں گر لکھیوں تمہارا عشق میں  
 بہگیا کھل کس دل پر خون ریز عشق میں  
 بد دعا میں کس کو دونی رہا عشق میں

<p>رات دن ہوتا ہو سرگرداں نہ دیکھو تو          کھین لسیا لکھی لسیا کیا ہو لسیا اتوں میں          دونوں کسان میں دیشال تو کسا تھرا</p>	<p>گردشیں میں صومرت گدھتا رہو عشق میں          ہم تمہارے چاہ میں محبتوں کا رہو عشق میں          دل کے پنجہ میں دل محزون رہو عشق میں</p>
<p>اسنے پروں سے کہا کیا ہے ارادہ تو کہا          اپنی ہستی تو خوفہ کر دوں ہمارے عشق میں</p>	
<p>وصل میں بھولیسے بھی چار کھین گئیں          یا ہے بیمار ان الفت کی محبت کا اثر          ہنسنے ملنے کی قسم کھائی تھی اُس وقت سرگرد          دولت دیدار محروم کر کے خاک آئے          اُسکے ابرو کا اشارہ اک قیامت ہو گیا          دل چور یا ہے نہیں کجاں سارا یا نہیں          دیکھ کر بکے کر نیلے ہم بھی محشوق استی          بے تکلف دیکھتے ہو چار جا کسلئے</p>	<p>جھک گئیں سرگمیں سارا کھین گئیں          یا چار کھین سے بیمار کھین گئیں          پھر مروت آگئی جب چار کھین گئیں          روتے روتے سحر میں سارا کھین گئیں          لیکے خنجر قتل پر تیار سارا کھین گئیں          کسطح پھر آج سا ہو کار کھین گئیں          اب جاری بھی بہت ہو شیار کھین گئیں          کیا جوانی تے ہی دھنسا کھین گئیں</p>
<p>گو ہر مقصد نظر آیا نہ پروں سے بھڑ          ڈھونڈتے ہی ڈھونڈتے بیکار کھین گئیں</p>	
<p>کہہ ہی بھولیسے نہ آنا غم دوں یاد میں          ہنسنے کیا ہو کہہ ہی دیکھو تو گلستان کی بہا          عاشقوں کوئی پوچھو خوش دل کا فرما          کر گیا کون گلستان مسرت تاراج</p>	<p>بلکہ جاناں سے بیا حست جاناں میں          زخم خنداں سے صد ہا گل خنداں میں          نوک مرکاں سے یہ یاد مرکاں میں          چار جانب سے بیا باں ہی باں میں</p>

<p>ایک لمحہ تو وہ آئیں کسی عنوان میں بیرونی سے ہو جبکہ شیمان دل میں جلد یادیر سمجھ لیتا ہے انسان دل میں لیچلے رنج و غم و حسرت و ارباں دل میں کہ ہزاروں دل میں غم و حسرت و ارباں دل میں</p>	<p>پھر نکلنے دیں یہاں تو ہمارا ذمہ قدراں روز کرینکے وہ وفاداری کی ستم و جوڑیہ ممکن نہیں انہوں نے آئے غیر کے واسطے دنیا میں بچھوڑا کچھ بھی ایسے مجمع میں بلانا انہیں تقاضا نہیں</p>
<p>حسرت و رنج و غم و دردناک سرفروں وہ نہیں ملے بھرے ہر خیال میں</p>	
<p>حجت کے سبق برسوں لے ہیں کہ ہے حالت دی کپڑی پھٹے ہیں ہوئی میخانہ میں میکش ڈٹے ہیں شراب ناب کے ساغر لٹے ہیں وہ سارے نقش باطل اب مٹے ہیں بجائے نقل محفل میں بیٹے ہیں مڑے جتنے ہیں سارے چھٹے ہیں یہ حضرت آج رند نہیں پٹے ہیں</p>	<p>بہت دن رس الفت میں کٹے ہیں جنوں میں ہو گیا ہے اب یہ درجہ حرم سے واپسی پر میری دعوت بہت پیر مغال ذی جوصلہ ہے ریاض زہد کے جتنے تھے دہبے تبرک تھے مری توبہ کے ٹکڑے الم کے درد کے حسرت کے غم کے نہیں ہو جوہر و اعظا رونی صورت</p>
<p>ہوے جا روب گشت اس درد کے پروں کہ ساری گرد مٹی میں آئے ہیں</p>	
<p>خوب گزیرگی جو ان ٹھیکے دیوانے</p>	<p>محفل و عظم میں مجا کو بھی راجا بنے دو</p>

مر گیا میرا دل زار تو فر جانے دے  
 چشم گریاں کے مریاں میں جانے دے  
 اس سے کیا بوجھتے ہو میرے لیے جاؤ  
 عشق بھی نہ کی ہوا اور حسن بھی زیادہ  
 ٹوٹ جائے کہیں ششہ الفت دیکھو  
 شمس نے کجستہ قمرات کو جو دیدیا  
 سو وقت آج لو جا بنا زکریا کجستہ  
 تم سلامت ہو زلفونکو و کجی مروا  
 خوب سینے کا مریے سے منہ سے  
 قیس فر یاد نہیں چھوڑے بیجا میرا

اب جو ہونا تھا ہوا بھر خدا جا دے  
 شہرت دید میں خنسا پیوں بجانے دے  
 وہ تو فرانے ہیں تم سے تو مرنے دے  
 لکھے جائیں گے مریاں میں پروانے دے  
 گتھیان گیس ایدو بھو بھوانے دے  
 کیا کرے پرتے میں اک شمع پروانے دے  
 اُسے دربان کو ڈانٹنا کہ نہیں جانے دے  
 گتھیان گیس ایدو بھو بھوانے دے  
 عرض کرے تا ہوں رادل کو ہر جانے دے  
 ساتھ رہے ہر جان و ات دیوانے دے

شور و فریاد کیے جا رہے ہیں  
 ستھ گردوں بھی جو گرتی ہو تو گرجا دے

جو دنیا ہو مجھے اچھوڑ دیا غم  
 جیسا کہتی ہو باتیں بھی تو بھگت  
 بھو ونگو چار چار وار کر گیا اجازت  
 ہوا جو کچھ ہوا شکوہ نہیں معلوم ہر عادت  
 فنا فی اللہ کیا سے پھر تھا اللہ ہو جا  
 بہار لطف کا طالب کس نے نہیں

بیاباں توں چور شاہ چمن بلکہ عدن  
 جوانی کہتی ہو کر گیاں بھی تو گرت  
 حد ایچے بخشے ہیں تم شمشیر زن کھردو  
 دل نالام واپس تم بگر کردو نہ بنا کردو  
 خود کا سے خود سمجھ کر ترک بنا ماؤن کردو  
 اگر جا ہوں اپنی ات خود دامن کردو

یقین جانو کہ دوزخ سے نکل کر خلد میں چلے

مدینہ کھیلے پرویں اگر ترک وطن کردو

ناز و انداز بس ارشک قبر جانے دے  
 وعدہ وصل لوتا ہے موزن باقی  
 و اعطو کعبہ و تبحانہ سے دلگیر کمال  
 دو ستوں کے جو کہا آپ پر وہ فرمیں  
 سبکو معلوم ہے پیش ہر مشوق نہیں  
 یاد آتا ہے شب وصل یہ کہتا ہر با  
 قتل عالم کھیلے تیغ نہ بانڈھو لاشد  
 عیش میں اللش میں تکلیف میں راحت

انہی باتوں میں ہو جائے سحر جانے دے  
 پہلے اس دشمن آنصاف کو مرنے دے  
 سخت کافر ہے جد پھر جا ادھر جا دے  
 ہنسکے فرمایا کہ مرنے میں مر جانے دے  
 تو بھئی سہ میں ہر رشک قبر جانے دے  
 ہو گئی ہو گئی وہ دیکھو سحر جانے دے  
 بال سے بھی کہیں تلی ہے کمر جانے دے  
 جس طرح عمر گزرتی ہے گزر جانے دے

جھکو بھی فرسعت حجت کالقیں سے پرویں

عوضہ حشر میں بے زاد سفر جانے دے

غش میں سرف مغبری سوتھا دے  
 غیر تقصیر کرے اور نرادو مجکو  
 آرزویہ ہے محلہ کا بنا دو مجکو  
 خیر پہلو میں نہیں دل میں تو جادو مجکو  
 میری موجودگی سے اپنی بہت سے بہت  
 بگڑے جا ہوتے جاتے جاتے  
 بے سبب برواق بل کی ضرورت کیا ہے  
 میں تو خاموشوں میں رہ کرے میں کو نام

جھوٹ کہتا ہوں لوگ کوڑوں کی نرادو مجکو  
 بدعا یہ کہ دنیا سے مشادو مجکو  
 یہ نہیں ہے تو فقط نام بنا دو مجکو  
 اور یہ بھی نہیں تو ہر گھلا دو مجکو  
 کو سنی غیر کو دو اور دعا دو مجکو  
 میری تقصیر ہے کیا یہ تو بنا دو مجکو  
 خود گلا کاٹ لوں شیر اٹھا دو مجکو  
 کو سویا عسروں کو میر کجاں دعا دو مجکو

تمنے چھوئی نہیں سوچو گھنہ دیکھی بھی نہیں  
 قفسہ پرداز ہو عیار ہو عاشق کشت ہو  
 اب تو مضبوطی سے کہتے ہیں اقرار و  
 خواب غفلت میں جس سرشار کہی تو  
 والد کو جوہر جانال میں تن خشک مرا  
 فرط الفت سے ہے ہر بات جی جاں ہا  
 بخوردی میں بھڑک اٹھتے ہیں اس عشق  
 بولہوس لاکھوں مگر عاشق صدا تو مچھو

یہ تو سب سچ ہے گمزنہ تو سنگھار و مجکو  
 بد دعا دو کہ مری جان دعا دو مجکو  
 دیکھو ایسا نہو آخر میں دعا دو مجکو  
 دو ستونید نصیب سے جگا دو مجکو  
 اندھیو تم ہی ٹھکانہ سے لگا دو مجکو  
 ورنہ بھولا ہوں بالوں میں اڑا دو مجکو  
 اپنے دامن کی نہ لٹتے ہو اڑو مجکو  
 ایک تو مجھ سے ساز مانہ میں دو مجکو

اعتراضات کی بھرمار سے سب پریروں  
 کس طرح رہتے ہیں دنیا میں سکھا دو مجکو

یہ قاعدہ عام ہے کہ بہتری چاہو  
 بیباکی و شوخی ہو کبھی سرم و جاہو  
 محشر سے ڈرو غیب پر دہ میں بھی گیا  
 ہوتا ہے وہی جو کہ مقدر میں لکھا ہو  
 بیابری ہو معلوم تو کھیا سکی دوا ہو  
 ہے نشتر ترگاں سے تھجتے محشر میں  
 اسے ظالموں بات یہ لہزہ نہیں  
 ممکن ہے کہ لاد یہ بھی غیر کا پیغام  
 خط لکھنے میں سفاک کی ہیں سیروں میں

پھر جاؤ جد ہر جلتی زمانہ کی ہوا ہو  
 آنا تو بنا دو مجھے تم اصل میں کی ہو  
 ممکن نہیں ظالم کا طرفدار خدا  
 کو سے سے کیلے نہ بھلا ہونہ برتا ہو  
 ناراض ہو غصہ ہو مگر نہ ہو خفا ہو  
 دنیا کے ہوں راور ہمارا کھن پانہ  
 تم ظلم کرو اور خدا دیکھ رہا ہو  
 کیوں میری طرف سے گزرا ہوا صبا ہو  
 جہاں جاہیں تحریر میں لفظ و فضا ہو

دیکھو فلک پیر کو رحمت ہے آرام  
مر جا مگر سمت دریا نہ بھولے

جو سب کی سبائی میں پیدا اسکا بھلا ہو  
دل کی یہی توجیف ہے خود قبلہ ناما

اعلا اگر اوصاف بشر میں مل پروریں  
الف ت ہو محبت ہو مروت ہو وفا ہو

ابن مریم نے دیکھی نہ سہارا ہسکو  
رشتا کے پھونکد یاد شاکے مارا ہسکو  
ایک سا وقت زیادہ نہیں رہتا ہرگز  
سبب محبت معنی ہے غضب کو دنگاہ  
وہ کہاں فصل کی لائق کہاں گرد  
خوب محفل میں ہو شربت دیدار سیر  
خوف ہے یہ کہ ہو جا کہیں شامی گ  
تو بکرتے ہی نبی لان ہی سیر و اشہ  
اب کسی سے نہیں دنیا میں وفا کی امید  
بھولے چوکے سو نہیں رٹا قافل کا

زندگی آپ نے بخش ہے دو بار ہسکو  
کوئی دیکھو نہیں آنا بھی تو ارا ہسکو  
سحر و شام یہ کرتے ہیں اشارا ہسکو  
بنکے سم شہرت دیدار نے مارا ہسکو  
جتنا گردوں کے چڑیا تھا اتنا ہسکو  
آج ساتی نے بلالی ہے دو بار ہسکو  
کھکے کیوں عاشقی جہاننا زینکارا ہسکو  
آج و عطائے وہ شیشہ میں اتارا ہسکو  
اک ترے فضل و کرم کا تازہ سہارا ہسکو  
کھکے جانکے جہان کے مارا ہسکو

صاف دل صراف کیا کرتے ہیں پروریں  
دنیا سازی کی نہیں تی مدارا ہسکو

گر دل ہو دماغ ہو اور جب کب نہ ہو  
ممکن ہے میرے جند بدل میں نہ ہو  
دشوار ہے بشر کی طبیعت میں نہ ہو

دکھ درد کی یہ کیسی کسب کو خیر ہو  
ملنے کا اشتیاق اور ہر تو ادب ہو  
یتھوڑہ کو کسنا ہے کہ سمجھیں سر ہو

بیتاب میں دل اور ترسے دل کو خبر نہ ہو  
 مگر نہیں کہ آہ و فغاں میں اتر نہ ہو  
 مشہور ہے جو خبر کہ جہاد کے نام سے  
 لوگوں کے پسند و نخواستہ لہرت بازو  
 ایمان دین اور اسے وہ کافر نہ اتریں  
 یوں بن سنور کے دکھ نہ آئیند با بار  
 بے اسکے آئے یگان ہوں بجا و گنا

نالہ نہیں نقل ہے جسمیں اتر نہ ہو  
 سب جانتے ہو جان تم سچ خبر نہ ہو  
 یوں اسے بصر و کھیں اسکی نظر نہ ہو  
 ایسا قصور مجھ سے کہی خبر نہ ہو  
 اس طرح دل میں ہے سیکو خبر نہ ہو  
 مجکو یہ وہم ہے سچ اپنی نظر نہ ہو  
 اسے موت بس خدا کیلئے میرے سر نہ ہو

یرویل سے آہ و زاری سے محشر مجا  
 بہتر ہے دل نہیں اگر اب بھی اتر نہ ہو

و عظم میں کہتے ہو جبات تم اور جلا  
 کال پر سچ نشانِ صاف نظر آتا ہے  
 آنسو دل مرے اچھا نہیں جا رہا  
 ماتمی رنگہ میں نی ہو اگر اسے زلف  
 اک نشانی کی ضرورت ہے نہ بچنا  
 ایک لوسہ کی طلب کوئی دولت کی  
 تم عیادت کھلی میرے سر ہانے اگر  
 وعظ سننا ہو سعادہ مگر ایسا تو نہ ہو  
 مجکو نے نے کیا و اعظ کو بیان کے  
 اڑ گیا طائر جان گیا پنجرہ باقی

جو نہ سمجھا ہو دلائل سے اسی سمجھا  
 اصلیت اسکی سمجھ جاؤں لو مجکو کیا  
 ملک میں اور نہ بڑھ جائیں کہیں دریا  
 میر گیا دل مرا الفت میں مجھ پر سا  
 داغ چھلے کا نہ دو بلکہ مجھے جھلا  
 اسکے دینے سے ہی انکار کرو تم یاد  
 ملک الموت کو چاہو لو ابھی اٹلا دو  
 اب ہوں جس راہ پر اس سے ہی مجھ پر  
 ایک بدلے زمانہ میں تم ہی رسوا  
 تم ہو مختار اسے کاڑو یا جلا دو



کبھی ملنے کبھی کیے کا میں مطلب سمجھا  
کیا تا شاہ ہے کہ ہر ہر ہو چکو جنوں

آنس شوق کیو تم چاہتے ہو بھر کا دار  
اچھا مجنوں لوجھ کو مری لیسلا دار

عارف کو ہے بہت غرق معاصی پروں  
اپنی نچھل میں اسے آخری صنف میں جادو

دولت علم کی پروا نہیں رواروں  
شیر میں مویخ دیا جائیگا لاجاروں  
میر کمال شوقی حسن جہاں میں کھلسلی  
نشہ عشق میں میں ذوق نہاں سے فارغ  
جب اسے ترے مات کیا بجلی کو  
جو مقدر کی ہوساتی نہیں یہ بوجھ کو  
اسی امید زندہ ہوں کہ روز شتر  
خیر محرم ہوں قیاس سے تو آنکھوں کو بجا  
عید قربان سے یہی روز ہے قربانی  
حملہ درجہ طرف سے ہوا ستوں بیا  
سخت جہاں مجھ کو کہنا عرفاں ہرگز  
ہو چکی انکی مداوات طیبہ پوریشہ

تخصیل کی وسعت نہیں لاجاروں  
یہ خبر کہ روزمانہ کے ستمگاروں کو  
زیر برقع نہ رکھو جان سے رخساروں کو  
کھسے آزادی ملے تیرے گرفتاروں کو  
خلق بیکار سمجھنے لگی تلواروں کو  
کون کون ترپہ پلائیگا گنہگاروں کو  
تیرے دربار میں لائے گئے گنہگاروں کو  
تند ستوں جدار کھتے ہیں ستاروں کو  
آج آزاد کروانے کے قماروں کو  
کردیا نظروں نے جھلنی تری یواروں کو  
تاکہ عاری نہ ہوئیں ہی تلواروں کو  
سو میرا اللہ کہ تم عشق کے پیاروں کو

عشق میں نسیں سودا ہو کہ دس پروں  
ایک عرصہ ہوا ثابت ہے یہ پیاروں کو

سیسی علاج درد وقت ہو لو گونہگاروں کو

بخیر تر و فارح و نصیبت ہو لو کہ گونہگاروں کو

کبھی گردوں کی دہشت اور کھسار کا  
 رخ ہتھار یا ہتھارچ ہیں ہر کہ تھنے  
 نہ داغ دل کی کسی زین حاضر کھو تانی  
 نہیں جب دل ہی ہلو میں تو جگواں آکر  
 خاک کے در زمانہ ناموافق سخت برخشہ  
 درستی تلخ کھوئی تند خوئی تیر اسیوہ ما  
 نہ ایشک کی غرت نہ نہیں گل کی و

نہیں کھسوتی سخاوت کی عبادت ہو تو کونو کونو  
 شب فرقت کی ظالم دورت کو کونو کونو  
 مقابل آنکھ خورشید قیامت ہو تو کونو کونو  
 محبت ہو تو کونو کونو عداوت ہو تو کونو کونو  
 گزار دیکھ بھر خبر جد و قساعت ہو تو کونو کونو  
 تری باتوں میں ایو اعط صلا و ہو تو کونو کونو  
 عزیز و دور دنیا کی مصیبت ہو تو کونو کونو

یقیناً کا ہے پہرہ اسکے در پر راندن پر ہو  
 کبھی کبھی لیسے بھی جیسا سلا ہو تو کونو کونو

مہربان یاد سے وہ بیروت ہو تو ہو  
 اب تو اسکے دھیان میں ہتھار کا فردل  
 ہے دم عیسیٰ سے بہتر تری یا بی مگر  
 اپنے پاوں وہ لگجے عدم کی راہ پر  
 جتنی حرمت کے قائل مسکدہ میں بادہ خوا  
 شرق سے تاغوب برب ہیج و مشتاق  
 چرخ یاور ہونہیں سکتا موافق و رگا  
 یہ صباحت یہ ملا ان تو ان ختم ہے

اسکے پردہ میں ہاں شور قیامت ہو  
 ہاں ہائے میت مضر و عبادت ہو تو ہو  
 زندہ اب تک تیرا بیجا محبت ہو تو ہو  
 تیرے بیمارالم میں اتنی قوت ہو تو ہو  
 زاہد و ضعیف دخت زر کی اتنی حرمت ہو تو ہو  
 خلق کو اسکے سوا کچھ اور حسرت ہو تو ہو  
 اپنے نزدیک ممکن کی حد ہو تو ہو  
 جو جنت کیا کہوں جہنم کی نور ہو تو ہو

کیا کہوں پر میں ملائک تمہیں کی کا طرف  
 محترم تر اس سے کعبہ کی عمارت ہو تو ہو

پاکے اغیار کو انسو میں کیا گم بجگو  
 کو تیسے کیوں مجھے میری خوشی کی پائی  
 گناہن بے ہمتی رت نے کیا مجھ سے  
 بھر الفت کے جو سالانہ محسوس ہو کر  
 میری میر کی دنیا میں سب ہی ہیں  
 شہر میں آئے ہیں سبھی ہشت محسوس  
 ہر کیا توڑا نسبت نہایت شکی  
 کیوں کہ حضرت علیؑ کا چہرہ نہایت  
 چار جلو سے ہوگی کہ ہی کیوں ہی  
 کیوں دکھایا جو موسیٰ کی طرح نوحالی

چند ہی وزیر یون بھول کر تم بجگو  
 تم سلامت ہو اللہ کرے تم بجگو  
 خندہ بھولوں تم دیا اور سب بجگو  
 بیش آئے ہیں نئے روز باطل بجگو  
 گریہ خندہ تہہ تجھے نالہ تبس بجگو  
 راس لائی ہی نہیں صحت کی بجگو  
 کھیرتے ہیں جہاں کر کے تم بجگو  
 جان کش سے کہہ دو تمہیں تم بجگو  
 دید اکبار کی کی پیر مغال تم بجگو  
 بخشا تھا نہ اگر خنہ تکا تم بجگو

جاتے ہیں نہایت کی نشانی بیروں  
 شاد ہوتے ہیں ان میں لو تم بجگو

ایضاک تو نے چھریا مرے جانی کو  
 کیا تجھ سے تہہ گار سے ناسب ہو  
 وہ ہی سان پکا میری دشواری کو  
 صبح تیرا وز درانی ہر شب غم بجگو  
 لاکھ بلی میں پڑتے نہیں پائی لیکن  
 نہیں امید کہ دل میں ہی شیمان کو  
 ڈر ہے پڑ کر کہ نہیں تم بزم ہو جا کر

تو ہی اب دور کر اس صدمہ روحانی کو  
 تم بھی گرد لکھتے عاشق کی پریشانی  
 جسے دشوار کیا ہے میری پریشانی کو  
 موت اتنی نہیں اس غم کی سیبانی کو  
 خنجر ابرو خدا کی برا نے کو  
 عیب لوگ سمجھتے ہیں پریشانی کو  
 خط میں لکھوں میں اگر اپنی پریشانی کو

یہ کوئی چیز نہیں دیکھنے دیتا مجھ کو  
 کاش اگر خوبی تقدیر سے حاصل ہو جا  
 دو ستمو اسکو مع انجیر حلا آئے دو  
 ہلکو بھی اکیدن زار کرے گا اللہ  
 تانتے کیوں تھو بھویں مجھ سے کشت ہو کر  
 خورفت مجھ کو ڈوبو دے نہ اطم کا دریا  
 ہا صحراروں روئیکو یہ کہنے کا نہیں  
 کیسے سے بھول جاتی ہر سوز و فرقت  
 تیرے قدموں کی قسم کھاتا ہوں کہ بد  
 تو سفیر میں بھی کیا نہیں جانتا اللہ  
 جسے ویران کیا ہو مری بادی  
 جس قدر جلدی ہو مگر میری جان اجا  
 ضبط باقی ہے نہ ٹسکیں تحمل نہ حوا

یہا کر روئیں و خیرا کی تابانی کو  
 بادشاہی نہ بدلوں ہی رہا بی کو  
 عہہ نہیں مع نہ چھو و بادہ ریحانی کو  
 لوگ چھپیں غم مہر کے زندانی کو  
 کھنکنے کیوں تو تم اس تیغ صفا ہانی کو  
 روگ لیتے تھے اس کھر کی طغیانی کو  
 با خدا چھو رہو اس شستی طغیانی کو  
 اور لصوریر رہا ہی ہے ہر شابی کو  
 دے زیخا تو نہ لون لوسف کھجالی کو  
 میرا دل ہے تیرے ہمراہ گھسانی کو  
 وہ ہی باد کی گامری ویرانی کو  
 جلد آبادی بدلو مری ویرانی کو  
 پوچھتے کیا ہو مری بے سرفسانی کو

دل ہے بچھو تو نہیں غور کرینگے پروں  
 سوچو دینگے ہم اس لوسف کھجالی کو

عین سے کوئی نیکوئی ایسکا امداد کو  
 سہی یا کفناے کفناے لب یا د کو  
 مسجد کافی نہیں کیا خد اکیا کو  
 اینو لے قبر میں بھی ایکنکے امداد کو

شادمانی کیا ہوگی خاطر ناشاد کو  
 کیا خیال آیا خدا جانے مگر جلا د کو  
 کیوں جا رہا زار و تیغ نہ آباد کو  
 بیرو مشد خوب تسکین دل ناشاد کو

<p>ایسے محسن کی جفاوں کا گلہ کیا رنج کیا          بے تعلق عالم اسباب میں فری نہیں          بھیر نولے بھری دیتے ہیں اس وقت          حشر کے دن خواہو تو نہ ہونگے تیرا          میں بھی جو شیر لاؤنگا اگر میت کی          دیکھا کر خاموشی مثل شمع ہے ہر شب          اب خنجر کی روانی دیکھ کر حیران تو نہیں</p>	<p>جو برابر جانتا ہوا داد کو سیداد کو          دیکھ لو پابند گلشن مسرور سے آزاد کو          سننے واسن ہی لہریں فریاد کو          رایت بھڑکے سنتے ہیں فریاد کو          جان میں سوئیہ دو نکا تیشہ فریاد کو          چھپر کر بھڑکائیں گے پھر حلقہ فریاد کو          معجزہ سے تپنے پانی کر لیا فولاد کو</p>
---	--

سچ ہے پرو میں ہر کسے راہر کار سنا  
 وہ ہیں سے بھولنے کو میں تو ان منلی یاد کو

<p>غیروں سے بیجا ب سب نرم تو نہ ہو          مجھ سے کشیدہ وصل میں اتنا بھی تو نہ ہو          اس نغم میں ہا نہیں حسدیں تو نہ ہو          اسے شیخ جسے بحث کی بے آبرو ہو          آسان ہیں زخم محبت کا اندمال          یہ ہو دی سے خلق میں جن سے تو فار ہو          دریا کی تہ میں کن سوتی کا قدر دہا          قرین میں چ کر لے ہی می اشک کے قصد          ہوتو ٹوٹ جائے بیعت پر مفاہ نہیں          مقصود خدا تو خدائی کو چھوڑ دے</p>	<p>اور ہو تو میرے بعد مرے روبرو نہ ہو          سے صلح اور ہم گفتگو نہ ہو          جیسے جن میں گل ہو غنیمتیں بل نہ ہو          حضرت آپ سے تم سے تم سے تو نہ ہو          بلکہ رفو کروں سے بھی اس میں تو نہ ہو          بیٹھا رہے جو حوصلہ گفتگو نہ ہو          جب تک وطن سے دور ہو آبرو نہ ہو          ایسی جگہ بنجائے جہاں آبرو نہ ہو          واعظ خطا معاف یہ تیرا وضو نہ ہو          آمادہ نماز کہی بے وضو نہ ہو</p>
--	--

<p>کیسی اب شیخ بھڑکتا ہے نام کسی اتنا بھی کوئی منکر لاقصد نہ ہو</p>	
<p>بیرویں مرے دماغ میں ایک خیال جسکی طلب ہے وہ ہی نہیں چار سو نہو</p>	
<p>۵ ہر چیز میں ہے قدرت پروردگار دیکھ لالہ کھیلچ دل ہے مراد افکار دیکھ اے مر لقا نہ آئینہ کو بار بار دیکھ تو جام میں بھی جلوہ رونگار دیکھ اغیار کر خجائیں کہیں ہر مار دیکھ جانا ہے پھر وہیں دل امیدوار دیکھ جا کوے دشت دیکھ کوئی کوہ ساد دیکھ پامال ہو بجائے شہسوار دیکھ تازہ بنے ہوئے ہیں اروں مزار دیکھ تو آئینہ میں حسن کے اپنی بہار دیکھ</p>	<p>عارف خزان دیکھ نہ کون کون سا دیکھ گلکاریان جو عشق کی ہیں انگار دیکھ آئینہ کی نظر بھی ہو جائے وہ ہم ہی اسکے خیال میں اہ بلا سے تبرائی جیسے ہو تجھ سے شربت دیدار کو بلا آیتھاکل جہاں سے تو بالوس نہ بند وہ کہتے ہیں جن سے ہے تو اس سے بے نکل آہستہ چل کر دل میں اروں میں نہیں یہ کسی کشتگان جفا ہیں اب دے گھر سے نکل کے سیر حرم جہاں چلا</p>
<p>جو ہو رہا ہے خلق میں بیرویں دم نہ ما خاموش بیٹھ قدرت پروردگار دیکھ</p>	
<p>ہے زمگاہ حسن کی یہ چار آئینہ ہے سر سے پاؤں تک وہ شہسوار آئینہ ہم سے سوا ہے طالب دیدار آئینہ</p>	<p>پہلو و پشت و سینہ و رخسار آئینہ کف آئینہ ہر آئینہ رخسار آئینہ ہٹتا نہیں جن سامنے ہو اسکے اراد</p>

<p>کیوں دکھتا ہے آپ کو ہر بار آئینہ تھے آئینہ کے سامنے ہر بار آئینہ ہیں اب و تاب سے درو دیوار آئینہ اس واسطے ہے پشت بدلیوار آئینہ اکبار اسکا چہرہ اور اکبار آئینہ اچھا ہوا کہ مان گیا ہا آئینہ لے اب حسن ساغر شرار آئینہ</p>	<p>یہ قوم از قریب ہے میں مانتا نہیں رخ کا ہر ٹکس دل میں رخ میں دل کا ٹکس خلوت میں اس کے نور سے عالم مچھوڑا غش کھا کے گہ پڑے نہ نہیں رخ حسن کھینچے اب و تاب سواد کھیرے لہجے رخ کا اور اسکا ہو گیا اکبار فیصلہ بہر نرسے شعاع رخ دلفروز سے</p>
<p>پرویں جہا نہیں اسکی جھلک تہنریک حیرت کا آپ کرتا ہے اقرار آئینہ</p>	
<p>یقیناً آگ میں رکھنا س دلوں پرورد دلوں میں تھو لو آہنی دیوار ہے پرورد جہاں ہم وہ جہا کا کال ہے بیجا پرورد وہ یہ ہودہ ہیں دیر کھینچا پرورد سوار نام تم آہنی دیوار ہے پرورد کھٹکتا آہنی کھوساں پرورد</p>	<p>بقائے عفت و عصمت کا اس پرورد اگر شیر ہو بہت کچھ بھی نہ دے پرورد رہے دیوار یورپ میں اگر دیوار پرورد بہت سخی بیوں کا آج دیوار پرورد اگر کیسی ہی نظر تیر ہوں مانتا نہیں پرانی عورتوں کو گھورنا جو بد نظر ہیں</p>
<p>ہوں باجوج و باجوج اسکے پر ہمدرد نہ چاٹا جائیگا وہ آہنی دیوار سے پرورد</p>	
<p>یقیناً زمیں کے سے دریا زیادہ زباں کاٹ لڑکے جو رو یا زیادہ</p>	<p>میں شب کم رہا اور رو یا زیادہ شب و فصل مرغ سحر یاد رکھنا</p>

اسنی وجہ خط میں نہ لکھا زیادہ  
 نہ لیں زیادہ نہ دین زیادہ  
 اگر نہ شمشاد اتن زیادہ  
 خدا جگو دیتا ہے جتنا زیادہ  
 خدا کے کرم پر پھر وس زیادہ  
 ملایا ہے شاید تمیر از زیادہ

میں نازک مزاجی سمجھ ہوں مقاصد  
 دو بوسے لیے اسنے دو گالیاں دی  
 وہ سپرین کیلئے آرہا ہے  
 وہ اتنا ہی بنتا ہے حرص مجسم  
 عمل پر مجھے اعتماد اپنے کم ہے  
 جو آنکھیں ترے خاک سے درپوش

مجھے الفت زلف جب ہے پرویں  
 بتاتے ہیں وہ جوش سود از زیادہ

سبھی ایسے ہوتا ہے الم اور زیادہ  
 دیکھیں بڑے کس کا قدم اور زیادہ  
 مقبول ہو سے درد الم اور زیادہ  
 آپ ایسے بھی ہیں سبتر قدم اور زیادہ  
 بڑھ جاتی ہے تعداد قسم اور زیادہ  
 دشوار ہونی راہ عدم اور زیادہ  
 بڑھتا ہوا شوق قسم اور زیادہ  
 ہونا ہے مجھ شوق صنم اور زیادہ  
 کیسے ہیں اناک میں دم اور زیادہ  
 گردن و جان کی خم اور زیادہ  
 دیتے ہیں اسے اہل حرم اور زیادہ

کیوں آپ مجھے دیتے ہیں غم اور زیادہ  
 کہ ظلم مجھے میری قسم اور زیادہ  
 وہ کرنے لگے جب سے قسم اور زیادہ  
 سنتے تھے کبھی غم کو یا حضرت زاہد  
 جب جھوٹ منوانے کی ہوتی ہے ضرورت  
 دنیا کا رنہ صفت دشوار کبھی مجھ کو  
 تعریف کروں جو روجفا کی لہریں غم سے  
 بتانے سے جتنا کہ مجھ پر کئی ہیں لوگ  
 کان آنکھ بھرا کر کے ہیں قسمت باندیش  
 سمجھے نکوئی جو روجفا پر ہونا دم  
 اسے یاد نہ حسن خود نہ سوزنا کے



مسجدی کے سایہ میں سے میخانہ بھی غلط  
جو مقصد اصلی ہوا ہونہیں سکتا  
امید نہیں رکھے پیکانِ نظر سے  
جتنے وہ تھے ہیں شاد و گرا

اے ہوتو اک چار قدم اور زیادہ  
رکتا ہے یہیں اے قلم اور زیادہ  
مخفوظ ہیں صیدِ حرم اور زیادہ  
لیتا ہے وہ جھک جھک کے قدم اور زیادہ

دو ہاتھ سوا اسکو لگانے پڑے پرورد  
عشاق میں جب ہوں ہم اور زیادہ

اہلِ فاکے ہاتھ نہ اہلِ جفا کے ہاتھ  
فسوس میں لوگتے کیا دعا کے ہاتھ  
دل بک چکا ہے عشق میں اس بابا  
وہ اسکا مجھ سے لطف عنایت کا ہاتھ  
میں تباہوں کتنا غم و بوج گھٹ گیا  
ہندی لگا کے بانہوں میں اسکو  
بے بسک ہے من میں ان چوڑو نگاہ قدم  
وہ چاہا زیور نہیں زمانہ میں فردہ ہیں  
تیرے قدم سے چمن حسن کی بہا  
پڑھتے ہیں لالہ رخسار پرورد  
دیکھو سکت مچوتی ہوتی ہے یا نہیں

نیکے بدی ساری جہاں کی خدا ہا  
باب قبول تان گئے التجا کے ہاتھ  
الفت میں اسے شرم ہماری کے ہاتھ  
اور غیر کو بگڑ کے جھڑکنا چھوڑ کے ہاتھ  
گردن میں اسنے ڈال دیے جٹ پا کر ہاتھ  
باندھو گئے ہیں اصل ہا زور دھنا کر ہاتھ  
کھاتا ہوں میں قسم تر سے سر کو لگا کر ہاتھ  
اور دل ملائے گا مجھ سے ملا کے ہاتھ  
لیسی ملائیں گے جو باد صبا کے ہاتھ  
دیتا ہے سرو قد کو میں اٹھ کے ہاتھ  
ہٹ جاؤ میری لاش کو جس کم لگا کر ہاتھ

پرورد نے بیوفائی کا شکوہ جو کچھ کیا  
لو پھیر کر وہ ہنس دے منہ کو لگا کے ہاتھ

جہاں نہیں ہے یہ فیض عام کعبہ  
 فرشتوں اور کچھ اونچا اٹھاو  
 زہے نور و صفائے نصحن دیوا  
 رسول اللہ جب تشریف لائے  
 خدا کے سامنے سمجھو کہ پہونچے  
 دکھائیں کہ رسول اللہ عجیب از  
 مسیحاً چرخ چارم پر چو پہونچے  
 دل انا ہے ہر جا اسکا پتھر  
 کہیں یہ فلک کھائے نہ ٹھوکر  
 جو حج کر آئے وہ ہی جانتے ہیں  
 گرفتار محبت سے زمانہ  
 بسیل شربت کو تر لگی ہے  
 وہی کہلاتے ہیں ہاں حور و غلام  
 خلیل اللہ حبیب اللہ دونوں  
 زمیں ہو یا فلک سب اسکے خادم  
 جو دولت مند حج کرنے بجائے  
 پلٹ اے قلنہ محشر پلٹ جا

جسے دیکھو وہ ہے خدام کعبہ  
 فلک سے جائے اچھے نام کعبہ  
 سحرِ طعنہ زن ہے شام کعبہ  
 گرے سجدہ میں سب اصنام کعبہ  
 لیا جس وقت دل سے نام کعبہ  
 کہیں انت بنی اصنام کعبہ  
 تو یہ سمجھے کہ یہ ہے نام کعبہ  
 جہاں ہے بندہ بے دام کعبہ  
 جھکے اخلاقاً آخر بام کعبہ  
 خوشی سے بڑے تھے الام کعبہ  
 جہاں بھر میں بچھا ہے دام کعبہ  
 بنا ہے چاہ زفرم جام کعبہ  
 یہاں جو ہیں خاص و عام کعبہ  
 اک آغاز اور اک انجام کعبہ  
 یہ فراش اور وہ خیمہ کعبہ  
 وہ بیشک ہے تہ الزام کعبہ  
 نہ اکھڑینگے کہی اقدام کعبہ

جو حج پوچھو تو ہے یہ بات پر وہیں  
 ہیں مخدوم جہاں - خدام - کعبہ



<p>کھس قدر انکو بدلتی ہے الہی توبہ          نیک نامی یہ کمانی ہے الہی توبہ          واہ کیا دل میں کمانی ہے الہی توبہ          کھنسی دیدہ میں صفائی ہے الہی توبہ          بات کیا جلد اڑائی ہے الہی توبہ          آج پھر غم کی چڑھائی ہے الہی توبہ</p>	<p>شخص بھی نہیں بجکے یہاں تک          دل لگی آپسے کی خلق میں نام ہو          چاہ کر تمکو بھلا اور کو کئیو کر چاہو          نیکے چھین کے دل میں نہیں چھین پر          بوسہ مانگا تو کہا شکر خدا اچھا ہوں          نہیں معلوم کہ کس شخص کا منہ دیکھا ہے</p>
--	---

کو چہ عشق کی سچ پوچھو تو منہ پر روئیں  
 کس قدر خاک اڑائی ہے الہی توبہ

بلکہ معشوق پر جفا ہے یہ  
 اپنے دشمن پہ کیوں فدا ہے یہ  
 مجھ سے عاشق پہ کیوں جفا ہے یہ  
 رو دیے قبر پر ولا ہے یہ  
 عشق کے جرم کی سزا ہے یہ  
 تیرے بیمار کو شفا ہے یہ

جان دینی کبھی کچھ وفا ہے یہ  
 دل وحشی کو یہ ہوا کیا ہے  
 ہوش میں آتو ابے بت طنز  
 مار کر بھی نہ تج کو صبر آیا  
 گالیاں دیں قریبوں ہم کو  
 موت آجائے کر تو جی جائے

دل پر روئیں کو دیکھو رکھ کر ہاتھ  
 ہاتھ رکھنا بھی کچھ خطا ہے یہ

(۸)

دنوں عالم کے سلطان رسول عربی  
 ہے یہی خلق کا ایمان رسول عربی  
 جہاں میں صاحب ایمان رسول عربی  
 میری ہستی نہ ہو ویران رسول عربی

آپ کے ہاتھ سے میدان رسول عربی  
 اس میں نوح تا جو کہ ربان رسول عربی  
 دونوں عالم کے نگہبان رسول عربی  
 کل یوم ہونی نشان رسول عربی  
 جو ہوا ایسا جہان رسول عربی  
 چلنے دینا نہیں شیطان رسول عربی  
 آپ ناسخ ادیان رسول عربی  
 بنجو قہ سے یہ اعلان رسول عربی  
 نفس نوح کا طوفان رسول عربی  
 یہ بھی ہے آپ کا فیضان رسول عربی  
 ایک دن کی ہے جہان رسول عربی  
 اسکا اللہ نگہبان رسول عربی  
 یہ لیا دید کا ارمان رسول عربی  
 کھے کہی آپ کے جہان رسول عربی  
 لامکاں پر ہو سے جہان رسول عربی  
 سب سے آپ کا احسان رسول عربی  
 خالق جب ہوگی پریشان رسول عربی

حشر کے روز کہ ہر شخص پریشان  
 چاک میں گرتا ابھی جا تہستی اپنا  
 میری مدد یہاں بھی شفا وہاں بھی  
 تازہ تر جھلو سے ہیں باب بصیرت  
 ناز کا خوف نہ جنت کی تمنا اسکو  
 شرع کا راستہ سید ہا لگ رہا ہے  
 آپ کا سکھ و خطبہ ہے جہانلی وقت  
 آپ مختار دو عالم ہیں خدا کے نائب  
 سچ تو یہ ہے کہ ڈبریا ہے اسی تجکو  
 آپ کے دین کی تباہی جہاں نہیں  
 تو تم کا حال بھی ہے تو ہماری شوکت  
 ہو چکی ہے تری اسی سے تیرے تیرے  
 ہم نے اس وقت ہو ہا ہماری سمت  
 یاد آتا ہے مدینہ کا سماں صل علی  
 یہ فقط آپ کا رہتا ہے کہ مخرج کی  
 مرض شرمک سے دی آپ نے دنیا کو شفا  
 آپ ہی سب کے قیامت میں دلا اللہ نے نجات

یہ کینہ آپ کی پروریں تو ہے نہا کیا خیر  
 احاذال آپ پر قرباں رسول عربی

بھولی باتوں پہ پیارا آتا ہے  
 لو مراد شہسوار آتا ہے  
 گر یہ بے اختیار آتا ہے  
 انکا ہر ناز انکا ہر غمزہ  
 دیکھ کر مج کو شوخیوں نے کہا  
 کیا کیا ایک جوان ہوتے ہیں  
 بیقرار ہی بھی اتنی کہتی ہے  
 دیکھ کر دل کو بولا چاہ ذوق  
 ہم نشیں انکے عہد و پیمان کا

اور بے اختیار آتا ہے  
 آفت روزگار آتا ہے  
 اور پھر بار بار آتا ہے  
 جان کا خواہستگار آتا ہے  
 دیکھنا وہ شکار آتا ہے  
 رفتہ رفتہ ابھارا آتا ہے  
 دیکھتے کب قسدا آتا ہے  
 وہ مراد غبار آتا ہے  
 مج کو اور اہمیت بار آتا ہے

ہائے پرویں کو شدت غم سے  
 در دہرے ہے بخارا آتا ہے

سب کی یہی خواہش ہے کہ میں گونہ زبان سے  
 صورت عیاں نہ کہوں نگاہیں زبان سے  
 تیور سے عیاں نہ کہیں وہ زبان سے  
 یہ تو کہو اس شان آتے ہو کہاں سے  
 لکھتا ہوں اس حرم شمال کی دریا  
 جو کہتا ہوں اس حرم سے دم دیتا ہوں شہر  
 لبتہ نگر ظلم میں اس شخص کی تقلید  
 اللہ رے صیاد کہ دن ہو گیا بسکل

ہم بھی نسیں حلائی کو کوئی ہلکونہ بھا  
 پوشیدہ ہیں واقف اسرار نہاں سے  
 ہیں تو مینا تر مری فریاد و فغاں سے  
 یا حور نگارئی سے گلزار جہاں سے  
 مضمون چلے آئے ہیں گلزار جہاں سے  
 فرماہیں دیجے یہ کسی اور کو جہاں سے  
 اے پیر فلک تو نہ برا بھلا کا جہاں سے  
 چلنے بھی نہ پایا تھا ابھی تیر کہاں سے

<p>تم چاہو تو زندہ چمکے کرو و ابھی ہنسے</p>	<p>جس طرح کہ مردہ کیا دم بھریں نہیں سے</p>
<p>ہر وقت ہے پرویں مجھے عجبی کا تصور</p>	<p>جانا ہے پلٹ کر وہیں سے ہر جہاں سے</p>
<p>پھر سکو کیا تردد روز شمار ہے          ختم رسل ہے خاصہ پروردگار ہے          اے قلب مضطرب تجھ کیوں انتشار ہے          دنیا تری خدائی ہے عجبی نثار ہے          تیرے رخ مینر کا آئینہ دار ہے          الفت ہے جسکو تجھ سے وہی شکار ہے          کیا کیا خیال خاطر امیدوار ہے          دونوں جہاں میں ابڑا اختیار ہے          مہر پہ عظمت و عز و وقار ہے          لیچل صبا اڑا کے یہ شبت بچار ہے          خم اسلئے سپہر عقیدت شمار ہے          جنت ہر خوشن خیم کو کیا انتشار ہے          نور خدا ہے حرمت پروردگار ہے          اچھا جمال قدر کا آئینہ دار ہے</p>	<p>جب اب یہ شمع حق امر زگار ہے          نابینا ہے حرف سے قرآن کی مصطفیٰ          ایک صبا مدینہ آتا ہے صبح و شام          مختار دو جہاں تو محبوب کبریا          گرد و نوا آفتاب جو روشن خسرو          یہ صبا کھدیا خدانے کہ حشر میں          آنکھیں مویں اور خاک مینہ ہوا دریں          بیشک تو سچے باعث ایجاد کن جہاں          ہرزوہ خاک راہ مدینہ کا دوستو          بیتاب ہو رہا ہوں مینہ کی شوق میں          لیتا ہے یہ بلائیں مدینہ کی بار بار          لو اہل حشر وہ لب معجز نما کھلے          بے سایہ تو ہے سایہ خلاقی و جہاں          دیکھا جمال پاک تو ثابت یہی ہوا</p>
<p>پرویں جی اے فدا کی شمع نام ہے</p>	<p>کیا اسکو خوف پریشی نوز شمار ہے</p>

یہ دلوں کو کیا طلال ہے کیوں اشکبار ہے  
 سیمار نور یا رصاف اشکار ہے  
 دل شتیاق مدنیہ میں آج کل  
 سایہ پڑے گوہر دنداں کا اسلئے  
 بوسے مدنیہ لیکے چلی ہے عیسوی صبح  
 گر حسرت زیارت مرقان مصطفیٰ  
 تیری نگہ سے اہوے وحشی خوشگوار  
 نقش سم براق ہے یا ماہ آسمان  
 گل نے کیا ہے چاک یہاں بزم  
 و اشمس تیرا طرہ دستار بانی  
 تیری زیارت سے شہ و دلیل و لفظ  
 گر بیٹھے بیٹھے بھی فرہوں روے یا  
 پیرا من شفاعت عالم تری لئیے  
 محشر میں طر قوا کی صدائیں بلندیں  
 یہ حال ہے فراق مدنیہ میں بانہی  
 اکسے کہ سر سے ہا یا خاک کو بورد  
 صنعت سوا پیے روے محمد بنیاد  
 دار و مدار کون مکان تیری ذات ہے  
 گر چند روز اور جہاں میں جیے تو کیا

کیا خوش عشق خاصہ پروردگار ہے  
 احمد جمال قدس کا آئینہ دار ہے  
 مانند مرغ قبلہ نامی قرار ہے  
 ہجر عرب میں حج کے گہر آبدار ہے  
 گلشن میں آج آمد فصل بہار ہے  
 برجھی بنے تو سینہ عاشق کے پار ہے  
 تیری کند زلف کا عالم اشکار ہے  
 مہر نسیر یا ترا آئینہ دار ہے  
 سبیل بال کھول دئیے اشکبار ہے  
 یسین ترے گلے مبارک کا ہار ہے  
 کیونکر کہوں کہ رویت پروردگار ہے  
 تو یہ بھی مجھ پہ ایک ستم روزگار ہے  
 کیا چست جامہ اقدار حشرت سحر ہے  
 اتا ہے کون کسبہ شفاعت کا ہار ہے  
 لب خشک چہرہ زرد دل داغدار ہے  
 خاک ترغا سودہ مشک تھار ہے  
 نقاش باغ دہر عجب دستکار ہے  
 تھمے نبات گردش لیل نہار ہے  
 تیرے بغیر اور جہاں مثل دار ہے



روئے نبی کا مجھ کو تصور باہر گھڑی  
فضل خدا سے دل مرا امینہ دار سے

پرویں بہت سے عاصی در ماندہ نبی  
تیری نگاہ لطف کی امید دار سے

صحرا کی کسی خاطر فرس ز مردیں ہے  
یہ جسم ہے وہ جان کے نقش و نگین ہے  
نفس لعین تمگ یک راستہ میں ہے  
بہو بچا اگر مدنیہ لورب العالیں ہے  
دشمن کی مفسر پیشانی میں ہے  
ایسا کوئی کرم ایسا کوئی حسین ہے  
تو اسکا، تنفس ہے وہ میرا، تمہیں ہے  
ساغر ہے مہر انور ساقی میں ہے  
صل علی سر پال گلشن میں میں ہے  
نوا قباب دنیا تو ماہتاب میں ہے  
دوش نبی سہنتی بازلف عنبر میں ہے  
تن ہند میں ہے ہر شے کہہ کہہ میں ہے  
پیشانی ہے شادہ اور سرم میں ہے  
ہمد ہمیں نبی کی ہر بات کا فقیر ہے

کسو اسطے زمانہ شک نگا پر جس ہے  
عشق رسول اکرم دل سے ہوا تو ام  
شیطان سے بچے گر کیا مطمئن ہو خاطر  
ہوں سپہ بقیہ نینہ مارا ہے کسی نے  
ولیل اذا سحی کی تفسیر زلف احمد  
شمس و قمر سے پوچھو دنیا میں تم بھڑ  
لفظ دنی سے شاہایہ ہو رہا ہو پیدا  
مینا کے بدلے وہاں پر ہے سلسبیل کوثر  
ورد زبان گل ہے وہ خاتم المرسلین  
انجم کے انجن میں ذکر ہو رہا ہے  
باد صبا یہ کیا نافر کوئی پھٹا ہے  
دل ہے سود نینہ جاں بلا یہ بائیل  
کس شان سے چلے ہیں امت کو خوشنوا  
وعدہ فاکرینکے کوثر یہ وہ مینکے

پرویں ہمارے دل میں اور دل کی آج کل  
جز عشق رواجہ فکر دیگر نہیں ہے

سگ در بنکے ہوں جسے کھانا نہیں  
 آپکا نام جیوں ہاتھ میں لیکر سمرن  
 جلوہ خاص آہکیں مری روشن گنج  
 چھوڑ کر عشرت عالم ترے روبرو ہیں  
 چشم فیض سے ہو جا اشارہ ساقی  
 گرچہ ناقابل نسبت ہوں گمراہ شاہ

میں بھی ہوں اک نبی سیراٹھ کتا ہی  
 غیر کا ذکر نہ ہو دلیں سمانا ہے ہی  
 یہی حسرت ہے ہی ارمان منا ہے ہی  
 نفس ارہ کا ہاتھوں مٹانا ہی  
 مے الفت کے یہاں بچاؤ کا ہے ہی  
 آپکا فیض بھی اک عام بھروسہ ہی

اپنے دیدار سے پروں کو مشرف ہے  
 اصل مقصد ہے ہی اصل مٹنا ہے ہی

موت تر ہے کہ نالہ بے اثر ہے  
 زمیں پر تم دماغ افلاک پر ہے  
 مری دل و نون طرف یکساں نظر ہے  
 لگاؤ تیرے قمر گاہ شوق سے تم  
 وہ تنگ چلتے ہیں کس ناز کے ساتھ  
 ادھر ہے خال ادھر ابو خمد  
 بڑی مشکل ہے یوں دل چھین لینا  
 جہاں سجدہ میں ہے قبلہ کی جانب  
 غم جاناں کہتا ہے مراد دل  
 دل نہیں بھی یوں ہے افسوس

مرے دل یا ترے دل کو خبر ہے  
 یہ کیا انداز سے رشک تر ہے  
 زمیں پر تم قمر افلاک پر ہے  
 یہ پہلو ہے یہ دل ہے یہ جاگ ہے  
 یہی نخل جوانی کا کمر ہے  
 حسینوں کے لیے تیغ و سپر ہے  
 تری باتوں میں جہاد کا اثر ہے  
 مری خواہش در جاناں کدھر ہے  
 رہا کر شوق سے تیرا ہی گھر ہے  
 نہاں حبط ج تھیں میں سر ہے

خدا را شام سے رو نہ پروں

ابھی سر بھوڑنی کورات بھر ہے

ظالم ہے مست لہر شوق کا بہانہ  
 بے موت مارے ہوشفا کا بہانہ  
 دیتے ہو محو بکوز ہر دو اکا بہانہ  
 میں غم بجاتا ہوں عاکا بہانہ  
 واللہ غضب کا حیلہ بلا کا بہانہ  
 میں جانتا ہوں ناز و ادا کا بہانہ

پی ہے خوشی سے خوب و اکا بہانہ  
 تم جانتے ہونو ز میں دل در مجھ سے  
 لیتے ہو وصل میں بھی کچھ چین چکیاں  
 تم دونوں ہاتھ اٹھا کر مجھے خوب کھلو  
 ہندی لگا کے لیتے ہر توبہ وصال  
 مطلوب ہے شکار کرے وہ جہان کو

عادت ہی ہے خدا کی بنا نا بگاڑنا  
 یرو میں فرسقا بقا و فنا کا بہانہ ہے

اجل آتی ہے کہیں میں ٹلنے کیلئے  
 شمع آئی تھی فقط بزم میں جلنے کیلئے  
 یہ ہے کہنے کیلئے ہر کوئی اچلنے کیلئے  
 کشتا شمس کے ہیں ان مان گئے کیلئے  
 پاؤں چلنے کیلئے ہیں چلنے کیلئے  
 پاؤں امداد ہیں وقت پاس کیلئے  
 کچھ کھلونے ہیں بچوں کے بہلنے کیلئے  
 عمر بھرا بکھت افسوس میں ٹلنے کیلئے  
 جام بھرنے کے لئے تم میں آؤ گئے کیلئے

جان امداد ہے دم بھر میں نکلنے کیلئے  
 تری انگشت حنائی سے مقابل انہوں  
 دہری دہری مجھ سے محبت میں مصیبت دلیر  
 ہے شب وصال مرے دل میں نکلے بریا  
 خود ہی مر رہے دل اسکو کچھے یا مال  
 وا غلط شہر ہیں اک فقہہ میں لہر شوق جلا  
 تر ہونو ز ہو مرگنا ہوں با احوال  
 چٹکے غم کے ہتے وہ لگا کر ہندی  
 ہسکو ہے سلیسے بسینے یہ پرانی تعلیم

انگھی بزم میں یرو میں بھی تو کیا ہر الزام

یادوں خشک ہیں خدا نے اسے پیڑھے چلا کر لیا ہے

کہا مان جاؤ پھر ہو گئی ہے  
 سنا ہے انہیں بھی خبر ہو گئی ہے  
 خدائی اور ہوتے اور ہوتے گئے ہیں  
 یوں ہی رونے رونے پھر ہو گئی ہے  
 ہماری دعا کا رگہ ہو گئی ہے  
 پڑی ہے جاہر کار گرو ہو گئی ہے  
 تری آنکھ بھی فٹنہ گرو ہو گئی ہے  
 تری ٹھوکروں میں بس ہو گئی ہے  
 یہ کالی بلا میرے سر ہو گئی ہے  
 تیرا کو نہ رو کر سو ہو گئی ہے

شب وصل ساری بس ہو گئی ہے  
 محبت خدا جانے کیا رنگ لائے  
 قیامت کے بدتر ہے ان کا بھگانا  
 ہمیں بدتر ہے ان کا بھگانا  
 اگر آج شریک نہ آجاؤ تو جانیں  
 نظر ہے کہ بجلی ننگہ ہے کہ خنجر  
 فلک اپنی فتنہ گری پر یہ ہو گئے  
 مقدر پر اپنے ہونا زکیوں کے  
 تصور ہی انہوں پھر گیسوؤں کا  
 مرانتیں کرنا اور ان کا کہنا

ہمیں جو صلہ اسپین پہلا سا پیروں  
 سر کے دل کو تیری نظر ہو گئی ہے

دلکو جو چھین کے بیساختہ ہیں کس کا ہے  
 گل ساز کس کا غنچہ سادہ ہیں کس کا ہے  
 گل ساز کس کا غنچہ سادہ ہیں کس کا ہے  
 کچھ تو فریے یہ عمل میں کس کا ہے  
 بیوطن کون کہاں اور وطن کس کا ہے  
 جز قریب اور لقب متفق میں کس کا ہے

خبر تو یہ کہ درگاہ کی تھیں کس کا ہے  
 دہر گزار ہے لیکن جن کس کا ہے  
 جو سدا پد ہے ترار شک جن کس کا ہے  
 لب پہ گویائی کا قبضہ کہ خاموشی کا  
 جس طرح آئے اس طرح چلا جانے کے  
 جسکو خط لکھا ہم بھی جن در دار کس کا ہے

امرا کے پیش کی غراب اس سے تنگ  
رخ سمن نغچہ دہن لالہ بدن قد شمشاد  
مجکوالزام بہت ہے ہیناج صم لیسکن

پہلے کسکا تھا اور اب چرخ کھن کھنکا  
غیر کاس ہے کہ مرا کچھ یہ جمن کسکا ہے  
یہ بھی فرمائیں کہ بے داغ چلن کسکا ہے

مجکوشکوہ ہائیں لیکن تباہیوں کو  
تیر سینہ میں مرے تیر فکلن کسکا ہے

زندگی میں کیا تھا لطف و کرم میری  
اسکے مجھ اپنے گھر چائیں آسکا وہی  
واہ کیا الطاف ہے مہر و کرم غیر و حق  
گنہدین بخرن بھان رکو چو بھڑیل  
فتح گردنیا کو تو اور میں کہو ان کی شینا  
توسرا یا حسن اور میں آیا عیب مول  
کو چہ لغت میں کیا آیا قیامت کئی  
یادشا ہو گیا میں چیرہ کی ہوا اسکا قیر

روتے ہو کیوں مردان ایام میری  
ہو چکا ہوگا انزل میں جن رقم میری لئے  
واہ کیا انصاف ہے جو روم میری لئے  
ہے ابھی خالی ٹراٹک عدم میری لئے  
ہے عاتے مناسب اور رقم میری لئے  
ملج تیر لو اسطے اور رقم میری لئے  
سیدلوں خطر ہو جائے تیر لقمے لئے  
کاشمیر دروزگی ہے جا جم میری لئے

سب میں داخل نہیں کروں میں اب ہوتے ہیں تیار  
لہے شے  
اجکا صرف کیا جتن لقمے میری لئے

خدا کی دعویٰ نعمت سے عقل کام تو لے  
نکو معالجہ کرے ہے کو تو تھا تو لے  
شب اوق نکر اجتناب نشہ سے  
مرے غبار بنے خال جھونکے سے کھنکھن

نکو مضایعہ میں ان وجام تو لے  
اگر کلام کی فرصت نہیں سلام تو لے  
اگر تو نخبہ نہیں ہے شراب خام تو لے  
کسی طرح ہو رہیوں سنسے تنہا تو لے

<p>قربا کے میرے نہ یہ میرا نام تو لے ہمارے باب میں تو نے رے خاص تو لے تو اپنے ہاتھ میں دنیا کا انتظام تو لے خدا کو اسطے تو بل سنبھال جا تو لے</p>	<p>میں اور آپ کی غنیمت کروں ذرا حلال کر نیسے پہلے کیا ثابت کر گر ایک شخص بھی ہو محرف تو ضامن یہ بیچو مے گلگوں مجھے پلا تو نہ ہی</p>
<p>تھیں قابل خدا</p>	<p>ہے میرے ذہن میں پرویں امیدواری میں دو چار روز کام تو لے</p>
<p>مرا گرو کس را یا اک چمن ہے میری خلوت بھی شک چمن ہے مرا دل اس سہی قد کا چمن ہے مرا سینہ عجب شک چمن ہے کمال عقل اک دیوانہ چمن ہے کہ شیریں سخن ہے نل و من ہے تو مطلع اس کا چاک بیرون ہے تو پھر کیوں یہ خیال ما و من ہے مرا سینہ ہے یاد دار لہ من ہے</p>	<p>نہ تہا سرو قد عجب ذہن ہے ہجوم حسرت و حرمان و غم ہے نہ بتجانہ نہ کبہ ہے نہ ہے عرش ہزاروں داغ ہیں لالہ کھلا ہے جنون موتا ہے چھا جاتی ہو حیرت یہ وحدت کی محبت کے اثر سے ہے داغ دل اگر خورشید تاباں اگر باقی نہیں ہے وہ تم ہستی غم الفت غم فرقہ غم دل</p>
<p>یہاں کچھ امتحان دینا ہے ورنہ فضائے قدس پرویں کا وطن ہے</p>	<p>یہاں کچھ امتحان دینا ہے ورنہ فضائے قدس پرویں کا وطن ہے</p>
<p>اننگیاں انھیں زمانہ کی جد ہر تو نکلی روئے کیوں کیوں اگر کچھ سوسا نکلی</p>	<p>ایسا اللہ کرے نام جیسا جو نکلی اپنی تقدیر کو روتا ہوں تمہارا کیا کر</p>

کج صحبت کی پوچھا تو میری سبک  
 پر نہ بیرون میں کیونچا ہمارا پورا  
 بولے مینان صحبت میں چھو قول لیا  
 سہ اوں کر نیکی کو لوئے نسو ملی کر  
 لطف آئیر ستم ہے کہ نہ کج بول  
 دل ہ کیا دل ہے ہر ہوس تم  
 کیسو بکھے ہی سے نسوں کے کام آینا  
 جو لو اس کے جو اپنے سکے ہا کر ستم  
 ستم کج تاش وصل میں بھی  
 نہ دل کا نہ از جا بیک آئید کرے  
 بیج تو یہ ہے کہ جو مینان نظر میں لیں

مراد جی اٹھنے میں جس جہاں ہو سکے  
 حضرت ال بھی غرض ستم نہ ہو سکے  
 جہاں سے لیس کہ تیر تر ازو نہ لے  
 آئیکہ کے کج ستم ایجاد نسو سکے  
 بات ہ کرے ہن میں کج دی ہا ہو سکے  
 آجھ کیا آجھ نہ جس میں کہ ہی نسو سکے  
 ستم کج ہی غضب تہر یہ چھو سکے  
 اور یہ تا کج خیر دار نہ نسو سکے  
 میر کہہ سے نہ اہی ہ جفا جو سکے  
 جان عاشق کی تمہا کہ نہ الو سکے  
 حسن یہ ستم تر اپنا سک تر ازو سکے

دل نہ دے بیٹھنا بھو لیسے تم اسکو پورول  
 کجا خیر کسا دل آزار وہ کاہو سکے

طرح خوش بھی ایدل عجب مسان ستم  
 ستم میں نہ آئیں حل ستمی کوئی ہر  
 ہلے دیکھے ستمی مسان ستم میں  
 دل آہو ستمی ایدل ستمی کوئی ہر  
 ستمی کوئی ہر ستمی مسان ستم میں  
 چھو ستمی کوئی ہر ستمی مسان ستم میں

ستمی کوئی ہر ستمی مسان ستم میں  
 کھیں ایک تر ستمی کوئی ہر  
 کہ وہ ستمی کوئی ہر ستمی مسان ستم میں  
 ستمی کوئی ہر ستمی مسان ستم میں  
 کہ اس ستمی کوئی ہر ستمی مسان ستم میں  
 کوئی ستمی کوئی ہر ستمی مسان ستم میں

شہ کی یاد میں زمرہ صلیان ایسا مسکین ہے  
 ہرے ہم جیسے عاشق آقربا ملک کو دوز  
 برا ہو سخت جانی کا مرا سبک ٹوڑا  
 کیا کرتا ہو وعظا روز غلبت باخو غل  
 ہنس جانی نہیں گس دو ٹکو خاک ہی ملانا

جسے سرب خا کرتی ہیں ہم کھولوں کا دستا  
 کوئی ہو جو چاہے یا ہو کوئی تاجی کہنتا  
 تمہاری تیغ لونی بڑی طرح اسکتا ہے  
 پرانی ال میں جھنجھٹ اپنا منہ جھلکتا ہے  
 اگر تو مرنے سے پہلے کوئی شیخ نک ستا ہے

سہا بھگی صورت بھیج رہی روئیں کی مرنے  
 پر اب ناقدر انوریں دل سے خواہتے ہے

کیا پوچھتے ہو سحر میں کس طرح ہم رہتے  
 ملنے کی آہیں کہیں مچھتے ہو کے غم رہے  
 جو رو جفا سے ہی کہیں لطف کرم رہے  
 لاکھوں برس اگر ترے کوچہ میں ہم رہے  
 ساتی کا لطف پیر مغال کا کرم رہے  
 مطلب ہے تجھی پیر مانہ رہے فدا  
 آئی ہمار تو یہ کن جام مے لینے  
 گھر کس کا نام کو کہیں مسجد ہو رہے  
 انساں ہنسے تو انسا کہہ انسو تک رہے  
 دلیرانہ ترسے باغوں میں رہے  
 سو خبر بیوں کی جوبی ہر شے شہسوار  
 تھکو تھک رہے کو دنیا میں سال سے

صد ہا قلع ہزاروں لم لاکھوں غم رہے  
 دنیا میں جیسے آے دو عالم میں ہم رہے  
 ہم تو ہمیشہ تیرے مشق رہتے رہے  
 عشق کے دن رتوں میں جی رہے  
 جام سفال کا تمہیں با جام جم رہے  
 میری بیا دیر رہے یا حرم رہے  
 بالائے طاق ہی رہی تو ان ہم رہے  
 عاشق کی ہو رہے تیرے ہونے میں رہے  
 روئے تو اس قدر کہ نہ اٹھائیں ہم رہے  
 رلفوں میں کیا مفدا یقو کیرج و ہم رہے  
 سیاہی نظر کے ساتھ آفرین رہے  
 تم جسے کم رہے ہونے ہم سے کم رہے



عشق تباں میں حل نہیں ہو سکتا کوئی شہر  
 صبح تری نصیحتوں کو دور سے سلام  
 مرنے لگے تبول پر تو مرنے کا خوف کیا  
 گستاخی معاف جوانی میں ادھی  
 زندہ نہ مردہ ناک میں دم ہم تو بھر بھر  
 الفت میں اچھے اچھے ہوتی ہیں  
 الفت ہی تو اپنے تو کر دیا مجھے  
 غیروں نے ٹکومتنے مجھے سچہ کر دیا

گر پاس نام و ننگ سے ہر قدم رہے  
 میں باز آیا مجھ پہ ہمیشہ کرم رہے  
 دم مار عاقبتی میں تو ثابت قدم رہے  
 ثابت قدم رہے نہ ثابت قدم رہے  
 بربخ میں درمیان موجود عدم رہے  
 پاس در ہے نہ لحاظ قدم رہے  
 کیا خوب اور حضور ہی ہم کی ہم رہے  
 پہلے سے ہم رہے ہونہ پہلے سے ہم رہے

اک سر ہزار سودا کا پروں علاج کیا  
 پہلا سادل ہا ہے نہ پہلے سے ہم رہے

بچہ طبیعت اچکا یا ہون کھرائی ہوئی  
 ہا کے رخا رنگ صبر و شکیبائی ہوئی  
 لیسبا جلتی ہے کیوں اسد بڑا ترائی ہوئی  
 وصل میں اچھی طرح جب یاد نہ مانی ہوئی  
 شب جمع جب برومقرا گالی صفت لائی ہوئی  
 ہاے میری سقیراری اور اتکا اضطرار  
 خیر تان پہنچا گئے سارے عزیز و اقربا  
 ہاں میں ہیں تیرا جان دیا ہوں ہمیں ہوا  
 ٹکڑے ٹکڑے ہیں گئے شیشہ دل پر چور

شہر بھریں اور اسی طرف آئی ہوئی  
 وہ تری تر چھی نظر وہ آنکھ سربانی ہوئی  
 کیا نہیں تو وہی اس گل ٹھکانی ہوئی  
 اور گئی کافرین بن کر حیا آئی ہوئی  
 شہزادوں میں دگنی شرم و حیا آئی ہوئی  
 اور جلتے وقت کی باتیں وہ کھرائی ہوئی  
 کے گئے گئے پھر ترانہ تنہائی ہوئی  
 ہاں میں ہے طبیعت تو گلا آئی ہوئی  
 یہ قیامت ہے تمہارا جمال کی ہائی ہوئی

حصول طاقت سے نہ حرکت نہ خواہش نہ جا  
 بیٹھتے ہی بیٹھتے محفل میں جمع ہو گیا  
 خوب دیکھ کر یہ لوگوں کو سحرک منتہا میں  
 آبدیدہ ہو کر وہ اپنے گلستاں الوداع  
 متیں تکتا ہوں درگزر و خدارا بخشہ و  
 شکوہ عمدہ خلانی کا ملا اچھا جواب  
 حور میری طبیعت سے کیا مقدار ہے  
 خود ہی پیوڑ کھینو الو نکا سہل کیا قصور  
 رو رو ہیر جاتا ہوں کہ مس کی قسم  
 دیکھے دل غصہ میں واپس آنکو کہتیا  
 خوش نصیبی سب کے کی لہجہاں تو خود  
 جب اسنے کہ ترما ہوں تو کوسا طرح  
 رابطہ بننے پر کھلا کرتا ہے کچھ اچھا برا

دل نہیں اک لاش سے سینہ میں آئی ہوتی  
 دیکھتے ہی دیکھتے نہ جھرت لو آئی ہوتی  
 میرے دل سے ہر بھی غم کی گھٹیا چھا ہوتی  
 اسکی کم میر سوا آواز بہرائی ہوتی  
 اب تو نادانی ہوتی یا مجھے دانائی ہوتی  
 پیشگی رکھی تھی اک امید برائی ہوتی  
 توبہ توبہ یہ بھی کس طرح ہر جانی ہوتی  
 جب ناشام ہو تو خلقت تاشائی ہوتی  
 یاد آجانی ہو جب بات سمجھائی ہوتی  
 کیا تم جانی رہی یا تھہ آئی ہوتی  
 ریل بھی بھرتی ہو رہی سن آرائی ہوتی  
 تجھ کو اسے یا ابھی غم کی آئی ہوتی  
 اسنے کیا ہوتا ہو کر کس سناسائی ہوتی

عشق بازی اور سے ہر فسق ہو کچھ اور خیر  
 تیکنامی کو نکہہ پروں کہ سہوائی ہوتی

گردوں کے بھی یہ ہیں جو رسم ایسے  
 دشمن کو بھی اسد تدریج و غم ایسے  
 کہ پہلے بھی تیرا توکل جوئے صہم ایسے  
 آزادانہ تیرے دنیا میں غم ایسے

میں تجھ سے کہ ہر دم ہو ہوں کم ایسے  
 رنج بھی کہتے ہیں کہ ہوں کم ایسے  
 ہوتی نہ میری رحمت میں تیرے ہی منہج  
 جنت کی تمنا نہ ہر دم ہو میں حاشیت

و اعطی کے لقا قبول سے پہلے ہرگز نہیں  
 مخلوق کو سودانی کی سوئی کا کیا در  
 رکھتی تو قدم بہرہاں پہلیا پہنچ دل  
 مے بیٹے کے معلوم ہو کر تو اس کی حقیقت  
 کھٹ گیا اور پائے قدموں کو چھوڑا  
 ہا شہر کھلی انسان کو مرنے نہیں چھوڑا  
 اٹکا سا کوئی شعر کل بھی نہیں سنا

پھر میں اروں میں خدا کی قسم ایسے  
 بھانجیاں کی محبت سے تم ایسے نہ ہم ایسے  
 ایسے گھسے سو دنہا میں سچ و حتم ایسے  
 اور عطا نامہ دے اور دلوں کو دے  
 رستم نے یہی دیکھا نہیں شہرت و فخر سے  
 افسوس کہ خشت خزانہ نہیں ہاں سے  
 کھے اگلے زمانہ میں سچ اس فلم ایسے

پروں کے لئے تم کو کہی نہیں ممکن  
 مان پائی کہ تم نے نہیں لطف کر مے

شک کہ ہوزردا رزمیوں سے  
 خیر و خلو سے تیار رزمیوں سے  
 کھیسے طہر ہانہ جلد مار رزمیوں سے  
 اور رزمیوں کے وہ کوئی دانا نہیں  
 اہل ہے ہاں کہ ان کو نہیں سمجھتا  
 لوگ کہتے ہیں کہ دل اس کو نہیں  
 شعلہ سب سے کچھ نہ کہ دے عالم کو  
 ان نول حضرت یوسف کی دانا ہے  
 ناکے پہنچاں جانتا تھا ان کوئی  
 نہ تردد کا فرما ہے نہ سکوں کی لدا

سب سے پہلے اس کا رزمیوں سے  
 باقی نہیں رہا رزمیوں سے  
 سب سے پہلے ہوزلف گروہ دار رزمیوں سے  
 سچ دانا ہو کر فدا رزمیوں سے  
 رونے میں سب رو دوار رزمیوں سے  
 بعد اقرار کے ان کا رزمیوں سے  
 سچ پہنچ دل سے خبا رزمیوں سے  
 نہیں ٹہریا بھی خیر دار رزمیوں سے  
 جان دل میں بھی ہو رزمیوں سے  
 ہاں وہ بھی ان کا رزمیوں سے

<p>طالب صلح ہو کر اور نظر طالب جنگ ہائے دنیا میں نہیں اتنی بھی وفا آج تم تیغ بگفتہ تو صفا چٹ میدا</p>	<p>راٹ دن لڑنے یہ تیار بڑی شکل ہے جتنا گتا ہے وفادار بڑی شکل ہے کون نے یہ تیار بڑی شکل ہے</p>
---	---

جنس دل سچنے کی ہکو ضرورت پر ویں  
اور مع روم خریدار بڑی مشکل سے

<p>ارے ظالم نفس بند بجا تو نہ پہلے کیا یہ سوکھتے شاید صد مہ فرقت اسی وصالیں میں کھسا ازاں کا شور اٹھا سیرمدان رے امتحال یہ کھینچے</p>	<p>ذرا جی بھر کے دکھ لاد چوں کجاں نظر میرا نخل منا خوب لاتا تھا نہ پہلے بچا تھے نخل شرب سے کبھی غم نہ پہلے گر حرم کا کمر تو اضع اپنا پہلے</p>
---	---

بکھر مر دو روزہ یہ بھگو ہے بہت پر ویں  
محیط دہر میں زمار سے حق سے بھر پہلے

<p>بشری جب دل آجا تو یہ بد نظر ہے جہاں شان طبیعت نائل اے صلح پہلے امید رحم ایسے پر جھانپا بشر ہے زہ فکر دل کھے عاشق پروا جگر ہے اگر ہے بہت عالی غلط ہے لفظ ناکن سبق کے کتب الفت میں حسن ابرو کا نہیں سدا ہوا مساکوئی جیلاک دیش غیر روز ندگی میں سے ہر گز نہو غافل</p>	<p>کھید کا ہو رہا خود یا کسی کو اپنا کر بہت اچھا وہ بندہ جو ضبط در گزر اٹھا خنجر براں اگر تھکان بستر ہے قدم اس راہ میں کھے تو بخوف و خطر ہے اس کی قوت ہوتی ہے جو امید ظفر ہے کتاب عقل کو پہلے اٹھا کر طاق بستر ہے کہ سب سے بکھر ہو اور پھر سب کی خبر ہے مسافر چاہیے تیار اسباب سفر ہے</p>
---	---

شراب ناب اس سال شکر کو لوگ کہتے ہیں  
مرے جیسے اور جیسے کہتے ہیں  
ہوں بنانے کو کہتے ہیں  
نہو تیر کی محنت نہو نقدیر کی محنت

کہ جو امت کی صورت نہ کہیں  
قصص کا درکھلا رکھا سماں  
وہ لغت میں قدم رکھو جو دل رکھو جگر رکھو  
نقطہ فضل الہی پر جو دنیا میں نظر رکھو

زیارت کی ہر آن خیر و نیکی میں خوب لکھو  
جنہیں عظمیٰ خورشید آنکھوں پر مقرر رکھو

طالم سوال و صواب اک یہاں کی ہر  
کشتکس میں خازن خرابی جہان کی ہے  
تیا یہ حرام ناز نے محشر سپا کیا  
روہیں رہا بگی بھی سنگدراہیاں  
قاصد کی گفتگو میں نہیں سحر کا اثر  
عاشق کو اور غیر کو یکساں تو کہہ دیا  
اس شوخ کا ہے ساری خدائی کر دینے  
سوراج کرتے رہتے ہیں اس میں خدنگ آہ  
سینہ کلب تک آنا بھی دشوار ہو گیا  
نقشہ جناب کا دیکھو تم اپنی آنکھ سے

رخصت جہاں نہ تیرے نہ بیجا نکلی ہے  
اک فکر ہے زمین کی تو اک آسمان کی ہے  
یکوں زائر لیکن زمین بوج ستان کی ہے  
بساک جہا نہیں ہوں یہ آہ و فغان کی ہے  
نکلی ہوئی یہ بات تمہارا زبان کی ہے  
میرے لہر سے شہر طبرک مستحان کی ہے  
تیرے بات حیت کی نرمی بان کی ہے  
شامت ہمارے دوہیں آسمان کی ہے  
حاجت ساری آہ کو اب نردبان کی ہے  
تصویر یہ تو صداقت تمہارا رنگ کی ہے

اعمال نیک بد سے ہے پرویں بھلا برا  
باقی ہر اک کے ساتھ خلش آسمان کی ہے

قبیروں نے دیکھا یہ دیکھو ساری راسم سے

عمر بھر حیراں ہا ہوں اس دنیا کا نام

زندگانی میں گن گزریں دل ناکام سے  
 وصل کی امید کیا ہو اس بت کلفام  
 بیٹھنے کے پانہ محفل میں کہہ ہی آرام سے  
 ناک بزم ہے ہمارا چرخ نیلی قام  
 نوجوانی میں سفر بادہ کلفام سے  
 زندگی میں بخیاں پارسوں ہی کھا  
 بال خسار و نسیب سنی ہمارا تو کھلا  
 خاتون اصحاب کھلا نیسے آخر فائدہ  
 عمر بھر سکور ہا ہے یہ یادہ سو سطلہ  
 حسن بھی دنیا میں جا دو ہو یہ پابچہ  
 نام لغت کس قدر خوش ذکر آئے ہی  
 ٹھہر جاو بوسے لینے دو تھوڑو سلسلہ  
 پیرے دل پر حال میں الودھ یادہ سو

بعد مردن میں صبح و دم ہوں کام سے  
 بھاگتا ہوں نثر لوان جتنی عاقبتی کر نام سے  
 ہم مہیا ز نام اور تم ہمار نام سے  
 دو گھڑی تو بیٹھنے دی ایک جا آرام سے  
 توبہ توبہ کہ سجا کر خیال خام سے  
 قبر میں تو جگہ کے سودی ذرا آرام سے  
 دو فرنگی سیر کو نکلتے ہیں ملک شام سے  
 تیری بابت متفق ہوں میں بھی اور عام  
 بادہ کلزنگ سو سادہ کلفام سے  
 جہیدتی ہر قاف میں سہا تہا تہا  
 ہو گیا وہ رخ دل آزار دل آرام سے  
 ایک کی اور سطلہ ہو دو سیر کام سے  
 کوئی نکلا ہر بھلا بھنسا کہ ہمار نام سے

یہ قول بہ قول پر ڈالتی ہو بل خدا را بار بار  
 کام ہے بیرون کا کر ڈالو دم صمصام

شمع کے نہ جھپے یاد دلانے آئے  
 یکنے فصل خزاں لوت کے سارا جو بن  
 خوشی صداق نے بالآخر یہ کھائی تاثیر  
 قبر میں مجھے آرام سے سونے نڈیا  
 شمع کے نام سے یہاں بھی ہر جگہ اور

شمع کے نہ جھپے یاد دلانے آئے  
 یکنے فصل خزاں لوت کے سارا جو بن  
 خوشی صداق نے بالآخر یہ کھائی تاثیر  
 قبر میں مجھے آرام سے سونے نڈیا

شکر سے ہونچا کر انسو مرانے سے یہ کہا  
بات ہی کیا ہو جو بندہ ہنوز خدا کا  
گھر سے باہر کل شب اور اسیرم  
جلد ہو جا کہہ نہیں کا پسوند  
چھوڑ کر مگر مری فرج کر دو ہفتہ

بچہ نہ آیا تھیں اور اشک بہا ہے  
غیر کہ ایک گھر چھوڑنی چھانے سے  
کہ جو کر رہی تھی ان محکومنا سے  
جو مرے یار کے گھر تکلو چلا اسے  
لکھ الموت اگر تم سے چھوڑا سے

انکو یہ ہٹ ہے کہ تانہ سر پہا جو رو گیا  
مجلو یہ ضد ہے کوئی اور اسے بلا اسے

ایسے کہاں نصیب ہے فتنہ گر ملے  
کیوں دیکھ میری سمیت اسے بکھار  
جام شراب اسنے جو منہ سے لگا لیا  
کوچہ سے آگہی مجھے نام سے خبر  
جو شخص باز رکھے مجھے راہ عشق سے  
تن تن کے مگو چلنا مبارک آو تو  
ہر جانی میں کی ہو گئی اللہ انتھا  
میں جانتا ہوں سرم و حیا کا بہانہ ہے

دینا کی بادشاہی ملے وہ اگر ملے  
گرداں سے دل کے تو نظر سے نظر ملے  
قلقل سے دلی کہ وہ شمس ملے  
کیا مجھ کو فائدہ ہے اگر راہبر ملے  
ایسا خدا کرنے سبھے راہبر ملے  
نخل شہاب کے ہیں تنگ کو شمر ملے  
تم عید کے سوانہ کہہ ہی اپنے گھر ملے  
دل میں انکے چوڑو کو نہ نظر ملے

پرویں لیا زمانہ میں لاکھوں کا امتحان  
بے شرموں مجھ کو ایسے بہت کم بشر ملے

رکھی ہو عشق میں خالی تیرے ابرو میری  
بڑا کم ہو جو کھکھکے لاس لومیر میری

میں اس کی کرنا ہوں ہیں جو میری  
یہ آخری ہے محبت میں از رو میری

کبھی ہے برائی یہ آرزو میری  
 پلا دو جام نکل جاے آرزو میری  
 نہ تجھ کو چھوڑتی تو ایک جلد سے  
 ملا تجھے سے کلکوں مگر لیا نظر ہے  
 فلک تو پہلے ہی دشمن تھا یہ سرگرم  
 میں ایک دم نہ غلط تھا جو شکایت  
 تھا کہ سامنے جاؤنگا سر میں سداغ  
 دشمن کی سنتے ہی یف جاکر بول اٹھے

کہ ہو بھیجی انی محفل میں گشت  
 رہی اسی سے زمانہ میں برو میری  
 کہ تیرے ہاتھ سے محفل میں برو میری  
 ہے بہت نہ پھرے آج برو میری  
 نہیں بھیجی تیری طرح ہو گئی عدو میری  
 کسے غرض تیرے کوئی ہے برو میری  
 ہوئی ہے صباں پر سے شہرت برو میری  
 یہ سرخی لادیں میری کل میں برو میری

وہ پاکیزہ حقیقت پرست ہوں پروریں  
 ناز ہوتی ہے مقبول لے وضو میری

ایک پر جلا ہے ایدل نادان کہاں مجھے  
 رکھتا ہے در بدر تم آسمان مجھے  
 بس روزگرمیوں کے قدموں دوڑو  
 اتنی سی عمر اور بتری جا لبا زباں  
 کہتا ہے رشک مجھ کو تقدس کی خبر  
 برسوں میں آج سے ہیں یہ اتفاق سے  
 اور دل ہی کہ نصیب میں میری ان  
 کچھ مجھ سے اپنے دل کی کہو اور کچھ نہ

رکھیگا اس زمین پر کھد آسمان مجھے  
 یہ جی ہے دیکھتے تیری شہرت مجھے  
 سمجھا دوں گے مبارکراں مجھے  
 خود گالیوں کا اور کہے بناناں مجھے  
 یہ جی آج دانہ پھانسی کہاں مجھے  
 یارب سنائی دیکر نہ صد اداں مجھے  
 وہ اور طرح سے کری شاداں مجھے  
 کیا خوب تم کو کر کے چلے بجاں مجھے

رحمت نصیر کی تھی ہے پروریں الم کے بعد



## آئینہ بہار نے فصل خزاں مجھے

اسکو کیا بحث پار سائی سے  
 مار ڈالا مجھے رکھائی سے  
 تیر کو کیا واسطہ بھلائی سے  
 بڑھ گیا غم مری سمائی سے  
 مج کو نفرت ہے بیوفائی سے  
 باز آے وہ بیوفائی سے  
 دل اڑایا ہے جس صفائی سے  
 میرا مطلب یہ ہے گدائی سے  
 روز محشر شب جدائی سے  
 کام نکلے گا ہاتھ پائی سے  
 تم نہ لے نہیں خدائی سے  
 امن میں ہوں شکستہ پائی سے  
 ہل نہیں سکتا چار پائی سے  
 لشکر موت کی چڑھائی سے

دور رہ جا مہ ریائی سے  
 ناک میں دم ہے کج ادائی سے  
 سابقہ رکھو کج ادائی سے  
 بیوفائی کی بے وفائی سے  
 باز آیا میں آشنائی سے  
 دور کیا اسکی کبریائی سے  
 کوئی واقف ہوا نہ کانوں کان  
 شاید اس کا مکان بلجائے  
 میں تو سب جہا مسلما ہوا ہونگا  
 منتوں سے اگر نہ مانو گے  
 دل لیا ہے تو دلبری بھی کرو  
 سخت ذلت ہے در بدر پھرنا  
 ناک میں ہے مرے پلنگ اجل  
 زندگی روز زک اٹھائی ہے

قیدی بند زلف ہوں بیرویں

سخت سیزا ہوں ہائی سے

لو مبارک اسن جمنین بھہر بہار انیکو  
 آفتاب حسن ابر بہار انیکو ہے

بحد میرے گھروہ گلخوار انیکو  
 چہرہ آکر ہوا سے زلف یا انیکو

موت کیا اب اسکی اور پروردگار انیکو ہے  
 غیر معمولی افتادہ ہے دل سبب رحو  
 پیش آیا عاشقو تقدیر کا لکھا ہوا  
 پیچھے تھی ہیں ان دن گل کی سوسپلی یا  
 ہو چلی پر روی پر انوار پر خط کی نمود  
 کیا تعجب کشتہ فرقت دوبارہ جی اٹھ  
 دلکی آمد سننے کیوں یا ہوا چاہ ذوق

روحنا ہوں دل کو لیکن بار بار انیکو ہے  
 کو جان سے گھیر میں اور پروردگار انیکو ہے  
 صفحہ خسار پر خط غبار انیکو ہے  
 ہلکو جائید نوخت سایہ آرا انیکو ہے  
 روز روشن پر شب تاریک آرا انیکو ہے  
 فاتحہ ٹہرنے کو وہ سو فرار انیکو ہے  
 کیوں شادان گل کی میرا رخا انیکو ہے

ذہن میں موجود رکھ اپنے گناہوں کا حسنا  
 دیکھہ پروں ایک دن بروز شمار انیکو ہے

طلسم غیر کو بوسے دکھا دکھا کر مجھے  
 گراؤ دل سے نہ ہو بوسہ پر خرابا کہ مجھے  
 یہ سیکایا د ہمیشہ سوال بوسہ پر  
 زمین کا پیٹ بھر جب نکل لیا مجکو  
 دو روزہ عمر میں زینا کی سیر کرنے سکا  
 نگر دنیا تری سفایا کیوں وقف ہوں  
 قیامت آگنی محفل میں میرا لوں سے  
 سحر سے پہلے تیرا وصل سو یہ مینی کجا  
 اسے بلائیں کہ جسکے لیے میں روتا ہوں  
 دیا سدا کی جا شمع کے سبب تو کجا

ہمیشہ خوش نہ ہو کہ بتوستا کے مجھے  
 بتوستا و نہ لبس واسطے خدا کے مجھے  
 جواب دینا مہار اچھا ججا کہ مجھے  
 دہان گور ہو ابند ہا کی کجا کے مجھے  
 سلا یا قبر میں کیوں زینت جگا مجھے  
 زمین سے ٹپکے گا تو ایفلاک اٹھا کر مجھے  
 بہ بلٹھے چلین سو اخیار بھی اٹھا کے مجھے  
 نہ بھجو تجا یہ سولٹھہ بھانسی جا کر مجھے  
 ہنسا میں تو دست با لیکر کہہ کر مجھے  
 جلیسی تو بھی نہیں ات بھر جلا کر مجھے

وہ مجھ سے تھمتھ مشق تم کہا نہیں  
وہ اپنے ظلم سے نام پرین نہ پا کر مجھے

جو ظلم کرنے کیا اسکے سامنے آیا  
بے بیٹھا چین بیروں کوئی ستا کے مجھے

بیفائدہ ستا ہو و نکو ستا گئے  
جان بقرار کر گئے دل کو جلا گئے  
قتلے جو سو گئے تھو انہیں بھی جگا  
صد نکل گئے مجھے آزار کھا گئے  
ہنسکر کہا کہ تم تو مرکان کھا گئے  
مانند سر میر چشم لحد میں سما گئے  
افسوس وقت وہی استھیں چرا گئے  
فرد گناہ دیکھتے ہی سٹ پٹا گئے

تم دو گھیر لو انے تو کیا آری کیا گئے  
بھولیسے بھی اگر وہ مر پاس گئے  
خوشید کی طرح رخ تاباں دکھا گئے  
صورت سے آشکار ہے جو تھو شرح غم  
انفسے کہا کہ جسے اپناک میں گم  
باقی ہے زرقانِ علم کا فقط غبا  
انجید کہاں آجاتی تھیں جنسا راہ میں  
شوخی چلے نہ دور محشر کے روبرو

بیروں خدا کی شان سلاطین روزگار  
اس خاکی سے نکلے ایسے سما گئے

قول کے عوض کس طرح آرزو کیلئے  
اور اس سے کم ہے رہا مسرے جو بریہ کیلئے  
سپاہی ڈرتے پھرتے ہیں جس کیلئے  
اڑی بھڑی کو لگا رکھی ہے وضو کیلئے  
جو آبِ خنجر برائے ملے وضو کیلئے  
زبانِ نجیبی گئی تھو جو گفتگو کیلئے

ملے جو موقع ذرا سا بھی گفتگو کیلئے  
نہ جام کیلئے کہتا نہیں سو کیلئے  
یقین سے ملکِ خنجر گنگو کیلئے  
تو بدگماں نہوسانی صراحی موسے  
میں اپنے آپ نماز جنازہ بڑھ ڈالوں  
بتوں نے فضلِ خموشی لگا دیا اسپر

اگر ہے طالبِ علمت تو ایسے گھر سے نکل  
 ہماری آنکھوں میں پلٹھو کہ دل نہیں چل  
 اگر وہ یوسف ثانی نہ آیا ایسا نالو  
 قیامت آئی جہاں میں لو اسے زاری

صدق کو کھینچو دیا درابر ویسے کھیلے  
 کیا ہوا ہمارا ہی ہستی نہ جو کھیلے  
 کوئیں میں خود پڑو لگا میں اسے جو  
 سلام کر کے قدم میرے قدمے جو بیو

ہمارے اس کے کی پرو میں بہت حفاظت  
 یہ موتیوں کی ہیں لڑیاں تیری گلو کیلئے

نہ باہر آئے نہ وہ یہ سب سنا کر  
 ہم اپنے جو شوق کا اگر امتحان کرے  
 وہ کہتے ہیں جو تم راز دل سیاں کرے  
 ہمیں تم سے محبت نیکو سیاں کرے  
 وہ مجھ سے کہتا ہے میں اسے سلوک میں نکل  
 غزل میں نہ درویش کو دین نہ وہ غنائی کی  
 مرا ہوا دل امید و ارجی اٹھتا  
 اگر برابر ہی کے وہ تیرے عارض کی  
 تمہیں سے حال کہا ہے بڑی تقاضو سے  
 گناہ کیا ہو جو ہو میری جان دیر ہے  
 یہ کیا کہ جب کیا حملہ چٹ گئی گلو

وگرنہ ہم کھینچنا ہی ان سیاں کرے  
 پلک کے دامن میں دوں کی ہچیاں کرے  
 مری طرف سے زمانہ کو بند کھماں کرے  
 یہ کوئی آگ ہو جو رکھنا ہی کرے  
 دیر بخ آتا ہے دنیا کو نیکیاں کرے  
 تمام عمر کٹی پھر میں فغاں کرے  
 اگر سجا نہیں کے وہ مجھ سے ہاں کرے  
 تو باغباں گل و نسیریں کی ہچیاں کرے  
 وگرنہ ہم نہ ملایک سے کھینچ کرے  
 ہمیشہ یہ کہا ہے مگر برا سیاں کرے  
 ابھی تو او ز درامتش میری جان کرے

وہ ساتھ ہی کے حسن باغ میں پروں  
 کہ بلبلوں سے کہی ہم سنو سیاں کرے

کر دیا قید غلامی سے گرا آزاد مجھے  
 تیری فرقت نے کیا سنا سنا شاہد  
 پورا پابند لگتا ہے نہ آزاد مجھے  
 تیری مرضی پہو جینک نکرا آزاد مجھ  
 کی سطح تم سے پہو شکوہ بیدار مجھے  
 یوں ہر روز کی بھاتی نہیں یاد مجھ  
 رحم کرنا کر اس بات کا تو سو فحشا  
 ماسوا سو جسے نصرت خدا پر سخت

ششتر تک پھر نکر نیکو کہہ ہی یاد مجھے  
 عشرت آباد ہوا ہوا الم آباد مجھے  
 مارتا ہے نہ جلاتا مر اھیاد مجھے  
 لیکن الشیوخ بتا دے مری مہیاد مجھ  
 اس سے بھولے کہ ملیٹ کر کیا یاد مجھ  
 فرج کر ڈال خدا را میرے جلا د مجھ  
 میں وہ صابر ہوں کہ انی نہ فرما د مجھ  
 ہر تعلق سے بنا دے کوئی آزاد مجھے

کام رکھتا نہیں پروں کوئی حاشا  
 غیب سے آپ ہونج جاتی ہے ادا د مجھے

کسی کسی کو محبت نہیں ہے  
 اگر تم کو ملنے کی فرصت نہیں ہے  
 بہت خوشنما ہے گلستان عالم  
 بہت گھر و خاں نے ہیں مد فوں  
 کہا تاک نہ بیہوش و بیخود کرے گی  
 خیالات میں اپنی ہوں عتیق و اعظ  
 دکھاتے نہیں شرم سے روی رویوں  
 تزلزل میں کسوا کطے سے زمانہ  
 کہاں ای پر ہی تو کہاں جو خربت

ابھی اسکی دینا کو لذت نہیں ہے  
 مجھے بھی زیادہ ضرورت نہیں ہے  
 مگر سر کر نیکی فرصت نہیں ہے  
 نہیں ہے تو گنج قناعت نہیں ہے  
 مے وصل ہی کوئی ثبوت نہیں ہے  
 مجھے کہنے سننے کی فرصت نہیں ہے  
 کوئی کامیابی کی صورت نہیں ہے  
 شب بھر ہے یہ قیامت نہیں ہے  
 تری اسکی آپس میں نسبت نہیں ہے

مری قبروں کے سوا کون انساں  
 وہ اٹھے تو لاکھوں باہی قتنے اٹھنے  
 نیکوں دل لگا یہاں نہ ہے اور خلوت  
 جفائیں نکمے نکمے نہ کیجھے  
 ملاطم میں مصروف ہو قطرہ قطرہ  
 جہان تک بنے مسے پیدا کر لو  
 لڑتا ہے کیوں رسوا جسم لاغر  
 حسینوں کی چاہت حسینوں کی نفی  
 تہیں عاشق اور مجھ کو معشوق لاکھوں  
 سنبھل کر ناز و اغماض کیجھے

یہ شمشاد ہے اس کا قامت نہیں ہے  
 وہ قامت بھی کم از قامت نہیں ہے  
 یہ حورا نہیں ہے حینت نہیں ہے  
 تحمل کی اب مجھ کو طاقت نہیں ہے  
 کوئی شے یہاں بے حقیقت نہیں ہے  
 اگر انیوالی قیامت نہیں ہے  
 یہ دہڑکا ہے دل کا قیامت نہیں ہے  
 مصیبت بھی ہے اور مصیبت نہیں ہے  
 یہاں دیموں کی قلت نہیں ہے  
 حسینوں کی دنیا میں قلت نہیں ہے

زمانہ میں ہو نیکو سب کچھ ہے پرویں  
 ہمیں کیا امید شفاعت نہیں ہے

کیا مرے قتل یہ تیار رہا کرتا ہے  
 ساری دنیا کا طلبگار رہا کرتا ہے  
 مال و دولت سے وہ نیرار رہا کرتا ہے  
 جب خیال رخ دلدادہ ہا کرتا ہے  
 وہ تو ہر وقت ہی بیمار رہا کرتا ہے  
 خود بخود بھی کوئی بیمار رہا کرتا ہے  
 وہ تو ہر وقت گھڑکار رہا کرتا ہے

تو جو باند ہے ہو بیمار رہا کرتا ہے  
 جس کو یہاں جس کا آزاد رہا کرتا ہے  
 جو شفاعت کا طلبگار رہا کرتا ہے  
 میری آنکھوں میں چکا چونڈی جاتی ہے  
 وہ یہ کہتے ہیں آدھ تو خیر کینا جان  
 میری آنکھوں کی خطا ہو مرزا علی محمد  
 بد نصیبی بشر ہو جو بشر کے بس میں

بہی ملنے کی مست کھینچ جان کا الم  
اک زنداں جان کجسے آزار رہا کرتا ہے

دل کو جا رو ب فناخت صفار پیروں  
خوابکشوں کا یونہی انبار رہا کرتا ہے

کہ شہت وصل عدوی کی شہت قسمت میری  
کہیں قسطنطنیہ ہوں تو وہ کرے ہیں میری  
دن دن آپ گھٹائے کج قسمت میری  
ہو گئی ظلم سے گر مردہ طبیعت میری  
داور خیر ہمدین ہو گی قیامت میری  
ہوئی دادرسی موز قیامت میری  
کام آئی دم تحقیق ندامت میری  
نکرے کوئی زبانہ علیت دت میری  
آئی کس واسطے دشمن قیامت میری  
قیامت کے علاوہ قیامت میری  
کائے ظنی نہیں قوت میں مصدبت میری  
ہیں ہی تھ سے حصہ باحقاقت میری  
ذمہ دار اسکی ہو بھوئی ہوئی قسمت میری  
سارے مجذوب کریں گے زیار میری  
شہدافت سے مرکتے شرافت میری  
دیتے ہیں کو لیکن وقیس ضمانت میری

ارکھی موت بھی کیا پٹی قسمت میری  
آج یا وہ ہونی اک عمیر قسمت میری  
وصل تھا مول مرا یا کف یا کا بوسہ  
یہ سمجھنا کہ محبت کا جت زہ اٹھا  
خشر بر کون کھے بسو ستم کا انصاف  
وہاں بھی سب ہو گئے اس لطفدار  
جتنے اور اق تھی سب نامہ اعمال کے صاف  
مجکو بیمار الم کر کے شکایت یہ ہے  
جلد میرا نہوا انصاف یہی نلشاہ  
خلد آرام ہمدین دوزخ تکلیف ہیں  
ذبح کرنے پہ بھی نہیں موت نا ظالم  
میں نے ہی انکو بگاڑا ہوسہ سہ سہ  
شیشہ دل مرا کیوں سنگ جتا سو ٹوٹا  
حد سے گذری میری یونانی لازم یہ ہے  
اس طرح کرتے ہیں نام مجھے وہ گویا  
ابے وحشت کی نلنگا یہ کھینچان

حوصلہ ہار گیا جھڑکیاں کھاتے کھاتے طالب وصلی ہونے کی تہنیت میری

حضرت داغ کی اقلیدہ کچھ کچھ پرویں  
ورنہ کیا خیر ہونیں اور طبیعت میری

اس درجہ ستم اے ستم آرا نہیں کرتے  
باحوصلہ مطلب کا آسا نہیں کرتے  
اک تم ہو کہ ہر وقت کے مرد دل پہ در  
جس امر میں کیا ہو انساں کو بند  
جس طرح سے گرداب میں چھوڑا جھرتے  
پہلے ہی سمجھ سوجھ کے ملنا تھا میرجا  
نظر و نیہ چڑھانے میں سمجھ سوجھ کے عال  
ہے سنو بیجاں کو مسابو کا دعویٰ  
کیا میری عیادت کو بھی انہیں جانا  
ہائیں مگر وقیس کی موجودت مائیں

جو اب ہو مردہ اُسے مارا نہیں کرتے  
احسان کیسے کا ہو گوارا نہیں کرتے  
اک ہم ہیں کہ مطلب کا آسا نہیں کرتے  
بھولیسے بھی وہ امر دو بار نہیں کرتے  
دشمن سے بھی اس طرح کبار نہیں کرتے  
نظر و نیہ چڑھایا تو آوارا نہیں کرتے  
بے غور کئے دل سے آوارا نہیں کرتے  
کیونکے سوئے بیجاں کو سنوارا نہیں کرتے  
اتنی سہی تھی تکلیف گوارا نہیں کرتے  
ہم وہ ہیں ہمت کہہ ہی مارا نہیں کرتے

گراہ میں ملجائیں مزارا لو لیں وہ  
پرویں سے محبت جو گوارا نہیں کرتے

دل نہیں کہتے کہہ ہی سارا نہیں کہتے  
کچھ مسکو بھی سو انہیں اور دیا یوں  
ہر گوارا نہیں اس کے ہمسے  
ہم تہذیبی سوز نے دہانہ تک

جو بات ہو مگلو گوارا نہیں کرتے  
احوال کہہ ہی انیسے ہمارا نہیں کہتے  
ہر گوارا نہیں کج باہر نہیں کہتے  
جو کہہ چکے اکبار دو بار نہیں کہتے



کرتے ہیں تعلق وہ مروت کے سبب سے  
 تم اوپر ہی لسنے نکر و لطف و عینا  
 دل بیچ میں اور چار طرف غمزدہ و انداز  
 رکھ دیتے ہیں تقدیر پہ ہر بابا کا الزام  
 ہر دم مرنے کی وہ کرتے ہیں دعائیں

ہم اتنے سہارا کیو سہارا نہیں کہتے  
 دنیا میں نہاؤ نکو مدار انہیں کہتے  
 اس طرح جو ہار سے ہا ہا نہیں کہتے  
 بیدار تم نے ہمیں مارا نہیں کہتے  
 یہ چارہ گری کے اسے چاہا نہیں کہتے

دل چھین کے وہ لگئے اچھا ہوا مریوں  
 ہم اسکو خسیارہ میں خسارہ نہیں کہتے

تا زیست نصرت سے مصیبت ہمیں جانی  
 جو کئی انسان میں عادت ہمیں جانی  
 رو کے سے پریزا دو نکلی الفت ہمیں جانی  
 سب میں مرض الفت دنیا میں کھفتا  
 تو زندہ سے لاکھ ترے چاہا نہیں بولے  
 آنکھیں جو کھلی بلکے جھلا کے وہ بولا  
 یہ سخاوری ہر وقت ہر جسے بڑ گیا چسکا  
 ٹوٹے ہوئے دل کو مری کیوں نہ بکھوٹم  
 یا اور ہوں کہ دوں لو جانی ہو دنیا  
 تم کا ایسا دستہ تو پورا نہیں مجھ کو  
 حیرت کہا خلق نے جب ہاں میں خیرا

عادت سے مجھے عشق کی عادت ہمیں جانی  
 سو کھو گریں کھانے یہ بھی غفلت ہمیں جانی  
 جو حیرت ہے داخل فطرت ہمیں جانی  
 اور بچنے سے حیران کہ غفلت ہمیں جانی  
 ہم جاتے ہیں دنیا سے محبت ہمیں جانی  
 کیوں گئے تم جب بھی کرتے ہمیں جانی  
 یہ چارے کہتے ہاں بقیہ امت ہمیں جانی  
 کھڑے کھڑے ان جیسی کہ تو قیامت ہمیں جانی  
 دنیا کی بگردل سے محبت ہمیں جانی  
 پشت پستی جو عزت ہو وہ عزت ہمیں جانی  
 یہاں سے تو کوئی جان سلامت ہمیں جانی

بیروں میں ہیں فقط علم و عمل جان کے ہمراہ

اگر باد کس طیح یہ دولت نہیں جاتی

اور وہ روکے نقاب بھی ہے  
 اور پھر مستی شباب بھی ہے  
 جاگنا بھی ہے وقت اب بھی ہے  
 ہوشیار اسکو انقلاب بھی ہے  
 کسنی بھی ہے کچھ شباب بھی ہے  
 میں نے پوچھا کہیں گلاب بھی ہے  
 کچھ مریجات کا جواب بھی ہے  
 چمن حسن میں گلاب بھی ہے  
 ڈہل گئی ذات وقت خواب بھی ہے  
 دل کو کس بھی اضطراب بھی ہے

ماہ بھی ہے اور آفتاب بھی ہے  
 یار کونشہ شراب بھی ہے  
 متردد بہت ہیں وہ شب وصل  
 دور گردوں کا اعتبا نہیں  
 کھٹکاش میں ہے عقل و نادانی  
 پر عرق دیکھ کر رخ - رنگیں -  
 سنے جاتے ہو سب جھکا کر ہو  
 برقع الٹو تو میں گواہی دوں  
 ہو چکا انتظار کچھ حسد بھی  
 دیکھئے وعدہ پر وہ آئے نہ آئے

دل سے خورشید مات ہے پرویں  
 روشنی بھی ہے آب و تاب بھی ہے

اپسرو بھی نکو صبرائیں تو نہیں ہے  
 یہ تو ریگزارف سسائیں کہیں ہے  
 اب وہ نہیں تو خیر تمہاری حبیں ہے  
 بیواڑا ہے خیر تمہارا نہیں ہے  
 ملزم ہے کوئی تم نہیں چنیں ہے  
 میں نے کہا یہ عشق نہیں رنگیں ہے

جتنے سہے گئے وہ تری نازیں ہے  
 دل کی نہیں ہے قدر تو دلوں ابھی  
 تھی آرزو کہ بوسہ ماہ تمام لوں  
 کہتے ہو بار بار نہیں دل سے واسطہ  
 جو روستم تو گزریاں عشق بی شیار  
 کندہ کر لیا ہے تو نام قلب ہے

جب ہم نہیں رہیں تو غلبہ پس سہی  
 نہ ہو جو جب سہی آستیں سہی

تہنائی میں کسی سے تو پہلا دل بشیر  
 دست جنوں کی واسطے لازم ہر شغلہ

مسجد ہو میگردہ ہو در دلیر با کہ دلیر  
 سہر چنور ناسے نکو تو پروں نہیں سہی

چھپایا چھپائے منہ آستیں سے  
 چمن پھر کھنچ جلیتا اس حسن سے  
 مرادل لوٹ جائگا نہیں سے  
 تداست یہ رب العالمین سے  
 شکایت بچھے صورت آفرین سے  
 منہ سائیں آئینکے چرخ برین سے  
 سکاں کی زیب ہوتی ہر مکیں سے  
 نہیں جم آجکل ہاں بھی نہیں سے  
 تمہارا دل بڑھا کر آفرین سے  
 جدا کرتے ہیں دنیا کو دیں سے  
 بلا لوعیسیٰ گردوں نشین سے  
 بچانا مجکو ہارا آستیں سے  
 ہزار اقرار ظاہر تھے نہیں سے  
 گماں کو واسطہ کیا ہے لقیں سے

نہ آئے تھے جو شرمندہ کہیں سے  
 اڑا یا کچھ کہیں سے کچھ کہیں سے  
 صبا لادیتا اسکا کہیں سے  
 گئے کیوں الفت دنیا میں دیں سے  
 ہمارے کیا خطا گھورے شگدیشک  
 لکھو نگا گردش قسمت کی تشریح  
 خیال یار آنکھوں میں رہا کیر  
 کیا ہے آسنے وعدہ طنز کرسا  
 ہمیں نے کر دیا بیدر دوسراک  
 اکہی اغظوں کو کیا ہوا ہے  
 اگر اعجاز لب میں تمک ہو تم کو  
 خیال زلف دل میں ہے ابھی تک  
 وہ آئے گا مبارکباد ایدل  
 دہان یار کو ذرہ سے نسبت

مرا ہو خاتمہ بالخیبر پروں

آمنہ سے ہر رب العالمین سے

تو نشہ شباب میں کا اترے مجھے  
 ذکرِ عدو باغ میں مغزوں مجھے  
 یکلخت نا امید نہ کہہ فتنہ کر مجھے  
 آئے ہیں حجاب و صل صتم را بھر مجھے  
 میرا خیال غیر کے دل میں بگاڑ ٹھہرا  
 اسکے طلانی رنگ سپردین پر شہرہ  
 تم بزمِ غیر میں تو دل ڈر رہا ہر پہا  
 نظارہ جمال کا کچھ دن لعلِ لطیف لول  
 میں ہجہ و رہوں وصل سو رو یا کر کوز  
 بوسہ بھی مانگتا نہیں میں خوفِ قتل کر

میری خبر مجھے ہے نہ تیری خبر مجھے  
 خلد میں ملے گی تو عذابِ سحر مجھے  
 بس سے جوابِ صاف میں نیکادے مجھے  
 یارب آئے اسکے سوا کچھ نظر مجھے  
 کافر کی قبر سے بھی یہی تنگتر مجھے  
 یہ کہیں نگاہِ رشک سے ابا لے مجھے  
 دتا ہے بات مانگا لی اگر خبر مجھے  
 دنیا کو قتلِ مخموظِ عالم کر مجھے  
 الفاظ اُسے خدانے دیے ہیں مجھے  
 تن تن کے کیوں کھائی تیرے سپر

پروین جو میں نے چشمِ حقیقت سے غور کی  
 اسکے سوا کچھ اور نہ آیا نظر مجھے

دل کی چوری میں جو چشمِ سہرا پلکری  
 صبح کو بے یار میں دھبہ پلکری  
 دل چڑھا مشکل سے طاقِ ابرو چھپا  
 جا کر گرا گیا میں لولے سے بزم  
 ہے سحرِ قلبِ مغزوں شہرہ پلکری  
 نہ رہا کوئی جو تلوں سے کھل گیا

وہ تھا جن بلف میں بیخفا پلکری  
 یعنی غلبت میں کلونی مثلاً پلکری  
 سو جو کہ رہے ہیں جن بلف سے پلکری  
 تیری رہی دکھایا کیا بد نام پلکری  
 محض وہی تیری جو رہی لقا کا لکری  
 جب پہلے جو وہ لعلِ رشک سے پلکری

ہر طرف صحنِ جن میں کھتی پھرتی سوسم  
اپنے ہاتھوں پر لئے پھرتے ہیں ہر دم  
رخسے گل کو تھا لعلِ زلف سے سنبھل گئی  
یار ہے خنجر بکف اور جاشِ رُفوکا جو دم

گل سے سنستے گل کھلائی متوسل کا کٹا  
اسے ہانسی موم سے بار ہا کپڑی کٹی  
ایک کا ٹہا اسے یہ ایک کا کپڑی کٹی  
ہارے کچھن میں خاتون بکڑی کٹی

آپ ہی اسرا سے آپ کچھے کا مدد  
خسرتیں پروں اگر یا مصطفیٰ بکڑی

دل کے اڑے یہ کھمکے چہ مستعار  
ساتی شیرابِ ناب کے اور بار بار  
سچ تو یہ ہے وہ شخص سے کبھی نہ ہو  
جاناں بھلے برے کا کچھ اختیار  
ملتی ہے آج بوسون کل شب کو ورنہ  
واعظ مجھے شہراب کی ترسے بچا لیا  
جتنا ہو لطف نصف تو ظاہر خالق  
مجلو زکوۃ حسن کی دیتی ہوا سے تو

وہ بیوقوف ہے جو تمہیں ادھار  
لیکن نہ استفادہ مری عقل مار  
بالکل ہی حسبی قہر خدا عقل مار  
ہستی مری بگاڑ دے یا لو سوار  
نو نقد دے تو جاے تو سرہ دھار  
اسکی جزاے نیر تجھے کر دگار  
دس بوسے دو چھپکے پوراچ اسکار  
یا بد دعا تڑپے دل بتھار دے

پرویں دعا میں اسکے سوا اور کیا کرو  
دینا جو ہو مجھے مرے پروردگار دے

ترسی ابرو جہ توئی سوتی شمشیر بھرتی  
دعا مغزول ہو جانی بوجیب بھرتی  
چھری جلتی ہو دلبر صلق پر شمشیر بھرتی

قضا دہنی ہوئی پرتی ہوئی کور بھرتی  
ہو امیں مارا گراہ نے تاثیر بھرتی  
وہ چھپتا ہو اسکے ساتھ ہی پرتی

کلے پر یوں گوارانی کوہ شمشیر بھرتی ہر  
 متقدین کجا جاکا ہر طرح بلتا ہر  
 خدا کی واسطے اسکا مصور چھینے لقمہ  
 بگر کر میری کھانسی سے جو نکل سوا تھا  
 بہار جانفزا نکلے زمین سے وقت آتی ہر  
 فلک گر خیر جیا اسکے تہ میں نہ جانی ہو  
 کسی پھانسا نفظ و زلف میں کس

زبان ہر طرح جلاد کی بکیر بھرتی ہے  
 بغل میں لٹائی رہی ہو تو تقدیر بھرتی ہر  
 مری کھونین جسکی رات دن تصور بھرتی ہر  
 اگر بھرتی وہ کافر بھی تقدیر بھرتی ہر  
 جوانی جا کے بھی کیا عاتق دلگیر بھرتی ہر  
 مری ہر سارہ میں لگا کر تیر بھرتی ہے  
 کہ یہ کند ہے لڑکائی ہو بیکر بھرتی ہر

ریس پر جو تھے کرنا ہو کر جلدا پر یوں  
 کہ دم بھرتی نگاہ آسمان پر بھرتی ہے

نہ آیا اور کچھ ہلکا اگر اے وفاتے  
 شگفتہ ہو گئے دنیا کے دل گزار ہی  
 خدا کی شانیت بعد ازلے بلا یا ہر  
 عجب ہے کشمکش قبل خیر شرا بھی ہو  
 الہی خیر ہو گیا ہو رہی رہے تیر  
 پھر پا کر استیں لے ہو کر خیر جو وہ نکلا  
 خدائی فضل سے ہم بادہ حوار و ناکو  
 ارادہ جیا اسوخ نے مہندی لگانیکا  
 شب عہد سحر کافرت کا ناگر و طین کر  
 ہی خواہو نکلوانے کو سحر و فائدہ آخر

لکر ہاں مکو ظلم آیا ستم آیا جفا آئی  
 ادب سے سمجھے تھے یار کے با دھبا آئی  
 یہ ساری عمر میں اور حسرت دعا آئی  
 جنہی کا زونین چھو کر کے جلنے کی صدی  
 ستم آیا غضب یا بلا آئی قضا آئی  
 تسلیم کرتی ہوئی باد صبا آئی  
 ہوا خلد کجا بھون کہی کر پار سا آئی  
 تو دونوں ہاتھ باندھو اسکی خد میں آئی  
 نہ تم آئے نہ حسرت آئے نہ عاشق کی قضا آئی  
 دعا دینی نہ آئی مکو الطیب دعا آئی

وہ کہتے ہیں دستِ دعا کے دیبا کھانا فائدہ مند ہے  
تہ نگہ دستِ غیب آیا نہ کیمیا آئی

ساری دنیا میں بنا کر لے کر اپنے ہاتھ کے  
لوگ جس طرح بنا لیتے ہیں گھر گھر کے  
تم بنا لے گئے اور شکر گھر گھر کے  
پہلے دنیا میں بنا کر لے کر اپنے ہاتھ کے  
نہ تو انکھیں میں نہ پاؤں میں نہ ہاتھ کے  
دیکھیے غور سے خلقت کو ہر چیز کا کیا  
کوئی انسان نہیں جس کے ہر وہاں ہوں  
سخت باتوں سے مرادیشہ دان جو زکر  
توڑنا پھوڑنا جاندار کو زخمی کرنا  
آہ وزاری کی تو نگوں ہیں تی پروا  
مغیر ان کھٹک سنگِ فلاخن جو چلا

اور ان سنگدلوں میں جگر پتھر کے  
ہیں اسی طور سے سینہ میں جگر پتھر کے  
یہ غلط ہے تو یعنی جگر پتھر کے  
اب ہیں انسانوں کے سینہ میں جگر پتھر کے  
ہیں اس طرح سے سینہ میں جگر پتھر کے  
اور دراصل اس وقت دیدہ تر پتھر کے  
قلب سینہ میں تو تکیے ہیں گھر گھر کے  
آدمی ہو کے ذرا کام نہ کرے پتھر کے  
یہی مشہور ہیں دو چار ہتھیار پتھر کے  
ہے ان سنگدلوں کے سینہ میں پتھر کے  
میں لے جانا کہ ہمیں لگتا ہے پتھر کے

کس سے دریافت کروں گی حقیقت وہی  
گر دیکھوں پتھر کے تے میں کبہ میں ہتھیار کے

یہی تذکرہ جا بجا ہورہا ہے  
زمانہ میں ذکر جفا ہورہا ہے  
جو آتا ہے تذکرہ جفا ہورہا ہے  
یہ کیا ستم بر ملا ہورہا ہے

کہ وہاں خونِ طغیٰ خدا ہورہا ہے  
برا کر رہے ہو برا ہورہا ہے  
تو کیسا یہ تم سے خدا ہورہا ہے  
اثر الٹا آہ رسا ہورہا ہے

کوئی صدقہ کوئی فدا ہو رہا ہے  
 کہ فرض غلامی ادا ہو رہا ہے  
 کہ نیلام ناز و ادا ہو رہا ہے  
 خفا کر رہے ہو خفا ہو رہا ہے  
 بھٹلا کر رہے ہو بھٹلا ہو رہا ہے  
 مرا اور ترا سا منہ ہو رہا ہے

ہے اس پر ساری خدائی کا مجمع  
 مری خد متون کو وہ کہتے ہیں الحق  
 بڑے گا جو بولی وہی مال لیکے گا  
 گلابے سبب دل کا کیوں کھوٹتے تھو  
 جو ملتے ہو زینمی سے ہونی ہو بہت  
 وفا میں دل کو جفا سے نہ باز آ

سمجھ میں نہیں آیا یہ بھید پر ویں  
 خدا جانے دنیا میں کیا ہو رہا ہے

بے ضرورت بدن سخت جاگتے علم کی  
 پشت پر جس شخص کے ہوگی تعلیم کی  
 دیہم تکر خدا اب کھر بھر تعلیم کی  
 نکلو بھی حاجت سے اسے شکم تعلیم کی  
 فکر کرنی چاہیے شام و سحر تعلیم کی  
 ساری دنیا پر برابر ہی نظر تعلیم کی  
 اور ہی بڑھتی ہے کروفر تعلیم کی  
 جانی ہو سیدی ہی ہیں رہا ز تعلیم کی

چاہے دنیا میں توجہ تیرا تعلیم کی  
 وہ ہی بندہ بچے گا خیر تحقیق سے  
 دور دورہ ہو جہاں میں طرف ہدایت  
 گہرا ذرا علم دو لہا ملو کچھ کا حشر  
 ہم نہیں سنتی مگر ہوتی ہے سر آمدن  
 خود وہ بدعت ہے جو اس سے نہوائے  
 جلسے سلطان بن سکے کی ہی ارتقا  
 گر تمہیں جانا ہو دولت کج او جان

طبقہ نسیوال میں بھی تعلیم پر ویں ضرور  
 تجھے جینی ہو سکے تا ئید کر تعلیم کی

ہیں حشر میں اتنی بہت کیسی

کرے پہلے بڑھ کر تکان کیسی



جو گستاخ ہو اس سے یوں بدلے  
 ہر اک چاہتا ہے کہ دل نذر کر دے  
 کسی صورت آما نہیں چین دل کو  
 ندینی ہو گر داد اچھا نہ دینا  
 کسی طرف سے نرمی و سختی  
 گھٹا کیا جو اٹھو ادیا اتنے ملو  
 کوئی تنگ ہو دل لرزتا ہے میرا  
 جو قائل ہو لیجائے گنج سعادت  
 سمجھتا ہو نہیں نقصان لفت  
 ہر اک اسکے ظلم و جفا کا ہوشاکی  
 نہ آئیں اگر نئے کھدی جو قصد  
 یہیں فیصلہ آپ کر دیجے میرا  
 لٹا بیٹھے ہم دولت دین دنیا  
 بڑی ہے تو بے بزم نفسی  
 نہ کی مہر بانی جو تے کسی پر  
 اکیلا سمجھ کے ہمیں ہاتھ ڈالے  
 مروت میں سونے فائدے میں میرجاں  
 میں اسکو سمجھوں وہ مجکو سمجھ لے  
 فقط نیک اعمال پر چمکے وہاں

مروت ہی بی مروت کسی کی  
 نہیں پڑتی لیکن یہ جرات کسی کی  
 چلی آتی ہے یاد صورت کسی کی  
 سنو تو خدارا مصیبت کسی کی  
 نہ عزت کسی کی نہ ذلت کسی کی  
 نظر آگئی آدمیت کسی کی  
 نہیں دیکھی جاتی مصیبت کسی کی  
 نہیں کرتی تخصیص رحمت کسی کی  
 مگر کھینچتی ہے محبت کسی کی  
 مروت کسی کی نہ لفت کسی کی  
 کسی کو نہیں ایسی حاجت کسی کی  
 سنے کون روز قیامت کسی کی  
 نہ توڑی گئی جب مروت کسی کی  
 نہیں کرتا کوئی شفاعت کسی کی  
 بنے گی اسی گھر میں تربت کسی کی  
 زمانہ میں ہے اتنی جرات کسی کی  
 نہ لے بد دعا بیروت کسی کی  
 نہ دونوں میں کیے حاکم کسی کی  
 نہ کام آئی عفتی میں دولت کسی کی

خدا پر نہیں کچھ اثر کر نیوالی      سفارش کیسی رعایت کیسی

مجھے رات دن یاد آتی ہے پروں  
ملاحت کیسی صباحت کیسی

صفائی رو سے روشن کی عمیاں سے  
یہی بس بے نشا نواں کانشال ہے  
ذرا پوچھو محبت سے کہاں ہے  
عبث صیاد مجھ پر بدگماں ہے  
اجاڑ فصل گل میں آستیاں ہے  
کوئی بسمل ہے کوئی نیجاں ہے

نہایت صبح صادق کانشال ہے  
لحد پر آسماں کا سا ئباں ہے  
غریب بے نشال کو اب تو دلبر  
قفس میں بند کرتا ہے وہ ناحق  
فلک ٹوٹے گا اے صیاد مجھ پر  
ہانچے ابرو جو تیرے دیا جو بنے

فلک لے کر دیا برباد آیا  
کہ چھوٹا تیرا ہے پروں مکاں ہے

اور مضمون الجھٹا گیا سلجھائیے  
پھر گئی ساری خدائی تیری پھر جائیے  
صاف اظہارِ علق ہو چیل جائیے  
سو گیا میرا مقدر ترے سو جائیے  
لوگ لاشہ مرا لجا ئینگے میری جائیے  
کیوں اچھی مجھ پر چھوڑ کر گیا ئیے  
میں نسجوں کو کوئی فائدہ چھائیے  
یہی بسل سے کھو گیا ہوں رو جائیے

فقہ زلف کا مضمون پہلا تیرا  
مجلو اپنے سے شیکایت ہے نہ بیگانیے  
کیوں نہ مشہور کر میں کو پروا ئیے  
نہند آئی تجھے ظالم مرزا فسا ئیے  
ناتنا ہوں میں ترے سلجھائیے  
بل کے لیتی ہے تیری زلف شیا ئیے  
وا غطا بہر خدا بند و نصیحت کر  
کیوں گل و سمع پہ عاشقوں کی رو جائیے

<p>ختم سے مجھ کو جس منہ نہ مل سانسے          بدگمانی مجھ کو ہر قسم سے بھانسیسے          یہ بھی کوشش ہے دوپٹہ ڈھانسا کر          وہ جو گلیوں میں اکرتے ہیں دلوانسے</p>	<p>مجھ سے کچھ ہوسکی بر مغالہ کا بہت          شب کو تم کو اے اصرار کی جا بھیا کر          یہ بھی خواہش ہے رخ و زلف نہ ہند کر          نام سننے ہی اہنکے کہا جا تا ہیں</p>
<p>یوں تو پروں سے کہی صبر نہ ہوتا لیکن          ضبط کرنا ہی بڑا آپ کے فرمانے سے</p>	<p>یوں فرسے لوٹے لب کلفام کے          مر گیا عاشق کلیجہ بھام کے          شیخ صاحب یوں نہ مانیکے کہی          خوب آدمی ات کو شریف لاکے          زلف میں چھانستے ہی ان کے دمی</p>
<p>میکشو کیا دین بھرے ہیں جام کے          آپ عاشق ہیں مگر کس کام کے          انکو چھینٹے دوئے کلفام کے          آپ تو نکلے ہوئے تھے شام کے          جہاں کے قربان قے دام کے</p>	<p>وقت پر پروں نہیں ہستی مسد          دوست جو نہیں نام کے کس کام کے</p>
<p>شرم آتی ہو نہیں انکو مروت سے          اپنے اپنے میں کھی آئے تو بدقت سے          کہتے ڈرتا ہوں دامن میری سے          کیا عجیب بت دیدار سے طاق سے          کیوں نہ بھراؤں کس مہمان سے          لو مبارک ہی کر ڈھو مروت سے</p>	<p>روز کرنا ہوں عالطف محبت سے          جا کے اس نسیم مجھ کو نہ لگا کافیل          مجھ سے پوچھو نہ مرے درد جگر کا ہول          اپنے بیچار کو تم بہر خدا کہہ تو لو          یہودی اس اجل نزع ویتا شیب ہجر          باتوں باتوں میں کل اٹھتے کھم سے</p>

حج ادائیگی کی شکایت یہ فرما رہے ہیں  
 ضبط لکھنؤ جو کہتے ہو گئے جاؤنگا  
 صرف ہم تم ہر دو اٹھ کے گلے لگے  
 میرے ہونے میں گداگر کی صد پر یہ کہا  
 سا معشوق ٹیپوں سے جوازہ کی نما  
 دونوں میں میری مصیبت کیسا  
 جب فرماے شہید و نکو میں کہ کفن  
 جان برکھیل گیا ہے جو گیا ہے قافلہ  
 یاد آتا ہے وہ جل جل کے تمہارا  
 ہم تو ایسا جانتے ہیں دیکھی سننی

تو محبت کے ہو قابل تو محبت آے  
 خیر اسمیں اگر آئی ہے قیامت آے  
 ہاتھ پائی کی خدا ناکر تو بیت آے  
 گل جنہیں ٹال دیا تھا وہی حضرت آے  
 اگر آے تو جماعت کی جماعت آے  
 آدمی کی اجل آے کہ طبیعت آے  
 حشر میں دہوم ہو رہے ہو خلعت آے  
 نیتیں پائی گئی ہیں سلامت آے  
 تجکو شرم آے صد فوس نہایت آے  
 ایسی قمار کہ چلتوں کی طبیعت آے

سر بگفت کو چہ دلدار میں جا کر پیروں  
 شکر صد شکر کہ پھر گھر میں سلامت آے

اسلام کو رونق ہوئی اسلام عمر سے  
 دنیا میں اشاعت ہوئی دین نبوی کی  
 یوں خلق کو تقسیم ہوئی بادہ توحید  
 اس دہوم سے دنیا میں دین کا درکا  
 اشرار جو گردن دنی تھے انہیں مارا  
 ہر قد سے نکل آئے تو بجز ہی کی بنجا  
 اس دور اور اس دور میں فرق و

کفار عرب کا نیا ٹھکانہ نام عمر سے  
 بدیر ابوبکر سے صحابہ نام عمر سے  
 سیراب ہوئی خلق خدا جام عمر سے  
 ایران فلک سے نچ اٹھے نام عمر سے  
 بچ کر گیا صید کوئی دام عمر سے  
 تکیستہ مخلوق کو آرام عمر سے  
 آقا بھی برابر نہیں خدام عمر سے

اللہ رے تر از سبہ عالی کہ فرشته  
 ہر چشم سے پر نور تو ہر سینہ سے معبود  
 جو ملک دبا ہوئے پھر ہیں سلاطین

جھک جھک کے فلک کبھی ہیں نام عمر سے  
 تکرم ابو بکر سے اکرام عمر سے  
 دم بند تھے شمشیر دم اشام عمر سے

حق یہ ہے عجب تیغ شرابا رہی پروں  
 کفار کا دم بند تھا عمصام عمر سے

یہ دل بھی سے سینہ فگار و نہیں ایک ہے  
 ہر صبح مہر ہوتا ہے رخ پر شکر نثار  
 گو سیکڑ و نہیں فرد ہے عاشق ترا لکر  
 حور و صورتیرے اشارہ کے قنظر  
 بخشش بھی اک ادا ہے سفا بھی اک ادا  
 خوبان و زگار میں اسطرح فرد  
 اک میں ہوں مجھ سے عاشق شیدا ہزار  
 کیا دن لگے ہیں اسدا ناداں کو چکل  
 تیرا جمال ہر گل و غنچہ میں جلوہ گر

تیرنگہ کے شکر گزار و نہیں ایک ہے  
 ماہ منیر آئینہ دار و نہیں ایک ہے  
 تو ایسا فرد ہے کہ ہزار و نہیں ایک ہے  
 رضواں بھی تیری سینہ فگار و نہیں ایک ہے  
 محشر بھی نیچے جلوہ شمار و نہیں ایک ہے  
 جس طرح آفتاب ستار و نہیں ایک ہے  
 اک وہ ہیں جھکا حسن ہزار و نہیں ایک ہے  
 کہتے ہیں آنکے آئینہ دار و نہیں ایک ہے  
 تیرا کمال سار بہار و نہیں ایک ہے

دیر ر حرم میں ایک ہی آیا تجھے نظر  
 پروں تری نگاہ ہزار و نہیں ایک ہے

# سہرا

برخوردار سعادت آثار فرزند جگر بند میا سیدق حسن

اسکے اوپر ہے دعا و نیک اثر کا سہرا  
ایک پھولوں کا ہواک لعل و گہر کا سہرا  
دیکھئے امہر رشک قمر کا سہرا  
رخ نوشتہ سے کس وقت سر کا سہرا  
لب و دندان بنا لعل و گہر کا سہرا  
اور مبارک ہوا نہیں علم و ہنر کا سہرا  
گل خداں کی ہے بدی گل تر کا سہرا  
چاند سے چہرہ پہ ہر نور قمر کا سہرا

سروشہ پہ بندھا ہے گل تر کا سہرا  
دوہرا دوہرا ہومر لخت جگر کا سہرا  
اسکی لڑیوں ذرا اپنی شعاعوں سے ملا  
کس قدر ہو گیا اللہ سے محو دیدار  
کھل گئی پھولوں کی تقدیر جگہ سے  
صدوسی سال سلامت رہیں قسطنطنیہ  
ہاتھ میں کنگن ہے مقیش کا سر طرہ  
بچ وہ روز دل افروز ہوا دور فلک

نظر بد کا نہیں خوف ذرا بھی پر عیوں  
کہ نگہبان ہے رخ رشک قمر کا سہرا

# سہرا

برخوردار سعید شہید میاں انوار الرحمن طالب علم نابینا ریاسواری

جہیں ہر وقت روشن ہے میاں انوار کا سہرا  
اہل اے جو قلم لا در شہوار کا سہرا  
شعاعین شگفتہ یامہ رخسار کا سہرا

بنا رکھا درخوردار نیک اطوار کا سہرا  
برس آبرنیساں موتیوں کی چاندنی  
گاہیں بڑ رہی ہیں طرف سے روی انوار

ہوا شوق عاجز ہٹا سے ہے کیونکر  
 نہیں سوچ جہ لڑیاں جھوٹیں چہرہ ہلنگر  
 قدم لینے کو جھکن چاہتا جھکن پڑ  
 شراب حسن کی مستی یا جنس سے لڑو تو  
 خسیا چہرہ نوشاہ سے معلوم ہوتا ہے

کہ عاشق ہو گیا سے رو پر انوار کا، سہرا  
 نظر آتا ہے طالب لب سے رخسار کا سہرا  
 الہی کھنڈر - پابند دستار کا سہرا  
 مگر نقشہ دکھاتا ہے کسی منجوار کا سہرا  
 بنا لایا ہے گردوں ثابت سوار کا سہرا

نگاہ شوق زادی پروں جانہیں سکتی  
 نگہاں بن گیا ہے دولت دیدار کا سہرا

## قصاید

میں اور تری حمد خداوند تعالیٰ  
 ہونے ہی کو تھا عقل کا دریا مستلک  
 یارب ترے افضال نے مرے کو کیا  
 لیتا ہے کبھی نفس شفاعت کی صفحا  
 گہمہ خوف نیکیرن جان سے مسترد  
 گر باد صبا شفقت ہو تو موافق  
 تو چاہے تو طلسم کے مقابل ہو مروج  
 گہمہ خلعت کا دس کسی جسم میں خرقہ

حیراں ہوں کہ یہ لفظ ہی میں سے نکالا  
 ہونے ہی کو تھی کشتی دانش تہ و بالا  
 یارب ترے الطاف گرتے کو سنبھالا  
 دیتا ہے کبھی قلب کو غفران کا حوالا  
 گہمہ دہشت مرشہ سے خرد ہنہ تنو  
 طوفان تامل میں رہ کشتی لالا  
 تو چاہے تو کابل کے برابر ہو دوشا  
 گہمہ ساغر حمشد کسی کھت میں پیا

اشوخی کی بھی کچھ حد ہے فلم رول پر

کیا حمد خداوند بھی ہے منہ کا نوالا

اور زفر منہ ثنائے جناب امیر کا  
 منظرہ نہ پاس آئے امیر و فقیر کا  
 نوکِ قلم سے فرضِ دادا ہونہ تیر کا  
 شیوہ ہے بغیرت و ذلیل و حقیر کا  
 لیکن نہ عشقِ آلِ بشیر و نذیر کا  
 قائل جو ہو فضائلِ حضرت امیر کا  
 جو دل سے شیفہ تھا شہِ قلعہ گیر کا  
 جب علی سبب ہے فقط دار و گیر کا  
 حاصل تھا جسکو مرتبہ مہر منیر کا  
 یہ اڑ گیا تھا خوفِ خدا قدر کا  
 لب تک نہ اذکر حدیثِ غدیر کا  
 اللہ را عقدا و صغیر و کبیر کا

ہو دور سا قیامے خمِ عندیر کا  
 تابِ خودی میں مجھے لکھنا ہو لکھیر کا  
 البتہ پاس خاطر اجاب ہے ضرور  
 اچھوں کو طعن و طنز سے لازم اجتناب  
 ہاں رفض ہے عداوتِ اصحابِ باصفا  
 افسوس ہے کہ اب اُسے کہتے ہیں فضی  
 حتیٰ کہ بو طفیل سے عالیجناب کو  
 شیعہ لکھا ہے طنز سے فرجِ جالب  
 حتیٰ کہ شافعی سے جلیل الصفات کو  
 اک جب ہایت کہتے تھے راہِ فضی  
 اب تک سے مولوں کی حکومت کا کیا  
 مولا کھے علی کو تو بیشک سے فضی

پرویں اس طرح میں تو مطلع اک اور لکھ

ہر دائرہ جواب ہو ہر منیر کا

خاتمہ سے کام لیتا ہے پیر کا  
 فرماں نبی کا حکم خدا ہے قدر کا  
 مخدوم و مقتدا ہے امیر و فقیر کا  
 دامنِ خطا سے پاک ہے حضرت امیر کا

ادنا سا شکر ہی بھی جناب امیر کا  
 اکثر جگہ فضائلِ مولا یہ ہے گوہر کا  
 ہے انہا ولیکم اللہ سے عیاں  
 کہتی ہے اور آئیہ تظہیرِ صاف



رب جلیل کہتا ہے یتلوہ شاید  
 خوشنودی خدا کیلئے وقف ہو  
 روز مباحلہ یہ ہوا اور آشکار  
 استاد قدسیان فلک بارگاہ میں  
 دیکھئے ان تظاہر سے تاہو مین  
 فردوس میں یہ ہم الفایزون سے  
 خیر البویذات ملائکہ صفات سے  
 رکن رکین آیہ قرینی ہے مرضی  
 ثابت خوب لکھ لکھی سے تجا  
 مجھے علی ہے اور میں علی کی سچ  
 ہے وصف احب خلق الی اللہ عیال  
 زوج بتول واللہ حسنین ابوتراب  
 یارب بروح پاک امام حسن کچھ تھا  
 یارب بروح پاک شہہ کر بلا حسین  
 یارب بروح پاک شہیدان کر بلا

یہ وصف وصی بشیر و نذیر کا  
 من یشتری وثیقہ ہے فوز کبیر کا  
 نفس نبی لقب ہے شہ قلعہ گیر کا  
 شاہد ہے اذن واعیہ نور ضمیر کا  
 بے انتہا ہے لطف الیمیع و بصیر کا  
 ٹھیکہ ہے نہر شہد کا اور جو شیر کا  
 اللہ رے معاوضہ خیر کثیر کا  
 بالکل ہے اتفاق صغیر و کبیر کا  
 مولا علی کا اور بشیر و نذیر کا  
 روز احدیہ قول تھا حق کے وزیر کا  
 کیا مرتبہ بلند تھا حضرت امیر کا  
 کیا کیا ہو وصف بادشہ قلعہ گیر کا  
 ہر دم انہیں خیال خدا قدیر کا  
 لاکھوں جنجوشکار تھا شمشیر تیر کا  
 حملہ تھا چنیہ شام کے جم غفیر کا

پرویں کو جلد انکی زیارت نصیب ہو  
 برآئے مدعا یہ ذیل و حقیر کا

چراغ غور ہے ہر ذرہ ذرہ ہر ذرہ ہر ذرہ  
 یہ بیضا تھا اک دنی کر شہہ حسن جان کا

مرا سینہ ہے مطلع آفتاب ریح فانکا  
 پڑا ہے چنیہ نور ذات کا پر تو وہ ہر ذرہ

دل بے آرزو میں تمنا اور باقی ہر  
 ادھر صحرانہ طوبی ادھر دنیا ادھر  
 کہاں کی برق کسا صاعقہ کیا چیز بی  
 بتائیں تو ہمیں لداکان گلشن ہستی  
 کھلونے دیکے دینا نا بچھو جو کھلے  
 تجلی سے تشفی حضرت موسیٰ کے ہر تیرے  
 الہی تو ہی ہو سنا سجا بھی اسی بھی  
 ہزاروں کھائیاں رستے میں لاکھوں خائف  
 وہی پھنستے ہیں سن جالین جو کبھی سے نہیں  
 الگ ہرٹ سے زال دنیا راہ لگ ہے  
 میں مرغابی کی صورت خشک رہوں گے  
 یہ جو کچھ دیکھتے ہو پردہ درگی چھا جھم  
 مرے اوپر ہی اوپر ہے امر دنیا فانی کا  
 مگر بایہ ہمہ غافل نہیں انسان انسان  
 مگر کیا خوف مجھ کو نفس اور شیطان کا جتنا  
 بیاض صبح اک سادہ ورق انگری مضا میں کا  
 صفائی جان نہ انکے خسار منور کا  
 حکو حیرت اک ادنا سادہ جبرائیل مسکن کا  
 ہر اک شاگرد انکا حامل شہر سیرت ہے

کہ پروانہ بنے اک شہباز بزم عرفان کا  
 یہ طعمہ نفس سرکش کا وہ دانہ طایر حیران کا  
 کوئی دیکھے تڑپنا عاشق دیدار جانا  
 کوئی تیرہ بھی ہے این خزان سے گلستا  
 نہیں دلچسپ عاقل کھیلے باز یہ طفلان کا  
 یہاں مد نظر جلوہ اسکے روزی تانا  
 مبارک اہدوں ہو تو ماشا حور و غلمان کا  
 مگر ڈرتا چلا جا ہا گھوڑا شوق و آرا  
 نہیں کسی ممکن رو مخا شہباز پیراں کا  
 مجھے سمجھ کبھی ہو گا ہنگامہ کنعاں کا  
 نہ اڑنے میں کوئی مانع نہ خطر نہ ج طرف کا  
 اس آلائش سو روز نہ پاک دل میرا ہوا  
 مرے اندر نہیں رنگ محبت اس میں بستیاں  
 ہمیشہ دغدغہ رہتا دل نہیں شہ سہا  
 کہ دل میں ہے عشق شہ عبد اللہ صفا  
 ریاض خلداک گلستا کے باغ عرفان کا  
 ضیا طلب رہتا تو انکے شمع روتاباں کا  
 شعاع مہر اک مردہ چراغ انگری شہبستا  
 حقیقت آشنا ہر طرف ہے انکے بستیاں

جلے ہیں عمر بھر سوز محبت میں نہیں سجا  
 جہاں موعزہ ریشہ ریز انکی نگاہ لطف کا باد  
 مگر کیا چیز دریا اور کیا نایا چیز سرباد  
 چراگاہ ضلالت میں چون کالا نعام بھر ڈھے  
 وہ قطرہ جملا دریا میں دریا بانی کی فرقت

اگر انہیں کریں اطلاق ابراہیم دوران کا  
 تو پھر دریا نہ ہو محتاج ہرگز ابر نیساں کا  
 دلوں کے صدقہ سے پلا مینہ نور عرفان کا  
 انہیں دم بھر میں گلزار ہدایت کی طرف بانکا  
 ہمارا وہ ونا کہ میں عالم برق بارانکا

ادب مہر دہاں سے بس قصیدہ تم کو پروں  
 اور اپنے واسطے تو واسطہ دشاہ مردانکا

دورہ چرخ میں سوار ہے دلکو آرام  
 خوب واقف ہوں تیری تفریق پر دریا  
 بزم آرا ہوا اگر شمس و قمر میں ساغر  
 نہ ستمگر تجھے اک شکل بر اک لمحہ قرار  
 واہ رتیرا طیف لقمہ کبھی دشمن کبھی دوست  
 سنتے آئے ہیں سلف سے تجھے خود میں دریا  
 جستہ حالوں یہ چالیں دغا یا ایذا  
 میں کیا تیرا بگاڑا جو بنا یا مجرم  
 خود زمانہ سے گزر جاوں اگر ہو یا  
 کبھی ناقص سے حرکات سے خوشیدیر  
 تو موافق ہو تو شہباز ایام سے فضل عصفور  
 عالم آشوب جہاں سوز درد و القاب

ہر گل عیش میں ہیں سیکڑوں خالام  
 کہیں نامید فسون گرتے کہیں توہرام  
 رزم یہاں ہو اگر اس ذنب میں صمصما  
 نہ جفا تو تجھے اک طرح بر اک لحظہ قیام  
 واہ رے تیرا سینہ کبھی تو سن کبھی آہ  
 کہتے آئے ہیں حلف سے تجھے خود سرد کام  
 بستہ بالوں کی تکلیف یہ غم یہ ابرام  
 میں کیا تیرا دبا یا جو لگا یا الزام  
 خود گلا کاٹ کر جاؤں اگر دو صمصما  
 کبھی کامل تری برکات سے تمام  
 تو مخالف ہو تو رو بہاے ازل ضرغام  
 حشر نیکیز و جفا خیز ترے دوسر نام

تیری تدویر میں دشتِ جوں گسست و بلند  
 ہاں محاضد ہو مر تا کہ وہ لالہ خسا  
 آفت دیدہ و دل نور چراغِ محفل  
 بوسہ بازی دل زار کو دے طینت  
 عطر بیری محط ہو دماغِ افکار  
 مشک باری مسود ہو بیاضِ قرطاس  
 سلکِ تقریر میں پا خرد و رواندیش  
 باج شاہنشہ زیب جاہ و ثریا درگاہ  
 خسرو ملک کن جامعِ اوصاف حسن  
 آسمانِ خوش و جهانِ بخش و شجاعت  
 تاج اعزاز و سرانجِ چشم و نورِ جلال  
 حشمت و شوکت و فوجِ تری دلی گیتی  
 تو جہاں گیر و جہاں دار و زمانہ چاکر  
 ترے اخلاق کی خوببو محط ہے شاعر  
 بزمِ اشعار میں مگر صرف گہر زیری ہو  
 ناسخِ نسخہٴ عجز از میسجا ہو سخن  
 تری دانش سبب علمِ فلاطوں و  
 تری شہد ز صبا نیز سے ہے رجا  
 ادہم و ہم کی تازا و در قرع کا قرا

تیری تا پیر سے ہر شمس و قمر ناقص و تمام  
 ہاں معا و ہر مرا تا کہ وہ نفسیر اندام  
 ز سگِ خان چکلِ نور و شمس و حور خرام  
 نغمہ پردازی سے پیار کو بخشے آرام  
 بادہ ریزی سے منور ہو باغِ انہام  
 نور کا ہی سے منور ہو سوادِ ارقام  
 ضبطِ تحریر میں لائے قلمِ عنبر فام  
 میرِ عثمانِ علیخان بہادر مہم  
 دانش آگاہ و ستم گاہ و فلکِ جاہ بہام  
 چارہ پرداز و سرا فراز و ہمایوں  
 اورج دیں موجِ یقیں مہر سپہر اسلام  
 جاہ و قبائلِ کجی برادنے سے غلام  
 تو جہاں بخش و جہاں دار و خلائقِ خدا  
 ترے اسفاق کی گہمت سے منہ پر شام  
 اے رفیقِ فسوں تری را الہام  
 یا سح گنگوڑی حضرت کیسی ہو کلام  
 تری سندش کے سبب فہمِ اربطو گنم  
 گرجے برقِ تیاں نرم من شکر صمام  
 تو سن لکھی دوڑا در تر شہد کا قیام

دو ج میں صحیح نہم موج میں بحر قانزم  
اس قصیدہ غرض صرف عاگوئی ہے  
تاچمن لالہ و گل سے ہو ریاض فرسوس  
ترے قدموں سے باغ جہاں بہا  
سراجاب کو لازم ہو کلاہ اقبال

فرج میں اسکے طلاطم سے جہاں کے آرام  
نکہ در یوزہ گری سے طلب درسم و دام  
تاز میں تھیلے سے مرکز عالم میں قیام  
تری سکت سے سے سا جہاں گوارا  
فرق اعدا کو مبارک ہے تاج سر سام

ہو چکا مختصر اظہار عقیدت پر ویں  
نابندیدہ سے اظناب کرو ختم کلام

مرحبا ساقی خجستہ مقال  
یتسری فرقت نے کر دیا سہل  
تو نہیں تو زیست سے مشکل  
تو نہیں ہے تو خوابِ فخر ہے حرام  
تو نہیں ہے تو ضعف ہے عروج  
مجھ کو تقدیر نے دکھایا ہے  
مجھ کو افلاک نے چکھایا ہے  
لیکن اب تو پلاے جا پیہم  
تو مرے دل سے محو ہو جاے  
تا سہلی کے ساتھ لکھا جاے  
یعنی فخر جہاں نظام الملک  
روضہ گلستانِ حشمت و سر

العطش العطش تعال تعال  
تیرے دوری میں تو گیا یا مال  
تو نہیں ہے تو زندگی ہے محال  
تو نہیں ہے تو بیخِ و خم ہے حلال  
تو نہیں ہے تو زور کو ہے زوال  
لباسِ فرقت بجائے عیشِ رصال  
سہمِ قاتل بجائے آبِ زلال  
جامِ لبسِ نیر و رطل مالا مال  
ذکرِ ماضی و فکرِ استقبال  
وصفِ فرماندہ حجتہ خصال  
قبلہ گاہِ امانی و آسمان  
حوضہ بوستانِ جاہ و جلال

<p>جسکے تابع ظفر مطیع اقبال  پاے رستم گوشک پیرہ زوال  اور کر دے جہاں کو مالا مال  کہ خضلا کا نہیں وجود محال  ہر قدم پر نمود ہو بھونچال  اک لمحہ میں ہر شجر ہو نہال  کہ نہ جگہ بیٹھتے نہ زوال  نہ جسے احتراق ہے نہ وبال  کہ تڑپ جائیں سنکے اہل کمال  کہر کے مہینہ میں سمند خیال</p>	<p>جسکا تابع فلک غلام ملک  رزم میں ہوا گروہ تیغ افگن  کچھ دکاں پر اگر وہ ڈالے ہاتھ  فلسفے دیکھ کر کچھ مجبور  جلوہ گستاگر ہو تو سن پر  نظر افگن اگر ہو گلشن پر  اسکی تقدیر وہ مہر نظیر  اسکی تدریس وہ بدر نسیر  ایکے مدحت میں دیکھوں شعا  ایکے چڑچباؤں چرخ ہفتہم پر</p>
<p>بے نقط لکھوں بھانسی پر وہیں شعر  اور دکھا دوں کہ یہ ہے سحر حلال</p>	
<p>ہمد مودور کر دوردو ملال  اور کھلاواہ واہ لالہ آل  ماہر کار گاہ حال و حال  کاسہ ہر گدا ہو مسال مال  اور اسطو کا سارا علم و کمال  گرہ کار دہرہ کا حلال  اسکا سر صدر علوم و کمال</p>	<p>لاؤ دو کا سہا ما مال  کوہ و صحرا ہوا سارا  لکھ دلا مدح سرور و مال  گر ہو گرم عطا وہ اک لمحہ  دیکھ کامل عطا ہو اسکو  مرا مزدوج سرور عادل  اسکا دل محرم عطا وعدا</p>

<p>ماہ کا مسل ہو دایما کو صلال          سلسلہ وار ہر سرور و ملال          عسر و اولاد ہو سوا ہر سال          گوہر و نعل اور محالک و مال          طول عسر و وصول علم و کمال</p>	<p>گر سردگار ہو کر م اُصل کا          دورہ مہر و ماہ ہو ما دام          دایما اُسکا دور دورہ ہو          مالک الملک کر عطا اُسکو          کھانک و صمصام اور گوہر کام</p>
--	--

<p>یوستان آرزو ہے جلوہ گاہ تو بہار          پھر عشرت گدہ میں وہ فردوسی نگار          حور نگین حور امیں حور و حور          مددقاومہ بہاؤ مہ ضیا و منہ نشا          اللہ اللہ اُسکا قد محسوس و جوہر          روی رنگین لطف مشکین گنج با د اور دو ما          قد بالا خدوالا گلبن خلد و ہنر          الخضر ہے اور میں نظارہ ناز و نیا          ذکر تدویر زمانہ کچھ نہ فکر روزگار          دل سے وہ خواہاں مرا جانے میں اُسکا خوا          نغمہ زیر مدحت فرماندہ والا تبار          راہیو تانہ کی رونق ہند کا عرو و قار          داور خورشید نظر افشخار روزگار</p>	<p>شروہ بادا اختر مسعود و بخت سازگار          پھر مہر خلوت گدہ میں وہ طاوسی خوار          حور صورت حور سیرت حور طلعت حور          ماہ آب ماہ تاب ماہ رو و ماہ خور          اللہ اللہ اُسکا قامت رشک شامین          لطف مشکین روی نگین ہالہ و ماہ تمام          خدوالات قد بالالالہ و سر و بلند          الخضر وہ اور میں نظارہ ناز و نیا          حور قصب کج اکب کچھ نہ سیم آسمان          واوہ رنجت سعادت شامان نصیب          اور اسنم طرب انگیز من سنی بال          شہر حلیور کا لقا خراور دیا کا فروغ          یعنی فیاض علیخان بہادر باسکو</p>
--	--

عمدہ اہل زمانہ توبہ اہل زمن  
ماہتاب آسمان زم و زم و احتشام  
قلزم داد و دہش اسکا اگر ہو جو جرن

صاحب افغان جا اگر کج دول سورا  
آفتاب خاندان نجد و مجد و عتبا  
ساحل امید ہو ایک عالم ہمکن

مدحت غایب میں پیروں نغمہ سنجی تا کجا  
مدحت حاضر میں لکھوں مطلع گو ہر سنگا

مرطع

گر ترقی ہا اٹھیاں بھی ہوں علم ہنگام کا  
وسعت ما در دگہ تیر شمشیر تیاں  
فحش اور دگہ میں تیرا شہ زور و  
ہمت مردانہ تیری جنگ میدان کا بنا  
جتنے عرصہ میں اٹھائے اہل حق ایک کام  
تو ہر درج جلا تیری ذات نور پاش  
بجھسے جو تک سلسلہ استکاران کرم  
ہوں سدا بجا کو مبارک خطا با بلند  
تو رہے متا ز دولت تو رہا فخر تک  
آہنیت نامہ لکھا ہے مدح کے مختصر  
جو تمنا ہو تری برائے وہ قبل از عا

لشکر احد کو لا کر دینا مثال ذوالفقار  
برق یز و برق یز و برق یز و برق یز  
برق رنگ برق رنگ برق رنگ برق رنگ  
تیغ کی کٹھنی عروں فتح و نصرت کا سنگھا  
تیرا توس کا وہ عالم کر اے لاکھ با  
انتہا برج شرافت تیرا نام نور با  
تجسس آدم تک سلم جاہ مندان کجا  
اور جو بنیاد ایوان مسرت بائدا  
روز افزوں احتشام روز افزوں  
تاہو تطویل سجا خاطر اقدس پیبا  
بہر قسم المریدین بہر اصحاب کجا



## رباعیات

یہ ہم کو جہاں میں خوف باری نہ رہا  
تو بہ کا اثر دلون پہ طاری نہ رہا

یا دغدغ گنتا ہر گاری نہ رہا  
تو بہ تو رہے زبان پہ جاری نہ رہا

## رباعی

مہراج شرافت تھی ایسے گویا  
جو اپنی گرہ میں تھا اسے بھی چھوٹا

فیشن میں ترقی کے ہوئے ہم جو یا  
کچھ اور تو پروں نہ گمایا اسے

## رباعی

دنیا کھلے یوں نہ بگاڑو دیں کچھ  
اخلاق کی جھاڑو سونہ جھاڑو دیں

اسے تازہ نہالونہ اجاڑو دیں کچھ  
پایسے ہی سمجھے ہو جسے تم اخلاق

## رباعی

جو وصف ہیں دو نہیں ہوسکتے  
اسے دو جہد تیرے قرار نہیں

ہمیا یہ دل و دانش ایمان نہیں  
کیا آیت الرجال قوامون

## رباعی

جو جسم بھل سکتے نہیں اک جہاں سے  
یا جہاں ہاتھ دہریا جہاں سے

منصور کا یہ قول تھا ہر انسان سے  
یا حق کا طلبگار ہو یا ناحق کا نہ

## رباعی

رہتا نہیں اس ڈھنگ سے پیسہ باقی  
دریا میں رہے نہ کوئی قطرہ باقی

جب شوق ہوں موجود کمانا باقی  
بے آمدنی خرچ کریں گے پروں

## رباعی

سرسوید رہا کرتے ہیں جامِ حرم سے چھب جاتی ہے دختِ زنا حرم سے	تجانہ میں کچھ پردہ نہیں ہے شیخ اے تو اٹھ جا میں ساغریوں سے
ریا سے	ریا سے
چھینی ہے رزائل نے فضائل کی سمجھاتے ہیں لٹھی سے دلائل کی جگہ	تقلید ہے تحقیق مسائل کی کیا مسخ ہوئی عقل کی پیروں علماء
ریا سے	ریا سے
ہم ذرہ ہیں رشید منور ہیں آپ ہم ایک اہمیت ہیں پیمبر ہیں آپ	ہم خار ہیں یا شاہِ گلبرہ ہیں آپ ہر حال میں پیروں ہے غرضِ خالصت
ریا سے	ریا سے
اور گوہرِ غلطاں کو عدان میں دیکھو بیقدری ہر اک شے کی وطن میں دیکھو	تم لعلِ درخشاں کو یمن میں دیکھو پیروں گلِ خنداں کو چمن میں دیکھو
ریا سے	ریا سے
اور دورِ جدید کی ہے قومی آواز دونوں سے ملا جلا ہے میرا انداز	تھا عہدِ قدیم صرف غمزہ و ناز میں وسط میں واقع ہوں لہذا پیروں
ریا سے	ریا سے
اور رخسے جدا نقاب ہو جاتا ہے وہ خیرتِ آفتاب ہو جاتا ہے	جسوقت وہ بیحجاب ہو جاتا ہے جس فرہ پڑ جاتا ہے پر تو پیروں
ریا سے	ریا سے
عادات میں انقلاب ہو جاتا ہے	جو خلق میں کامیاب ہو جاتا ہے

ہو جاتا ہے جبکہ خاکساری میں کمال	خاک رہے تو تراب ہو جاتا ہے
ربا	ربا
یہ ہلکو جلاتی ہیں جلائیگی انہیں	ایسے ہی خیال میں لائیگی انہیں
جس طرح بناتے ہیں ہمیں یہ حق	کل انکی بھی اولاد بنائیگی انہیں
ربا	ربا
دل پردہ میں ہوتا ہے جگر پردہ میں	اور سر میں داغ سرسبز پردہ میں
وہ جسم میں گھبراتی ریاست کا نشان	محفوظ ہوں عورات اگر پردہ میں
ربا	ربا
یا خلق خدا شاد رہے ایسا ہو	یا خلق سے آزاد رہے ایسا ہو
ایسا ہو کہ ویسا ہو غرض جیسا ہو	یہ شرط ہے مٹھی میں مگر سیسا ہو
ربا	ربا
بچوں کو دل و جان سے بہتر سمجھو	بالغ ہوں تو پھر ان کو برا در سمجھو
اور جب ہوتی تو ش میں وہ تم کیسے	اولاد کو دشمن کے برابر سمجھو
ربا	ربا
خورشید کو نور سہی پوچھو	اور بدر حبیب کو انوری سے پوچھو
صرف ہیں ہم نقد سخن کے پیروں	جو ہر کی شناخت جو ہری پوچھو
ربا	ربا
الفت بھی عجب آفت جانی ہوتی ہے	آتش کی طرح دل میں نہا جاتی ہے
یاد آتا ہے پھر شہر دینیہ پر ویں	جب عظمیٰ تعریف جانی جاتی ہے

<b>ارباب سے</b>	
مضطرب ہو سفر میں کبھی گھر کھلنے	پر دیں وطن سے ہر آل جو پیر کھلے
گر چاہتا ہوتا ج میں رہنا پروں	لازم ہے فراق بجز گوہر کے لئے
<b>ارباب سے</b>	
اللہ سے اقبال شہانہ میرا	سرتاج فلک ہے آشیانہ میرا
ہوں فرزند سنج نعت احمد پروں	سے طائر سدرہ ہم ترانہ میرا
<b>ارباب سے</b>	
تحقیق کا طالب ہے انسان وہی	یکساں مودل و زباں مسکمان وہی
رفاضل کا ہے کام تفسیر پروں	میدان میں چلے خیر و امان ہے وہی
<b>ارباب سے</b>	
حقا کہ خوش آمد کا کونا بہتر	سو مرتبہ دنیا سے گزرنا بہتر
بیابان میں قول ہے میرا پروں	انسان منافق ہو تو مرنا بہتر
<b>قطرہ</b>	
پہلے بیمار ہو نزع میں ہوش ہوتے	مر گئے غسل کیا بعد کفن ہوش ہوتے
المعترض انہی پریشانیوں میں	بارہ اصحاب صبر سے سبکدوش ہوتے
<b>ارباب سے</b>	
انگور پی ہا درہ لی باغ زر سے	کر خلیق کو خمہ اور ایام زر سے
انہی پر ہے دنیا میں تم ہی روشنی	اعزیز کو تلاش کر چو باغ زر سے
<b>ارباب سے</b>	

دھلجاتے ہیں جو داغ ہوں اب زرسے	چھبے جاہیں سب عیب جاز سے
اشد سے زرسخ کی گرمی پروں	فولا دیکھل جاتا ہے اب زرسے
ر ب ا س ع	
کھتا ہے کوئی علم و ہنر ہر تہ سے	کھتا ہے کوئی عقل و نظر ہر تہ سے
اور تجربہ کاروں جو پوچھا جا کر	سب متفق اللفظ ہیں زربہ سے
ر ب ا س ع	
چم حسن رنگ نے نمک پاشی کی	چم بیٹھے بھٹھے سو جھی عیاشی کی
پردہ کی مخالفت کی تہ میں پروں	تہ سے تہذیب سے عیاشی کی
ر ب ا س ع	
ہم پہلے تو مستور تھے پردہ میں نہیں	اور بعد فنا جائینگے پردہ میں نہیں
پردہ میں سارے ہے فقط قوم کا پردہ	پردہ جو ہوا فاش رہو گے نہ کہیں گے
ر ب ا س ع	
ہر جا نہیں تقلید کی عادت اچھی	دانا کو ہے عاقلانہ جرات اچھی
پہلوں ہی کی تقلید جو کرتے نواب	جیہور کی ہوتی نہ یہ صورت اچھی
ر ب ا س ع	
تم غور سے دیکھو گے اگر کار جہاں	دو طرح کے پاؤ گے تم اس میں انساں
اک وہ کہ نہ اپنی نہ زمانہ کی خبر	اک وہ کہ انہیں آئینہ کل کون مکاں
ر ب ا س ع	
ہر دست میں خاک شفا ممکن ہے	ہر بجر میں ہو آب بقا ممکن ہے

<p>ہر شعلہ میں ہونورا کبھی دشوار</p>	<p>ہر شعر مولا جواب ناممکن ہے</p>
<p>ریا ہے</p>	
<p>واجب ہے ہمیں شد کامل کی تلاش سیمغز جو ہو جاے وہ سیمغز نہیں</p>	<p>لازم ہے مسافر کو ہونزل کی تلاش جو صاحب دل ہو وہ کر عدل کی تلاش</p>
<p>ریا ہے</p>	
<p>جسکو ہے ہاں آل عجا کی تقلید اوپریش نظر رکھتا ہے قرآن چھت</p>	<p>اصحاب کبار با صفا کی تقلید وہ کرتا ہے شاہ دوسرا کی تقلید</p>
<p>ریا ہے</p>	
<p>جو شخص کہ ہو آل عبا کا دشمن ہم دوست ہوں مگر سوسا کی کج وہ</p>	<p>حضرت کا وہ دشمن ہے خدا کا دشمن ہر مومن پاک با صفا کا دشمن</p>
<h1>ترجیحات</h1>	
<h2>حل کرو مشکل کو میری یا علی مشککت</h2>	
<p>فلک بکینہ پلنگ است یا علی مدد کے زمین جو کج کام ہنگ است یا علی مدد کے</p>	<p>سداوت شیشہ و سنگ است یا علی مدد کے نفسن ہسینہ خدنگ است یا علی مدد کے</p>
<p>انجمن ہونے کی حد بھی بڑی ہے سہولتوں کو جو چپ رہوں میں غنہ تو ہے ہونے کو</p>	<p>زمانہ بر سر جبک است یا علی مدد کے جھک بغیر تو رنگ است یا علی مدد کے</p>

آدب مانع اظہار میں کہوں کیونکر	جگر ہے سنگ نہیں مضطرب نہیں کیونکر
	<p>زمانہ برسہ جنگ است یا علی مدد سے          لکھ بغیر تو سنگ است یا علی مدد سے</p>
دعائیں لاکھوں مگر با اثر نہیں کوئی مرض تو سخت ہے پر چارہ نہیں کوئی	ہزار حیف کہ صاحب نظر نہیں کوئی مرا معالج درد جگر نہیں کوئی
	<p>زمانہ برسہ جنگ است یا علی مدد سے          لکھ بغیر تو سنگ است یا علی مدد سے</p>
قرب موت ہو ان بدن سفایہ سے تمام شکوہ شکایت کا مدعا یہ ہے	مرض ہے اور کوئی کہتا نہیں روایہ سے دوبونگی مجھے قسمت کہ ناخدا یہ ہے
	<p>زمانہ برسہ جنگ است یا علی مدد سے          لکھ بغیر تو سنگ است یا علی مدد سے</p>
نصیب حج و زیارت ہوئی ہر قدر سے مگر موانع ہیں کیونکر کل سکوں گھر سے	سحاب برکت و رحمت جو متصل بر سے یہ آرزو ہے کہ اون سخت میں سر سے
	<p>زمانہ برسہ جنگ است یا علی مدد سے          لکھ بغیر تو سنگ است یا علی مدد سے</p>
مرے معالجہ سے سنگ اگھی حکمت بہت ہوا تو فقط یہ کہ ہو گئی خفیت	حواس کیسے ہوں قائم بجا نہیں صحت گئی مزاروں پہ بھی اولیا کی بد قسمت
	<p>زمانہ برسہ جنگ است یا علی مدد سے          لکھ بغیر تو سنگ است یا علی مدد سے</p>

<p>عجب بلا میں گرفتار ہوں خدا کی قسم تہمتیں ہمارے ہوتے ہوئے خوار ہوں خدا کی قسم</p>	<p>میں اپنی جان بیزار ہوں خدا کی قسم بہت ہی سکسوں لاچار ہوں خدا کی قسم</p>
<p>زمانہ برسہ جنگ است یا علی مددے کمک بغیر تو ننگ است یا علی مددے</p>	<p>زمانہ برسہ جنگ است یا علی مددے کمک بغیر تو ننگ است یا علی مددے</p>
<p>کہ میرے واسطے اللہ سے دعا کیجے کوئی غریب کی سنتا نہیں کیا کیجے</p>	<p>حضور فرض نبرگی کو یوں ادھر مجھے شفا کی طلب سے شفا عطا کیجے</p>
<p>زمانہ برسہ جنگ است یا علی مددے کمک بغیر تو ننگ است یا علی مددے</p>	<p>زمانہ برسہ جنگ است یا علی مددے کمک بغیر تو ننگ است یا علی مددے</p>
<p>کہ آ کے روضہ قدس بق بادل غم مگس بلند نالہ و فریاد یوں کی پرچوں</p>	<p>یہ آرزو ہے دل بے بلا میں آشدہ بہا بہا شکر اور رگڑ رگڑ کے جنیں</p>
<p>زمانہ برسہ جنگ است یا علی مددے کمک بغیر تو ننگ است یا علی مددے</p>	<p>زمانہ برسہ جنگ است یا علی مددے کمک بغیر تو ننگ است یا علی مددے</p>
<p>المدد یا غوث اعظم دستگیر</p>	
<p>شرف جاں مدد عزت ارکان مدد ہمد و سوار بودیش تو آساں مدد</p>	<p>فخر عالم مدد مقصد پا کال مدد دستیگر عرب روم و خراساں مدد</p>
<p>غوث اعظم من بے سرو ساں مدد قبلہ دین مدد کعبہ ایماں مدد</p>	<p>غوث اعظم من بے سرو ساں مدد قبلہ دین مدد کعبہ ایماں مدد</p>
<p>اک میر جہان اور سارے جہاں کی نذر نفس سرکش نے مجھے ماریا اور تیر</p>	<p>نفس سرکش نے مجھے ماریا اور تیر اک میر جہان اور سارے جہاں کی نذر</p>



<p>کھسی پہا کو کھسی کروٹ نہیں دلا کر کھسی</p>	<p>نہ رضا ہے نہ فاعلیت نہ صبر و کمال</p>
<p>غوث اعظم مین بے سرو و سا مال مدد قبلہ دیں مدد سے کعبہ ایماں مدد</p>	<p>پچھے روضہ اقدس میں سپہ گرداں میں بھی شائق یارت ہوں تھوڑا</p>
<p>مد و خورشید کے مانند دستے قربان اسی امیدیں صبح و مساور و زباں</p>	<p>غوث اعظم مین بے سرو و سا مال مدد قبلہ دیں مدد سے کعبہ ایماں مدد</p>
<p>راہ کا وادی پر خار مجھے گلشن ہے سچ تو ہے کیوں نہیں جب آپکا وہ کن ہے</p>	<p>جس قدر شوق یارت مجھے روکن ہے خدا بخدا دکا ہر کوچہ و ہر برزن ہے</p>
<p>غوث اعظم مین بے سرو و سا مال مدد قبلہ دیں مدد سے کعبہ ایماں مدد</p>	<p>ایکے روضہ اقدس کا خار کھسے ایک ایک ذرہ ہے غیرت خورشید</p>
<p>بیشک و شبہ ہے گلگونہ رخسار نقیس اسماں سے بھی ہے بالا در والائی میں</p>	<p>غوث اعظم مین بے سرو و سا مال مدد قبلہ دیں مدد سے کعبہ ایماں مدد</p>
<p>ایہ فریساں سوا آنکھ سے گوہر کی قسم بد نصیبی ہے سب کچھ یہ تقدیر کی قسم</p>	<p>شمع کی طرح سے گریاں تو سندر کی قسم سوز و غم سے مین کھنکھاتا آذر کی قسم</p>
<p>غوث اعظم مین بے سرو و سا مال مدد قبلہ دیں مدد سے کعبہ ایماں مدد</p>	<p>غوث اعظم مین بے سرو و سا مال مدد قبلہ دیں مدد سے کعبہ ایماں مدد</p>

<p>دل میں جو کچھ ہے تمنا وہ برائے کیونکر چرخ کو طرز و فا کوئی سکھائے کیونکر</p>	<p>کوئی بگڑی ہوئی تقدیر بنائے کیونکر یہ جفا کا رہنے ظالم نہ ستائے کیونکر</p>
<p>غوث اعظم مین بے سرو سا مال مدد کے قبلہ دیں مدد سے کعبہ ایماں مدد کے</p>	
<p>بہی سے ہوں کسی مرکب آبی پیو کر تندرستی کی ہو ایساے جو جان بچا</p>	<p>بنکے دجلہ میں روانہ ہو ہزارا بر بہا ہو کے قربانِ رعالی پہ کر عرصہ طبع</p>
<p>غوث اعظم مین بے سرو سا مال مدد کے قبلہ دیں مدد سے کعبہ ایماں مدد کے</p>	
<p>سیکڑوں میں اور ایک پیمانہ نشان و جلتے ہیں اس فلک قدس میں سب اہل راز</p>	<p>جلتے جلتے مرا تین جاگ ہو جا نہیں کیا فقط حاضر کی میری تقدیر نہیں</p>
<p>غوث اعظم مین بے سرو سا مال مدد کے قبلہ دیں مدد سے کعبہ ایماں مدد کے</p>	
<p>ہند سے لہجہ اڑا کر تو مجھے باد صبا اسے زمین تو ہی ذرا جیسے ہوں جگر کھلا</p>	<p>گر دیکھ طرح پر کاہ کی صورت پہنچا کیا جیسا جاگہ کوئی نہیں میری کشتیا</p>
<p>غوث اعظم مین بے سرو سا مال مدد کے قبلہ دیں مدد سے کعبہ ایماں مدد کے</p>	
<p>دل میں جو شوق ہے بیروں سے رقم ہو کیونکر وہاں حاضر ہو تو تم درد و الم ہو کیونکر</p>	<p>یکھتے قلب کی تفسیر قلم ہو کیونکر آپ چاہیں تو نہ معذور یہ غم ہو کیونکر</p>
<p>غوث اعظم مین بے سرو سا مال مدد کے</p>	

	قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے	
	یا معین الدین چشتی المدد	
بود در حکم تو خوبی وز شستی	کہ یک شد دوزخی و گمراہ شستی	
برو مند آمدہ نتخے کہ کشتی	فنا گردید ہر کس را بہشتی	
	بگرداب بلا افتادہ کشتی	
	مدد کن یا معین الدین چشتی	
شب تاریک اور امواج پرنا	تلاطم چار جانب محشر افزا	
برابر جوش میں ہر سمت دریا	خدا را اسے شد دنیا و عقبہ	
	بگرداب بلا افتادہ کشتی	
	مدد کن یا معین الدین چشتی	
نہ اینوں سے مجھے امید لقت	نہ بیگانوں میں باقی ہے نہ وقت	
ہو اندر خنداں باغ محبت	زمان زندگی ہے اک مصیبت	
	بگرداب بلا افتادہ کشتی	
	مدد کن یا معین الدین چشتی	
نہ صحت ہے نہ راحت نہ فرحت	نہ شادی ہے نہ عشرت نہ فرحت	
نہ اطمینان قلبی نہ مسرت	جد ہر دیکھو او ہر حسرت ہی حسرت	
	بگرداب بلا افتادہ کشتی	
	مدد کن یا معین الدین چشتی	

کہاں جاؤں فلک ہے دشمن جاں غرض ہر وقت ہستی ہوں کیشاں	زمین دریے مثال چرخ گرداں ہزاروں کامشیں اوراک میں حیراں
بگرداب بلا افتادہ کشتی مدد کن یا معین الدین چشتی	
کچھ کیا حال دنیا کا یہ مضطر دروں تارک اور پسرؤں منور	کہ باطن میں ہے خشک و ظاہر دلوں میں وہ نہیں جو کچھ ہے منہ پر
بگرداب بلا افتادہ کشتی مدد کن یا معین الدین چشتی	
نہو پیروں زیادہ اب تو دگر کیئے جا عرض گریا ورتے تھیر	خدا دیگا ترے نالوں کو تاشیر کہ مدت سے ہوں غرق بحر تشویر
بگرداب بلا افتادہ کشتی مدد کن یا معین الدین چشتی	
<b>یاسین ابن علی میری دفریاع</b>	
ہر ذرہ ذرہ تاب میں ماہ کر بلا کس سے بیاں ہو مرتبہ تر جاہ کر بلا	طوبی پہ ٹخندہ زن ہے پر کاہ کر بلا میں بھی ہوں نثار و ہوا خواہ کر بلا
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا یا لوں اپنے صاف کروں راہ کر بلا	
میں ہند روانہ ہونی جانمب حجا دو ہفتہ کے قریب ہا بحر میں حجا	

آخر ہوئی زیارت جدہ سفر فرما	پھر اسکے بعد قصد حج تے بہت دنوں
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں گے	
وہاں سے طواف کعبہ کی عزت مہنگی حصول کرنے معاً میں بھی عاتقین میں قبول	سعی معفا و مر وہ محنت ہونی و کوشش حجر و طیم پر بھی ملایک کا تھا نروں
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں گے	
باب السلام باب جنان کا نظیر تھا میں رجو حرم میں تھا گردوں میں سر	اور زفرم آتے اب میں ماہ منیر تھا ہر اک موذن اسپد ملایک صنفیر تھا
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں گے	
دولت سے سرفا ظمہ زہرا کا بھی نہ ہوا اور مول علی ولی کشتہ شمشیر نہ ہوا	حاصل ہوا کہ وہ ہے کبر اور جہاں دیکھا جہاں ملا کہ حاضر صنف
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں گے	
پھر حینت معلیٰ میں میرا ہوا اگر اک گنبد بلند خدیجہ کا تھا فرما	اس فرشتہ تھا عمر اس الہی کو قضا اور دوسری میں منہ بی بی کی یاد
اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں گے	

اباے بادشاہ عرب سرور محمد ہر گنبد مزار سے چرخ بلند کم	اسکے علاوہ اور بزرگان کی چشم ہر ایک انیسین بحس عظام عدن محرم
--	---

اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا  
بالوں سے اپنے صاف کروں گے کر بلا

وہا سے ہوا روانہ عرفات قافلہ اور صبح پھر خیام منا میں توتی بسا	وہاں سے زمان حج میں چلے جاننا وہا سے وقوف آڑ میں دلفین کنا
---	---

اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا  
بالوں سے اپنے صاف کروں گے کر بلا

شہر مدینہ جانیکا ہر گونہ انتظام کچھ فاصلہ پہ شہر سے اکدن کھیا قیام	پھر وہاں کے مکہ میں جندی کھیا قیام جسدن چلے ہیں مکہ سے اردو محرم ہا
---	--

اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا  
بالوں سے اپنے صاف کروں گے کر بلا

منزل یہ گاہ ٹھہر گئے کہ دو منزلہ تکلیف راہ کی نہ شکایت نہ کچھ گلہ	اک روز کے چلنے لگا آگے قافلہ تینگے پہاڑیوں کا برابر تھا سلسلہ
--	--

اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا  
بالوں سے اپنے صاف کروں گے راہ کر بلا

عشرہ کی وجہ سے وہاں اکدن کھیا قیام ہر روز دور ہوئی گئی مسجد حرام	ماہ عزاکر دسویں کو رافع ہوا مقام پھر گیا رہیں وہاں سے چلا آگے از کو
---	--

اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا

	<p>بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا</p>		
<p>تھکے تھکے بچہ تو فرخا دست کھوچہ ننگدست مخمر جام بادہ روز است کھے</p>		<p>زایر سب شتیاق یارت میرت از حد کھے انتظام بڑی بندوبست</p>	
	<p>اب کر بلا بلا سیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا</p>		
<p>شیرب یہ چند میل سو سکا ٹری نظر باغونین چھپاڑ تھے شاخونہ جانو</p>		<p>القصہ بارہ روز ہو راہ مین کسر کس شان سے سواد مدنیہ تھا جلوہ</p>	
	<p>اب کر بلا بلا سیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا</p>		
<p>عظمت عیال احاطہ سمی تحت مکا تفصیل اسکی کھیے تو باہر بیان سے</p>		<p>باہر حجاز ریلوی تسانہ شان سے مصرف کارنگ بڑی آن بان سے</p>	
	<p>اب کر بلا بلا سیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا</p>		
<p>مشکل سے پہنچے زور سے پھینکا کر کند ہوڑا ہیں سب ہ رات کھوئے سے بند</p>		<p>اطراف میں تفصیل بہت پختہ و بلند دروازہ خوبصورت مضبوط و بلند</p>	
	<p>اب کر بلا بلا سیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا</p>		
<p>بصفت پتھر کی ٹیڑھوں رواں خلوص صفت روضہ کھڑے شہر نئی صورت صفت</p>		<p>کنکر کی ٹیڑھیں اور اسکا دوطرف دارین کا جو نخر تو کونین کا شرف</p>	

<p>اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا</p>	
<p>صناعی فرانس استاد بی فرنگ میدان اگر چہ خوب مگر ہر روز تنگ</p>	<p>بلور کے وہ جھار کہ عقل سلیم رنگ روشن ہوں ایک اکلن بجلی کو بریدر</p>
<p>اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا</p>	
<p>وہ منبر رسول کہ جس کا فلک غلام لائے تھے جبرئیل امین جس جگہ پیام</p>	<p>وہ مسجد نبی کہ ملایک کا اردہام وہ حجرہ پیمبر خورشید حشام</p>
<p>اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا</p>	
<p>ہر شمع بریقین تھا خورشید طور کا موجود آدمی جہاں نزدیک دور کا</p>	<p>ہر ذرہ ذرہ وہاں کا سرارہ تھا نور کا تھا مدوجز بجز انات و ذکور کا</p>
<p>اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا</p>	
<p>گنبد جدا جدا بلندی میں منتخب کوڑہ میں خوش نشوونما سے سمندر سماج</p>	<p>پھر جنت بقیعہ گئے فاتحہ کو سب تفصیل وار نام بتاوں میں کوئی نگراب</p>
<p>اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا</p>	
<p>اللہ کے شہر والوں اخلاق د</p>	<p>اللہ کے شہر والوں اخلاق د</p>



اللہ ربّہ دنیا و عقیبہ سہی بہرہ مند	اللہ رے صورتیں کج نہ پہنچا نہیں گزند
تھا واپسی میں عزم مصمم عراق کا ناچار وہاں سے ہند چلے آئے مستبلا	اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا بالوں سے اپنے صاف کروں گاہ کربلا
روحی ہوں و ررونے میں تاخیر کج نہیں میرے لہر سے آنے میں تاخیر کج نہیں	دنرات سوچتی ہوں بد سیر کج نہیں میں سے تصور ہوں میری تقصیر کج نہیں
اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا بالوں سے اپنے صاف کروں گاہ کربلا	
آپ بروی کعبہ زفرم ہیں امام مروا صفا حضور کے منبر میں لا کلام	میزاج رکن سنگ مٹا فیکر مٹا مزدلفہ و مناعرفات آپ کے غلام
آپ ابن تراب ہیں زندہ مصطفیٰ زمین العبا کے والد ماجد شہ ہدیٰ	بھائی حسن کو اور جگر بند فاطمہ مقتول دشتِ عربت و مظلوم نسیموا
اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا بالوں سے اپنے صاف کروں گاہ کربلا	
اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا بالوں سے اپنے صاف کروں گاہ کربلا	

یا شاہ علم و قوت چندر کا واسطہ  
یا شاہ اکبر و علی اصغر کا واسطہ

یا شاہ جسم و روح پیمبر کا واسطہ  
یا شاہ تبرک پاک و مظهر کا واسطہ

اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا  
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا

اعضا جو اب بیکر قوت نہیں رہتے  
بس آپکے سوا کوئی حسرت نہیں رہی

کھٹک میں روئی تکی طلاق نہیں رہی  
شریاد کی بھی قلب میں حالت نہیں رہی

اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا  
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا

پرویں کو غم کے بد مسرت نصیب ہو  
سب پالیا جو مجھ کو زیارت نصیب ہو

کجے دعا خدا سے کہ صحت نصیب ہو  
راہی سے عراق یہ حسرت نصیب ہو

اب کر بلا بلائیے یا شاہ کر بلا  
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کر بلا

# تجیسات

خمسہ پر غزل بر خور دار رشادت آثار مولوی سید انوار الرحمن کمال  
زاد قدرہ نائب ناظم نظامت شہر جے پور

ہمیشہ بلکہ جنائیں ہو میں غائب ہو  
پیش کا اتویہ جو گردل خراب ہو

میں نصیبی سے ہرگز نہ کامیا ہو  
مگر مزاج میں اک طرفہ انقلاب ہو

کہ ہو گئی مجھے تسکین تو اضطراب ہوا	
میرے ارادہ میں لیکن انقلاب ہوا	ستم ہوا کہ مری جان پر عذاب ہوا
میں امتحان محبت میں کامیاب ہوا	خدا کا شکر ذرا بھی اضطراب ہوا
امرا نیاز تر سے ناز کا جواب ہوا	
کیسی یاد ہے دنرات دیکھ لیا	بہار ہو کہ خزاں مجھ کو کچھ نہیں جاتی
سک سے ہیں مگر موت بھی نہیں جاتی	کسی خیال میں بوجہ خشن نہیں جاتی
یہ زندگی نہ تھی جان کا عذاب ہوا	
کہ عمر بھر کبھی چھوٹی نہ جھسے اس کی	محبت اس کی یہاں تک ہی سہی تھی
وہ شہسوار جو گزرا تو بعد مرن بھی	پھر اسکے بعد تنہا رہا ہوا سہی
غبار راہ بنا اور سحر کا ب ہوا	
کہاں میں اور کہاں کلشن صحرا	کہاں میں اور کہاں ساقی حجتہ لقا
ٹیک پڑے وہیں آنسو کی جب چھڑا	کہاں میں اور کہاں شبنم و نغمہ و با
جواب ساغرے دیدہ پر آب ہوا	
جو عذیب سے نغمہ سدا تو الوداع	جو چیل رہی ہیں نسیم و صبا تو الوداع
کھلا ہے درمیکدہ تو اسے الوداع	زمانہ کی ہے موافق ہو تو الوداع
بلا سے اپنے جو توبہ کا سد باب ہوا	
اٹھایا عاشق بیتاب ظلم کس کس کا	ہزاروں دشمن جان اور ایک میں تنہا
عدو پہ جو گیا تو سمجھ سمجھ کے گیا	اگر وہ مست شراب شباب ہو گیا
ستم جو چھپے ہوا ان کا حساب ہوا	

جوان پیر کا اب کا سا آرد بچا تھا کھیکے واسطے اس درجہ اہتمام تھا	سنبھا ابرو و خمدار یوں حسام تھا میں قتل عام کے دن شامل عوام آتھا
میرے لیے ستم خاص انتخاب ہوا	
کھیکو روشنی عقل کا سراج ملا کھیکو چین کا حاصل ختن کا باج ملا	کھیکو سلطنت روس کا خراج ملا کھیکو تخت ازل میں کھیکو تاج ملا
ہمارے واسطے اک درد انتخاب ہوا	
ہوئی ہیں رخسار لاکھوں خوشبو گونگن زنج ہمسو موافق نہ کل تھا چرخ کھن	کہا ہے رات کھی نہ جہان دین کھیکے پانوں یہ سر رکھے سو گیا دین
لو خندہ زن مری بیدار یوں یہ خواجی	
خدا کا شکر کہ بیرویں فلک آباد ہزار مجھ سے ہوں قربان غمخہ دلبر	الہی سب کا ہو نکل مراد بار آور مجھے بھی ناز ہے اس نسبت اصفانی پر
تمہاری تیغ کا بسمل مرا خطاب ہوا	
خمسہ بر غزل غم غم افتخارم جناب میرزا محمد امیر الملک عرف سہزاد بلاتی صفا تخلص بہ احقر شاہزادہ گوگانی دام بقا	
ہے موافق چرخ اخضر آج تو ہاتھ رکھے اپنے دل بر آج تو	خوب جاگا ہے مقدر آج تو غیر بھی پھرتا ہے مضطر آج تو
ہو گئے ہم وہ برابر آج تو	
میں جو تھا شوق اور ہونگے بلوہوس	لیکن اس بت پر نہ اپنے دل پس

رغم فرما رحم ابے فریاد رس	گرتے آئے کل کی طرح وہ تو بس
جان جاٹیں گے مفسر آج تو	
آج جاگا ہے مرا بخت رسا	ظلم کی جا کرتے ہیں عذر جفا
یہ عنایت درہم بھی مجھ کو تھا	آگیا شاید انہیں خوف خدا
مہرباں ہیں مجھ وہ ہم سیر آج تو	
آج کے دن ہے اک دور جدید	ورنہ وہ اور مجھ پر لول لطف فرید
خوش نصیبی سو ہوئی اک اور عید	مردہ بادا سے دل کھرائی امید
حال سنتے ہیں مگر آج تو	
ہو موافق یا مخالف آسمان	ہو سیاں یا بند ہو جاے زبان
ناک میں دم آگیا ہونٹوں پہ جان	ہاں مدد شوق پھر علیگر وہاں
آزمائیں گے مقدر آج تو	
چارہ گر چارہ سے جب کس کچھ	خیر اندیشوں کے دل مر چھا گئے
حسرت و حرماں کے بادل چھا گئے	دم چلا ہی تھا کہ وہ خود آ گئے
جی گئے قسمت سے مر کر آج تو	
یا اکہی ہاتھ ہوتا صد کے شل	کب لگیا جب اسکے ابو پر تھال
نامہ عاشق تھا یا کوئی غزل	لیکے خط میرا کہا دیکھین گے کل
کچھ طبیعت ہے مگر آج تو	
یا تو قسمت سے خزانہ ملیا	یا کوئی تسخیر و حب کا چمکلا
بے سبب پر ویں یہ تبدیلی بھلا	کچھ نہ کچھ تو ہے کہ جو نام خدا

پھرتے ہیں خوش خوش میرا سحر آج تو	
خمیسہ بر عزتِ لاقف لاہوری	
فیض بہار از شجرم رفتہ رفتہ رفت	تنویر شمس از سحرم رفتہ رفتہ رفت
یعنی ز عشق خوابِ خورم رفتہ رفتہ رفت	دل در قفای او ز برم رفتہ رفتہ رفت
خون جگر ز چشم ترم رفتہ رفتہ رفت	
روز ازل سے اہل محبت ہیں رد گشت	بت اُنیہ ظلم کرتے ہیں دوریہ اہل پیش
کسد رجبیو فاہین مانہ کے ماہوش	اے طفل نشین گنڈا ندم بیدہ ہوش
ماندا تشک از نظرم رفتہ رفتہ رفت	
میں پہلے ہی تھا کشتہ رنج و غم سخن	راحت کبھی ملی نہ تہ گنبد کھن
اور اسپہ سیتیم ہوا اربابِ دلن	خاریکے رفت از سر راہش بیانی من
قسمت میں کہ تا جگرم رفتہ رفتہ رفت	
تقدیر میں نہیں توجہ نہ تاج اور سیر	ہنستا ہے تخت یاد شہی بر مراد
مشہور ہیں جہان میں در عشق کے فقیر	از بسکہ موئے زلف تو ام سبارِ نظیر
از شام تا بجیں خبرم رفتہ رفتہ رفت	
پرویں مری سمجھ کا مفر ان مانہ	فیض بہا عشق سے پلٹی مگر ہوا
تیرا ادھر گزر ہو تو کہتا ذرا صبا	واقف کشید کار بدیوانگی مرا
ہوش از ہوا سے او ز سرم رفتہ رفتہ رفت	
خمیسہ بر عزتِ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ	
ز بید سایہ خواہ ز سر و بار مجھ سے	ہر آنچہ نیست بعالم ز روزگار مجھ سے

فلک چو بحر محیط است زد کنار مجھ سے	زمین کہ عاشق مستم صلاح کار مجھ سے
خزاں است در چمن عاشقان بہار مجھ سے	ہمدرد
شراب و ساقی و بادہ اگر سب ہیں	میں صاف صاف چو دینا ہوں سن اگر
زمانہ اپنا مانہ سے ہو گیا دل سرد	دل کم بالفت مستان شہادہ لے خود کرد
نشان نقوی زین ند بادہ خوار مجھ سے	
بشر میں ہوتی ہو کہ خشکی سوا خامی	اسی سے ہوتی ہو ہر بار اسکو ناکامی
مرے نصیب ہی میں کج ہوئی ہو	نروید از گل من جز گناہ بدنامی
کھل سلامت ازین خاک خاکسار مجھ سے	
اگرچہ آٹھ پہر لب سے ہر دم سرد	اگرچہ آنکھیں میں ز غم سرخ جہرہ زد
مگر ہے راہ وفا میں مقولہ ہر مرد	دلایچو ہدیہ جان کشکوش خواہی کرد
بر آستانہ سلطان عشق بار مجھ سے	
یہ آرزو ہے کہ جاگے اگر قریبیت	وہ راہ میں مجھے ملجای اور ہونز
کہوں میں اس سے بہت کہ اگر کمر	سوار چاہک من آدم بہ بند گیت
قرار بند گیم دہ ولے قرار مجھ سے	
چو بردل دگر ان اختیار توں یا	چو حسب خواہش سرو نیل از توں یا
چو رستگاری ازین گھرو دار توں یا	چو خسرو از زبان شہنہار توں یا
مجو رہانی ازین بند و زینہار مجھ سے	
نمہ بر غزل حضرت خواجہ حافظ رحمہ اللہ علیہ	
حالی ارض و سما قوت درویشا	مایہ مہر و وفادولت درویشا

گلشن صبر و رضاخت درویشا نسبت	ماہ تختہ شمی خدمت درویشا نسبت
روضہ خلد بریں خلوت درویشا نسبت	
جس سو در پوزہ گر خاک کشن سو زویا جس سو گر ہونکو ملتی سو ہر کی راہ	جس سو ہرزہ ناخیر نیہ غیرت ماہ انچہ زر میشود از بر تو اس قلب سیا
یکمب نیست کہ در صحبت درویشا نسبت	
وہ خوشی جسکے لیے ہونے کجی سو وہ خزانہ کہ رہے تا یاد مالا مال	وہ قمر جو کہ ہو بد در کھٹ کھٹ ہلال دولتے را کہ نباشد غم از اسب زوال
بے تکلف بشنو دولت درویشا نسبت	
ایک زن چاہتا دوسرا اسجا فرزند کامیابی ہے زمانہ میں انسان کو	ایک کی پیمان کہ بنے دولت مند دو کو مقصود کہ شاہان میں طلبند
مظہر شش آئینہ طلعت درویشا نسبت	
کوئی دنیا میں ہمیشہ نہ سیکانرما دیکھ قاروں کج خزانوں کو انجام ہوا	چند روزہ ہے بہار جن غم و غملا اگر تو کج مفروش اتھم تخت کہ ترا
سرور سی در محنت ہمت درویشا نسبت	
عہد نواب فلک شاہ میں آبرو کش سار دنیا کی زبان ہے یہ سرکش	اگر اسپر ہے یہ شیدا تو وہ ہر اسپر بندہ آصف عہدیم کہ در سلطنتش
صورت خواجگی و سیرت درویشا نسبت	
ہے خدا والہ کے حصہ میں سب ارض و سما دیکھ پرویت مقول بھی ہر کشتا چھا	انکی مرضی ہونو جنگ نہنگ کا ہلت حافظ انجی بادی بائش کس سلطان و گدا



ہمہ در بندگی حضرت درویشاںست

خمسہ بر غزل سلمان ساوجی

رخ تو نو بہار تازہ دیدار منشی را	لب تو یاد کاری در چہاں لبہاں عسری را
تو رنگے روی عثمان تو نور چشم حور را	اگر حسن تو بکشاید نقاب از چہرہ دعوی را

بگل رضواں بر انداید در فردوس اعلیٰ را

کہاں کہ تو کہاں کہاں طوبی کہاں قد	کہاں حرا کہاں ماہ سونہ نیک روہ
کہاں لالہ کہاں عارض کہاں نسیم خند	اگر سر و سرافرازی ز خبت سایہ پرورد

دگر برگ سرافرازی نباشد شاخ طوبی را

زخمت دیر تو اندازی سگش لالہ می کارد	لبت وقت گل افشانی گہرا ز ابرمی باد
خطت بر عارضت گوئی دخال بزمی را	بہار عالم حسنت دل و جان تازہ میداد

بزرگ ارباب صورت را بوزنا معنی را

اگر خفاش ہر ہم مجلس خوش رسید کجا حاصل	کہاں کہ یک شب تاب نیم ماہ کرا قابل
بہا آذرہ کی اور فہر عالم تاب کی نزل	فروع حسن زینت کہ تواند دید ہر سبیل

دلے چوں کوہ می باید کہ بر تابد تجلی را

سبحہ سکتہ نہیں کے نکتہ پیرت کہ بندے	مشاغل حسد را ہیں لبہاں سب گندے
بہت با ریک پیچیدہ ہیں حور و عشق کے بندے	اگر عکس و دیویر زلفت نبودندے

بجا در یافتی محزون کمال حسن لیلی را

نمودہ ہے تری عظمت کا یارب تجود را	گواہ عرب داب نشان شوکت امین را
تری جلو سر روشن ہر اک قطرہ ہر آنہ را	اگر نقش زخمت ظاہر نہ بودی در ہمہ اشیا

<p>میںاں ہرگز نہ کر دندی پرستشلات وغری را</p>	
<p>اگر آزاد سن پائیں کسی شفقت تری رحمت</p>	<p>اگر زند و نیہ کھلجی تری الطاف کی رحمت</p>
<p>اگر وہ غلط کے ہاتھ سے اجا خلد و ناری</p>	<p>اگر زاہد پر دوزیم رحمت لطفت</p>
<p>چو گل در رسم درد صد قبول بانس ہر دوقوی را</p>	
<p>ہوئی مدت کہ پروین غرق بولفت</p>	<p>نہ بخشی کی اسے پرواز سائل کی رحمت</p>
<p>مڑے کی باتو یہ ہے کہ اسکے بعد ایسے</p>	<p>چولاف عشق زد سلمان جس در دکہ بریا</p>
<p>بہر دل کند روشن بصبح صدق دعوی را</p>	
<p>خمسہ بر غزل قبلہ معظم کعبہ مکرم انجی اعظم حضرت مولانا مولوی</p>	
<p>سید نظیر حسن نقضاً سخا دلہوا دیبر ہر سخن رس عربی و فارسی را چہ</p>	
<p>اسکول حبیبیہ</p>	
<p>قسم ہر نور عشرت کی قسم عظمت غم کی</p>	<p>قسم ہر سرو قامت کی قسم ہر نخل نام کی</p>
<p>قسم ہر چشم زنگس کی قسم ہر شاک شبنم کی</p>	<p>بتیاد نہ بیجے اریوں والدہ اعلم کی</p>
<p>کہ الفت میں غم کی یا محبت اپنے غم کی</p>	
<p>نہ پروا ابرینساں کی نہ پروا شہم زہم کی</p>	<p>نہ پروا جشن شادی کی نہ پروا شور نام کی</p>
<p>نہ پروا خندہ گل کی نہ پروا نالہ غم کی</p>	<p>نگاہ نازک بجلی ہر آنس نریر عالم کی</p>
<p>اسے مارا اگر گھونڈی اسے مارا اگر جھکی</p>	
<p>اگر تھا خجور دہم سے مارنا جھکو</p>	<p>کیا کیوں تھا نجت میں بیجاں متلا جھکو</p>
<p>ہوئی ہر شفا جھکو نہ اسکی ہر قضا جھکو</p>	<p>نہ زند و نہیں کھا جھکو نہ مرد و نہیں کھا جھکو</p>

	جنا بھی کی تو رک رک کرو فابھی کی تو کم کم کی	
اگر دولت نہیں ہے منغل سے میں نہیں ڈرتا	اگر دولت نہیں ہے منغل سے میں نہیں ڈرتا	اگر صحت نہیں تو ہی نہو ایسا مضر ہے بچھا اگر عزت نہیں تو نہو عزت سے میں گھڑا
غم آزاد تو کھوتا ہے نہیں اچھی ہی غم کی	غم آزاد تو کھوتا ہے نہیں اچھی ہی غم کی	غم فرقت کی عادت تھی مجھ کو بہت تھی مگر ملکر جدا ہو یہ خون آنکھوں سے بہتا تھا
کہ ہولی عید اب تیار یاں کیجے محرم کی	کہ ہولی عید اب تیار یاں کیجے محرم کی	
صبا کو بھی تھی طاقت کہ اس کا فرسہ چھو	صبا کو بھی تھی طاقت کہ اس کا فرسہ چھو	شب اب ان ایتما مت کیا اذیہ میری جذبہ
بتا نا ظالم بتا اب گردن سلیم کیوں خم کی	بتا نا ظالم بتا اب گردن سلیم کیوں خم کی	
فریدوں کی بھی بکت کیر کاوس کی	فریدوں کی بھی بکت کیر کاوس کی	سکندر کا یہ ہا دورہ دارا کی رہی تو بہت نہ کسری کی رہی تو خوشی کی رہی
کہ ملک عیش سے ملتی ہے کر حد اس شور غم کی	کہ ملک عیش سے ملتی ہے کر حد اس شور غم کی	
ہیں تو فریادیں نہیں کہیں دست خانی	ہیں تو فریادیں نہیں کہیں دست خانی	میں اس طرف ہوں اس طرف ساری آئی کر خدا شادی غم گوندہ گردنیا بنائی کر
تھی قسمت میں لکھی ہے ہر حصہ میں کی	تھی قسمت میں لکھی ہے ہر حصہ میں کی	
تخل ہو جگر ٹکڑے اگر ہوتا ہے ہونید	تخل ہو جگر ٹکڑے اگر ہوتا ہے ہونید	مفہم سو گیا عاشق کا افسانہ میں تو ہونید قصا سینہ گردالم مجھ کو نہ دہونید
میرجاں شہرہ لردو تو کیا حاشیہ بنم گی	میرجاں شہرہ لردو تو کیا حاشیہ بنم گی	

اداسے مسکرائے جسکو دیکھا ہوگا سنا یہ کیا حالت سینہ پر دوپٹہ تھم نہیں سکتا	تو آئینہ کو کھتا ہوا اور اک عالم تجھ کو کھتا تری بیباکیوں سے ہو مگر میرا جگہ کھیت
یہ کیا غفلت ہو نامحرم کی پروا نہ محرم کی کہاں تک ملک سب پروا میں نہیں آتے	یہ کیا غفلت ہو نامحرم کی پروا نہ محرم کی کہاں تک ملک سب پروا میں نہیں آتے
کھانا تک کوئی پردہ میں چھوڑا نہ زشت ذریعہ سنا جیسے پروا نہ ہو کسی نظر آئے گے دنیا	ہمیشہ یاد رکھ اس مقلعہ تمیش و تکت کو
عجب آئینہ ہے مجموعی راہ اہل عالم کی	
خمسہ برغزل مولوی سید امین سمیع حسین صاحب منیر مرحوم	
جو پیش آئے سے وہم و گمان نہ تھا کوئی تیر نہیں آسود نکا قدر ان تھا	پاس و فاد مہر یہاں تھا وہاں نہ تھا ہم لاکھ رو درحم کا نام و نشان نہ تھا
کیا تھے آپ دو دانہ ہمارا وہاں تھا	
نام اسطرح مشاک کہ گویا نشان نہ تھا جنس شباب کا یہ کبھی قدر داں تھا	اسکی نظریں فرق بہار و خزاں تھا مارا نہیں کس موت کا جنگے گمان تھا
گردوں کی سات پشت میں اک تو خواں تھا	
محرم ہوں اور میں ہر کھٹکا لگا ہوا تقسیم بخودی کی بدولت نہ در سکا	بدتر گناہ سے نہ ہو عذر اس گناہ کا یہ تجھ کو اختیار ہے اب مار یا جلا
صاحب معاف کیجئے بندہ یہاں نہ تھا	
سردی کی انتہا بھی ہو کر ماری ہو آہ اداز آہ سنکے چلے آئے ہوئے آپ	کچھ تو خدا رسول شرمائی ہوئی آپ تشریف تو تن نزع مرگلا ہوئے آپ

جھڈ کر گئے ہوتھے میں کچھ بے نشان تھا	
میری نظر میں وہ تھا ایسا خوش نصیب	میرے خیال میں تو ہے یہ واقعہ عجیب
مخقل میں شب کو بارہ سو گزینگر ملایا	لیکن بتائیے تو مجھے نصفت قریب
لپٹا جو چور شمع سے کیا یا سبالتھا	
کھاتا رہا غذا کی جگہ غم تمام عصر	ظلم و ستم سولب پر رہا دم تمام عمر
مانند شمع حلقہ ماتم تمام عصر	کیا کچھ یہ رہا ہی عالم تمام عصر
بزم طرب جہاں تھی کبھی میں ہاں تھا	
بازو نہیں جو تیر کے دل انکے پاس جا	روے جو یاد زلف میں تو اس بل میں آ
اسے بجز اشک تجھ کو خدا خاک میں ملا	اور اس قدر شش نہیں جو انکو کھینچ لا
دریا ہمارے انکے کبھی درمیاں تھا	
جس کا کہ ناماں مسرت تھے درد و غم	جس کا کہ نشت جرح شکر کا بھی تھی خم
دیکھا اسی ظلمہ خوشی جو جو صبح دم	جس کا تھا شب کو جہنم چھلک تھا جام خم
جز چنچا اور کوئی زماں نوجہ خواں تھا	
اور بنا نگرنا ہے دغدغہ روز دراز	پر ویں اگرچہ مجلس عیساں میں آسے
مخفونہ اس کے گوشہ رحمت میں سچا منیر	لیکن یہ بات یاد رہے اس سپہر پر
جس میں خدا میں فاضلہ دو کہاں تھا	

خمسہ بر غزل حضور نوح علیہ السلام علیہا نصبا بالقابہ والی  
ریاست ٹونک دمام اقبالہ

گمر کو کیوں ہلاک جان ارماں کھینچتا نہ دانہ مرغ دانے کیلئے پھیندینا ہوتا	ستم آبادستی ہے جہاں صیاد سنبھلتا عہت جانیکو کو یار میں ایدل تر رہتا
--	--

سمجھ لے اسکو اے ناداں یہ دشوار رہتا

اگر تو سے مرے منظور ہے رنگنی داماں مگر انصاف فرمانہ یوں دشمن ایساں	تری شمشیر براں نہیں چھو دینغ ایجاں وفادار محبت کب لیکر مجھسا ایجاں
---	---

کہ دل جاتا ہریاں توجہ گمر جانیکو کھتا

نصیحہ تہا شیخ و صحبت زابہ نفرت ہے فلک کی کج بردی سے بس پوچھو کسی کلفت ہے	فصنا دشت کج باغ مطبوعہ طبیعت ہے تمہاری مانگ سیدھی شاہراہ عشق و لفت ہے
---	--

یہی تو دل کے جانیکا ہمار صفا رستا

اندھیری بھری راتیں پوچھو یوں رسی الم کی ہر طرف سو تیر گرم زخم بارہی	یہ آنکھیں خونچکاں آزرده آختر شماری ہیں خیال عارض تا بائیں اشک آنکھوں زہری ہیں
--	--

اُدھر بریلی چمکتی ہے ادھر بادل برستا

دل پر یوں دیکھو یہ کوئی صید نہ ہوتا کہیں پھر انقلاب دہر کو دیکھا ہوتا	قلق بڑھتا ہے جسم ہر خون ہوتا مگر قمار محبت اخیس اس طرح رہتا
--	--

کبھی فرقت میں گریاں کبھی صحبت میں نہ ہتا

گزر کر دوزخ ہو جاؤں اسکا شہر رہتا ہے	بہشت کو چھوڑ لدا رکھا کچھ ایسا رہتا ہے
عینت جانیکو کویا میں بدل رہتا ہے	قدم اس راہ میں رکھتو ہی ستر ناپا بھل رہتا ہے
	سمجھ لے اسکو اور ناداں یہ دشوار رہتا ہے
انسان	بہت اچھا سد بار و چھٹ ہی ہا کھد دانا
ملنے کے مجھ سے لاکھوں بڑے بہتر سیکڑوں	مگر انصاف سے آنا بتا دے اگر ایمان
وفادار محبت کب لیکر گھسا ایجاناں	
	کہ دل جاتا یاں تو جب کمر جانیکو کرتا ہے
مکرتے ہو تو کیا یہ بھی تمہاری اک نمرت ہے	تمہاری نعت میں گھر دل زدھو نہ دیکھیں
تمہاری بانگ سیدھی ہر راہ عشق و لغت ہے	دیکھیں سیکڑوں مسبب یہ دشمن یہ دلاکت ہے
	یہی تو دل کے جائز گاہا کھار صاف رہتا ہے
کبھی فکر درد نہ دنا نہیں دیکر گریہ طاری ہے	کبھی یاد جسم میں ہماری آہ و زاری ہے
خیال عارضی تا نہیں انشک آنکھوں کو زحمت ہے	اگر اک لحظہ اور اسطر حکلی خونا بہ باری ہے
	ادھر بھی جھکتی ہے ادھر با دل برستا ہے
کبھی بجز سرور و صل کے دل بہتا ہے	جو ہے دلدادہ گاہی بجز صدمہ نہ پہتا ہے
مگر قنار محبت کے خلیل اسطرح رہتا ہے	سر پانچ ہر پرہیز جو ہر انواب کہتا ہے
	کبھی فرقت میں گھریاں کبھی صلحت میں پہتا ہے

# قطعات تاریخ

قطعة تاریخ و فواوادی علامی حضرت مولانا مولو  
محمد عصفری علی خاں مرحوم دہلوی مصلح

ہو گئی اندھیرا لکھنؤ میں سیاری کا  
ریج و غم ہے۔ لکھنؤ میں لو سال و فوا  
۱۲ ۱۳ھ

والد مرحوم جب فردوس اعلیٰ کو گئے  
غوطہ زن تھی فکریں میں کہ ہاتھ کہا

قطعة تاریخ جناب الہ ماجدہ رقمہ کہ فردوس میں جا شن باد

اماں ہوئیں آنکھ سے نہاں ہا  
لکھنؤ کہ۔ غم گراں ہا ہے  
۱۲ ۱۳ھ

ہشتم صفر و شب دوشنبہ  
ہجری میں سن وفات پرویں

قطعة تاریخ و فواوادی آیات اہلیہ بر خور دار سید عبدالرحمن  
زاد قدرہ طالعمرہ مظہر محکمہ سائیر اریاست حیدر

کیا خزان موت ویران ہوا باغ و فوا  
تاقیامت یاد آئی کے شیر لفظہ صفا

کیا جوانی میں گئیں سردار دلہن خلی  
تاقیامت جائیگا دل سوزہ آلام فرا



اکطرف غم اکطرف یہ فک کہ دل زکھا	اکلشن جنت میں جو مہیں۔ کہہ سال وفات ۱۴ ۱۳ھ
قطعه تاریخ بر خورداری نور چشمی لادلی سکیم جنت اشیا	
جدا ہو گئی ہر سب سے بیوقت لڑکی جگر تھام کر سن بھری میں پرویں	لٹا مفت امید کا گنج ہے ہے ۲۹ ۱۳ھ
قطعیہ تاریخ رحلت سر اپا مصیبت پورشم انیس الرحمن علیہ السلام	
رفت چوں نور چشم زین عالم گفت تاریخ بجزیش پرویں	گشت تاریک خانہ عشرت شمع ایوان گلشن جنت ۳۱ ۱۳ھ
قطعیہ تاریخ وفا مصیبت آیا نور نظر خجرت جگر یوسف حسن جنت دشمن	
گود خالی کر گیا یوسف حسن میں نے پرویں اُسکی رحلت پر کھا	ہاے یہ کیسا غم جانی لگا سال بھری۔ داغ روحانی لگا ۳۱ ۱۳ھ
قطعه تاریخ شادی خانہ آبادی بر خورداری رشادت آتما سید انوار الرحمن بائب ناطم نظامت حبیب پوزرا دگرہ	
چو انوار رحمن شدہ کد خدا مبارک بسا دل افسر با	بر آورد نخل امیدم شمر مبارک بسام و بجد و پدر

<p>خدا زوجه و شوہے رایا رباد زدل خواست پرویں جہ تاریخ</p>	<p>خدا ایش دہد با سعادت پس بگفتہ - ملاقات شمس و شمس ۱۸ ۱۳ھ</p>
---	--

قطعہ تاریخ شادی نور نظر لخت جگر بر خوردار سیدق حسین خاند عمہ

<p>دعا نکلی مرد سے میاں منجھو کی کشائی طلب کی اسکی جتیا تاریخ بھیریں پرویں</p>	<p>ہیں سر سبز باغ دہر میں رشک جرم دروں کہلہ بہ عاشق و معشوقین دہن</p>
--	---

قطعہ تاریخ کھدانی فرزند گرامی منس ستودہ کنش میاں عبد الرحمن  
نظم سایہ آریا راست بوز زادت

<p>دوسری دہی ٹی فرزند نیکی اطوار کی ہیٹے بھی پرویں سن بھیریں اس تقریب کے</p>	<p>دو نو کور اجت رک دونوں کو فرجیت نصیب یہ کھی تاریخ - ہوں دو لہا د لہن عشرت نصیب</p>
--	---

قطعہ تاریخ معاودہ و قبل اسلام از جنگ طابلس بلقان شہر دہلی

<p>و فرچوں آمد دہلی خلق عالم بکیراں بود پرویں نیز ساعی از تاریخ خود</p>	<p>ڈاکٹر مختار احمد باددایم شادی گفت ہاتھے - طبی ڈپوشن سلامت باد</p>
---	--

قطعہ تاریخ رحلت سر ایا قیام سر و سرنج با معراج

سباح بحر حقیقت سیاح شریعت طریقت تحالقی آگاه معرفت سگانه  
 شوهر والا گوهر بن بوی میر تقی میر علی حبیب الله علیه

سابق نمبر کو نسل ریاست خیبر

رفت و نامش نہ از نگیں افتاد  
 از سر فرق این حسن افتاد  
 چون با من فلک بکین افتاد  
 من فتادم بجاک ازین افتاد  
 خواهد افتاد و همچین افتاد  
 بر لب ہر کہیں ہمیں افتاد  
 فلک کشف بر زمین افتاد

میر قربان علی ولی خدا  
 ایک تاج عنبر و دروغت بجا  
 چون نمودم پیش شوہر خویش  
 اونیفتاد در منگاک لحد  
 بعد من در جهان و قبل از من  
 نعرہ ہائے از غم در  
 سال تحویل گفتمش پرویں

واقف سرخنی شیخ تحالقی آگاہ  
 ماہی خستہ و در ماندہ بصد نالہ واہ  
 اونانداست چو ماند است بجز الا اللہ  
 بے سرحق المگشتہ ام از حال تباہ  
 ماہتاب فلک خسلد ولی اللہ

شد سوے دار بقاید قربان علی  
 رفت آل تاج سرم مرکز انوار قیون  
 ضرب لازم چو پانی خیالی ہستی  
 ہر ذہ گوی نکتہ خاشکی من سخن است  
 بگر پرویں سر ہر شعرو بگو سال و صا

ایضاً

۱۳ ۲۵

## قطعہ تاریخ و فاحسہ سماز و جہ میر مصطفیٰ حسین صاحب

مرد و ہفتہ عروسی و عالم آرائے  
 کہ خفتہ است در آغوش خاک زبانی  
 کہ قیامت اہل کسبے ہجوم در جانے  
 چو کلم نمود ز پہلوئے سرو بالا  
 نامد مونس شبہائے تار من ہا  
 ۱۳ھ

دیر بخ زو جہ آل مصطفیٰ حسین نامہ  
 بچید گل ز بہار شباب صد فوس  
 فتادہ است چمن وضع اینچہان خراب  
 چہ گویمت کہ چہ شد حال سید خستہ  
 سروش گفت پروین خوا سال و فاحسہ  
 ۲۶

نو عروس غمگار من نمائند  
 کا بچیں زیبانگار من نمائند  
 آل جلیس را ز دار من نمائند  
 کا پذیریں گلشن بہار من نمائند  
 تا بچے گوئی کہ یار من نمائند  
 مونس شبہائے تار من نمائند  
 ۱۳ھ

گفت سید مصطفیٰ از من کہ آں  
 در فرا قش روز روشن شد سیاہ  
 آں انیس خلوت شبہائے غم  
 آہ شد تاراج این باغ شباب  
 گفت پروین صبر کن بہر خدا  
 وارتا سال و فاحسہ گو کہ ہا  
 ۲۶

## قطعہ تاریخ استعانت لالہ جنانا صاحبہ ہدیہ حکیم میر احمد حسین رضا مرحوم دہلوی معرو بہ چھوڈ مہرن جہا

ہمیں چھوڑ کر سوئے فردوس اعلیٰ  
 لکھی۔ داخل خسلد جاوید بادا  
 ۱۳ھ

ہوئے نانا صاحب کرم چودہا ہی  
 تو پھر میں نے تاریخ ہیجری میں پروین  
 ۱

قطعی تاریخ استقلال خجنانانی صنامر جو مرتب مکالم

دید خونبار سے جاری دریا فرات  
نہلند مسکن باقہ پیرویں نے تاریخ وفا  
۱۳۰۰ھ

ہائے نانی صاحبہ راہ کی فردوس کی  
جب گھٹا کچھ رنج و غم تو سن سحر میں لکھی

قطعی تاریخ و فاحسر آیات علا زماں نہاد دوران حضرت  
جدی امجدی قبلہ مولانا مولوی محمد نجف علیخان مرحوم  
مخاطب سخاں درج اعلیٰ قلم علوم مصنف الکلام شرح  
بی نقاط مقام احریزی و ناظم قلم اشام فاروشاح  
ژنداوتسا و غیرہ وغیرہ

تیرہ شید گہان چشم مردم دانش گاہ  
آہ نہاں شد ز سرسی یکت یک مہر گاہ  
۹۸  
۱۲ھ

چوں نیامن بیدار نشین ساز کرد  
گفت در بحر بحال حلتش پیرویں

قطعی تاریخ کتخانی ہمیشہ عزیزہ معروبیہ چھوٹی سکیم زاوالہ عمر

بہا سب پرین خوشحال دہا دہا دہا  
پرین برکت اقبال دہا دہا دہا  
۲  
۱۳ھ

ہوئیں چھوٹی سکیم کد خدا فرحت ہی  
لب دل صد آئی سن سحر میں پیرویں

قطعیہ تاریخ تولد و خیر نیک اختر برادر محترم و بکر م جناب حکیم  
 مولانا مولوی سید امیر حسن خان صاحب محدث سپرینٹنٹ  
 ہند بھارت ریاست جے پور مترجم تفسیر احمدی و تفسیر شیخ ابوالکبر  
 وغیرہ وغیرہ دام مجدہ

لی بھائی صاحب کو اک نعمت  
 اسے بھی مسرت اسے بھی مسرت  
 کہ بھری میں لکھوں میں سال ولادت  
 مبارک ہو بدر منیر سعادت  
 ۱۳ ۱۵

تولد ہوئی جبکہ فرزانہ بیگم  
 جد جسد دیکھیے اقربا شاد و خرم  
 مجھے ساتھ ہے ولولہ یہ بھی بیرو  
 تو بیساختہ دل سے نکلا یہ مضرع

قطعیہ تاریخ ولادت فرزند ارجمند حضرت شیخ اعظم برادر مکرم جناب  
 مولانا مولوی حکیم حاجی سید طہیر حسن خاں صاحب اسحاق مدرس  
 و فارسی کالجیٹ اسکول ریاست جے پور شراح قصاید بدیع  
 پنجر قعہ و مترجم عبقات الانوار وغیرہ وغیرہ دام مجدہ

نور چشم سعید و نیک اختر  
 دے خدا اسکو عسر نوح و خضر  
 جسکا شاہد ہے خالق العجب

بھائی صاحب کو جب خدا زیا  
 نام رکھا گیا صفیر حسن  
 ہوئی بیرویں کو فرحت بیحد

گوہر بحر رحمت داور ۵۱۳۰۰	سن ہجری میں پھر لکھی تاریخ
قطعہ تاریخ تولد دختر نیک اختر حضرت ممدوح اصد	
کیا قرۃ العین سے سرفراز رہے زندہ تا حشر با کام و ناز محافظ رہتے خالق کار ساز کبھی میں نے بھی - دختر دلنوا ۵۱۳۰۲	بڑے بھائی صاحب کو اللہ نے یہ مولود فرسرخندہ و نیک نخت ہمیشہ زمانہ کے آفات سے ولادت کی تاریخ ہجری میں یوں
قطعہ تاریخ ولادت با سعاد بر خور دار سعید ظہیر حسن سوداگر فرزند حضرت موصوف اصد مدظلہ	
سب کو بے انتہا مسرت ہے کھد پرویں کہ خوبصورت ہے ۵۱۳۰۴	بھائی صاحب کے نور چشم ہوا سال میلاد اسکا ہجری میں
قطعہ تاریخ ولادت با سعاد دختر خور حضرت بھائی صاحب ممدوح اصد و اہلیہ بر خور دار سعید شامی حسین زاد	
چنانکہ گردالم از جہاں مسرت رفت بزد دختر لبند کلک پرویں گفت ۵۱۳۰۸	چوزاد دختر دل بند شد لم سرو پے ترانہ تاریخ در سن ہجری

قطعه تاریخ ولاد سراپا مسر جگر گوشه سعاد نور چشم رشاد  
فرزند دلبند لیاقت پیوند میال سید شتاق حسین زاد عمره

بم داد فرزند خورشید منظر دل من پر از نغمه و فرح آور درین محفل دلکش و روح پرور تاریخ ہجری - زسے یک اختر ۱۳۰۳ھ	بجھ اللہ از فضل خود رب اکبر سہ من پر از سجد ہا سے مرست درین مجمع عشرت و کامیابی پے سال میلاد او گفت پرویل
--	--

## قطعات یادہ

صد چو بھویال است زیر سایہ ایمان تو تو خدا سے اہل دینی ماہمہ قربان تو	تاجدار ملک اقبال جہاں در آن تو در دہا قوم تو دار در دل تو در دہا تو
---	--

نوشاہ عہد خود سلطان جہان م بر فرق مسلماناں تا آدم و تا عالم	ایضاً سلطانہ بھویال و فخر و شرف چم خواہد ز خدا پرویل با جاہ جلال با
--	---

تا کو کب منقسم در شہادت و سیار باد حافظ مختار احمد مختار باد	ایضاً تا ز میں در جا ساکنان فلک دو ارباد ز آنکہ پرویل او یہ بیمار آنی نمود
---	--

صعود اختر بخت رسا مبارک باد	عروج کو کب عزیز علامبارک باد
-----------------------------	------------------------------



<p>ترا و قوم ترا سرور امبار کبا و  نہجے زکار تو راضی خدا مبارکنا  نوشتہ پیر میں بطرز دعا مبارکنا</p>		<p>مگر تو یاد و قومی ویا ورت ایند  ز سے بذات تو فاخر وزارت چپو  سپہر منزلت از خلوص خاطر دل</p>
	ایضاً	
<p>اک عرصہ در ذہب کچھ ماجرا کہا  کہنے لگے کہ اتنے دنوں تم کیا کہا</p>		<p>اک عرصہ اُسے حال دل بتلا کہا  اک عمر جب گزر گئی گفت و شنید میں</p>
	ایضاً	
<p>کبھی افلاس میں بیخ و الم میں  ذرا فرمائیے کہتے ہیں ہم میں</p>		<p>کبھی ہیں عشرت و ناز و نعم میں  خدا کی یاد بھی کرتی ہوں دم بھر</p>
	ایضاً	
<p>اور دو سرا جو پوچھیے روز شمار کا  اور نزع جسکو کہتے ہیں وہ مجدد ہا</p>		<p>روز ولادت ایک کنارہ ہر بیخ کا  ایماں جہاز فضل خدا اُسکا ناخدا</p>
	ایضاً	
<p>فرشتہ تھ از روز یور سلامت  رہیں انگریز تا حشر سلامت</p>		<p>بہت مشکل تھا رکھنا سلامت  گرا من و اماں ہے اب جہا میں</p>
	ایضاً	
<p>اطاعت نہ تو تیرا رفت نہیں ہے  خدا سے ہے لڑنا بغاوت نہیں ہے</p>		<p>اطاعت سے بڑھ کر عبادت نہیں ہے  خدا نے انہیں ملک بخشا ہر پرول</p>

# نامحبات نظر

اے شریار قسم پر تو تحریر  
بعد تسلیم افتخار سرشت  
اس طرح آلتا مس کرتا ہے  
شوق زیارت کے دل میں طوفان  
نہیں ممکن کہ خط میں لکھا جائے  
شفقت نامہ لطافت بار  
جسکا ہر فقرہ ماہتاب مثال  
بندہ خاکسار کو پہنچا  
تمنئی ہے ایک مدت سے  
مگر افسوس ہو نہیں سکتی  
تاکہ حسب المراد یہ کم بخت  
مے گرا اتصال روحانی  
ایک مدت سے نظر تو مائیں  
ایک عرصہ سے شرف بھی ہیں  
مے دماغ ایان میں مسبور  
الغرض کر لیا ہے دونوں لے

شہسہ تو چوہر عالم  
بے تعظیم اعتذار خیر  
تخت مشق گردش تفتیر  
متردد ہوں کیا کروں تدریس  
ختصر بھی اگر کروں تحریر  
بلکہ گلستہ زمیر و نصیر  
جسکا ہر فقرہ آفتاب نظر  
نقد کا سد کو کر دیا کسیر  
زیارت بارگاہ کا حقیر  
اسماں بلند کی تسخیر  
جس طرح میں ہوں کرے تدریر  
بزم افسردہ زشا ہدان ضمیر  
حوریان خیال کی تصویر  
نوریان کمال کی زنجیر  
مے جمال خیال میں جاگیر  
بنکے طوق و گنجد مجکواسیر

اور اسپر مزید شفقت سے  
دل کے ساتھ آج سے ہو میں بھی  
بندہ پرور حقیر کا دیوان  
ور نہ خدمت میں بھیج دیتا میں  
مترصد کہ حضرت والا  
گاہ گمہ یاد و شاد فرمائیں

دل بسجل کو کر لیا یہ تجھ سے  
آپ کی ملک آپ کی جاگیر  
ہیں اب تک چھپا خدا ہے بھیر  
پارسل کے ذریعہ بے تاخیر  
ازرہ لطف و التفات کثیر  
کہ نہ تشویش دل ہو دامنگیر

کر کے تسلیم بہت کر پروں  
نامہ اشتیاق بے تاخیر

ہر بات پر کہتے ہو محبت نہیں تم سے  
تم بھول گئے بھائی مجھ کے مقصد  
رغبت کے قولاً ہی نہیں طالب دیدار  
جو دھنگا تمہارے ہیں ہی پیر خاک کے  
اس طرح فراموش کیا کرتے ہیں افسوس  
خود واقف احوال دل دروطلبانہ  
خط لکھا ہے جب تم نے جواب لکھا دیا  
خود دیکھ لو سپہ من جن رحمت ہیں اراد  
دو لفظ ہی لکھ بھیجا کرو اپنے قلم سے

ایضا مجھ کو تو ہے یا مجھ کو بھی الفت نہیں تم سے  
آئندہ کچھ امید مروت نہیں تم سے  
ایک شایہ ہی کھدو کہ نفرت نہیں تم سے  
کس طرح کہا جا کہ بیعت نہیں تم سے  
لیکن مجھے یہ کہنے کی جرأت نہیں تم سے  
کچھ حجت و تقریر کی حاجت نہیں تم سے  
سبارہ میں صد شکر نہ مذہب نہیں تم سے  
ناراض نہونا کوئی رحمت نہیں تم سے  
ہو سکتی اگر اور شفقت نہیں تم سے

پروں نہیں تاخیر کبھی بھولیں تو  
پھرنے کی کبھی چشم مروت نہیں تم سے

## ایضاً

مرحبا قاصد نسیم بہار  
 لہذا الحمد پھلہ ہوا سیدھا  
 شکر صد شکر بندہ پرورنے  
 نامہ دنواز لکھہ بھیجا  
 یعنی ہے احتمال شادی مرگ  
 وہ مسرت ہوئی مجھے گویا  
 کاش ہوتا جہان بھر آزاد  
 جانتا ہے خدا۔ عزیزوں کی  
 ورنہ یوں بار بار کیوں کہتے  
 جلد آپس میں مل نہیں سکتی  
 میں وہ تعمیر ہوں کہ جسکی سے  
 بیقرار رہی ہے عادت گردوں  
 لکھد یا بخود ہی میں کیا کیا کچھ  
 اسیئے سامعہ خراشی کے  
 بے تکلف بس اب انکارش ہے  
 بھائی اک مدت مدید کے بعد  
 کہ نہ پھر اسکے ادھر بروں  
 دوسرے روز کوچ کھڑا تھا

تیرے قدموں کے دشت ہے گلزار  
 جاں نثار و نسیم چرخ کج رفت  
 خود کیا حال زار استنسا  
 زندگی یوں بھی ہو گئی دشوار  
 تو ہی حافظ ہے اسے مر غفا  
 ناز سرود ہو گئی گلزار  
 کاش ہوتا زمانہ خود مختار  
 تپ فرقت بھی تہے بڑا آزار  
 وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ  
 کتنی مہنگی ہے دولت دیدار  
 ابتدا سے شکستگی معمار  
 اسکے سایہ میں کیوں ہو دکو قرار  
 ہو گیا رفتہ رفتہ اک طومار  
 خوف سے اسے عزیز نیک اطوار  
 مدعا سے ضروری الاظہار  
 مل کے یوں ہو گئے جدا اکبار  
 آپ بھی پھرتے اسکے زہار  
 چھوڑنا ہی پڑا وہ شہر و دیار

<p>ہو گیا قلب مضطرب بیتاب          آپ شاید مہالذہ سمجھیں          نامہ ہسربار آپہونچا          کام ہی آرہی سیجائی ہے          خلق کا خیر خواہ ہوں میں بھی          ایک مشہور شعر لکھتا ہوں          تم سلامت رہو ہزار برس          مجکو اللہ لکھتے رہے گا          ہسربار میں ایک بار سہی          کیونکہ پچھڑے ہر دوں کی لہرت کا          تاکہ کشور کشا ہوں عالم گیر          تگوار حاصل ہو مخزن قارون</p>	<p>ہنکئی آنکھ ابر دریا بار          کیا کروں حال زار کا اظہار          ہو گیا خانہ مطلع انوار          جاں بلب ہو کے بچکیا بیمار          کیوں ندیوں لوں دعائیں لیل و نہا          گرنہ سارن کہیں اولی لالہ صا          ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزا          نامہ لطیف و ہجرت با          گرنہ ممکن ہو ہفتہ عشرہ وا          ہے اسی پر تمام دار و دلا          تاکہ خدمت گرا ہوں باجگرا          محکو حاصل ہو دولت دیدار</p>
---	--

نامہ شوق ختم کر پیروں

ہو چکا مدعاے دل اظہار

ایضاً

<p>نیر برج عفت و عصمت          آسمان چہان خیم ذکا          تم رہو شاد و خرم و خندان          تا درخشاں رہے مہ انور</p>	<p>در دریاے عزت و حرمت          آفتاب سپہر سلم و حیا          چھوٹی بیگم فلک ہے ناگردا          مہر چنگ ہے یوں ضیا گستر</p>
--	---

تیسرا حامی ہو حافظہ دو جہاں  
 سخت یا اور رہے تمہارا ذہن  
 سخت یا اور ہو علم و فضل بھی ہو  
 رہو محفوظ جو رگروں سے  
 ایک ذرہ نہ آنے پائے ضرر  
 صورت مدعا دکھاتی ہو  
 فضل خلاق سے مجھے پہنچا  
 گل کھلے بوستانِ دل میں ہنسنا  
 تلو زندہ رکھے خداے جلیل  
 اک مہینے سے سخت تھی میرا  
 ایک مدت تھا مہیا یہاں  
 کیونکہ ایذا کمال تھی مجھ کو  
 ہے رصنا کا مقام بے تکرا  
 عفو اب تو مرا قصور کیا  
 پھر نہیں سکتی اور میں کچھ دن  
 حلم دے عقل دے خدا ملک کو  
 باتیں سیکھی ہو خوب متعلق  
 یہی زیبا ہے میرا تم کو  
 خط کے لکھنے کا تم رکھو دستور

اختہ سخت ہو ترا خشاں  
 علم کی دے خدا تمہیں توفیق  
 عسر بھی ہو دراز عقل بھی ہو  
 رہو بخوف دور گردوں سے  
 حادثات زمانہ سے تم پر  
 اصل مطلب یہ اب میں آئی ہو  
 صبح کو نامہ سرور فرسنا  
 چمن آرزو میں آئی ہمار  
 سنجِ راحت سے ہو گیا تبدیل  
 لکھ چکی ہوں تمہیں میں حالتِ زرا  
 میرے مرنے کا ور نہ کل سال  
 زندگی خود وبال تھی مجھ کو  
 پر ہے قسمت سے ہر بشر ناپا  
 شکر ہے اُس خداے یکتا کا  
 مجھ کو صحت عطا ہوئی لیکن  
 خوب لکھا تھا میرا تم کو  
 ہو گیا آج مجھ کو یہ سختی  
 کیوں نہ ہو مولوی کی بیٹی ہو  
 آٹھویں روز میر بجان ضرور

ہم کو اکجا کرے خداے جہاں رہنا اماں کے حکم میں بیوی نانا نانی کا نانا کہتا	سب رہیں مل کے خرم و شاد کرنا اُنکے خلاف تم نہ کبھی حکم میں سب بڑونکے تم رہنا
---	--

بس دعا میرا نام نامہ ہے  
اگے خاموش میرا نامہ ہے

### ایضاً

<p>دور رہے ہر کا میں میرا خداوند جہاں ترا حامی ترا حافظ سدا ہوں خالق اکبر رہے تو شاد اور خرم زبیر گنبد خضر مگر تم سے جدا رہنا ہی غم سب سے بڑا ہے تمہارا دشمن بدخواہ دیا مہ منضطر و شاد بہت شاداں اور اللہ میرا مال وہ اخط میں میرا رکھ دیتی ہو نہیں اس تمہیں میں نظم ہی لکھا کرونگی اخط نہ کرونگی کوئی باعث ہو اب ایسا کہ سچا ہو بلکہ دعا کہنا سلا مگور کھے خالق اکبر</p>	<p>سرا پا عفت و عصمت یوں دست خیر قیامت تک اُنے دل پہ میرا چھو غم درازی عمر میں اور فرونی عقل میں خدا کے فضل سے اتنا تو میں اچھو ہوں سے خدا ہے دعا ہر دم چھو طرح غم کسی دن رو جبا یا تھا اک خط آج پھر جو پہلے نظم نامہ لکھا تھا ہوئی ت اگر تم نظم کے خوش تو ہوتے تو تکلف سے خدا سے یہی ہرم دعا میری ہر جلد بڑو نسو بندی بندگی کی کرنا عرض چھو</p>
---	--

موجب اتو مروں اور کر دو ختم نامہ  
سمجھ لینا کبھی پھر منحصر ہے کیا اسی طریقہ

## ایضاً

پسندیده الطوار و فرخنده خال  
 فسه ازنده برترین کارگاه  
 نه یعنی نداد و اینج و قعب  
 همانا که گنج گهر یافتیم  
 که امروز مرفوع شد انتظار  
 که پسینی مرا تو دمن مر ترا  
 در گشتت خویشتن آزمانی  
 به تحصیل علم و هنر شادمان  
 گهرهای مقصد بگف آوری  
 مراد تو پروردگارت دهم  
 کند که و مهه مر حبا مر حبا  
 که بادا بر انان برین آفرین  
 ندادند جز علم و دانش نشانی

سعادت شمار و خجسته منصل  
 به یزدان دارنده مهر و مساه  
 در عالم که باشی بعیش و طرب  
 پریروز مکتوب دریا فتم  
 سپاسم بدرگاه پروردگار  
 اگر مصیحت باشد اینجایا  
 بگوئش و همه کار نه بر خدا  
 و گرنای اینجایا جان  
 اگر لطف یزدان کند یاوری  
 مساعی ساله یارت دهد  
 در آید بگفت دامن مدعا  
 خرد پیشکاران دانش گزین  
 حیات دل و نوشتار و جان

ازین پیش پرورین چه باید نوشت  
 بساط سخن را بساید نوشت

## مناجات

دینا بر وقت زمانه صنم

اے در کف گشت خامه صنم



دانی که نه ناثرم نه ناظم  
 در نشر نه دستگاہ دارم  
 نه قافیہ و عس و وضو نم  
 دخل است در علوم دیگر  
 نه دست قوی نه سخت پنجه  
 سیله خورد دست روزگارم  
 نه نه چه نوشتم و چه گفتم  
 اوج که بخود جفا نمودم  
 اے بار خدا بمن نگیری  
 اولاد و عیال و مال دادی  
 ایسان اموال عطا نمودی  
 دادی تو ذریعہ معاشم  
 گو خال و زید پیش دارند  
 علم و ہنرم بہ پیش ایشان  
 اموال و عیال ہم ازین دست  
 تا ہم نتوان جبارتے کرد  
 بہتر زمن اے کفیل کارم  
 پس ہرچہ دہی زان زیادت  
 دادی تو ہر آنچه دادنی بود

از کردہ و گفتہ سخن نام  
 در نظم نہ نادرہ نگارم  
 حاصل نہ معانی و بیانم  
 نہ ذہن رسانہ فکر برتر  
 خود بلکہ گفتا وہ در شکنجہ  
 سیلے است کشادہ چشم زارم  
 انعام و عطا چرا نہ ہفت  
 نقص میرشد و خطا نمودم  
 مامول کہ پوزشتم پذیر می  
 محلم و ہنر و کمال دادی  
 نعمائے گراں بہا نمودی  
 تا دست خویش کسے بنا شتم  
 مطلوب بکام خویش دارند  
 مویست بدرگہ سلیمان  
 چوں گاہ پیامرو بن بست  
 انعام تراحتارے کرد  
 خود مطلعی نہ کار و بارم  
 خواہم بود آریا جہالت  
 بر فعل تو اعتراف بے سود

گفتن که ضعیف این ندارد  
 بے برگی خویش شرح کردن  
 زیرا که توفت ادوی حکیمی  
 بودے اگر م دگر ضرورت  
 چوں بخشی ضرورت ارذانی  
 یادست بداری و زنیال  
 یا دانی تو قلت کف فتم  
 این سرسہ بود ز کفر و طینا  
 حق آنکہ کنی بدست قدرت  
 گر شاه نموده یکے را  
 مارا نہ خبر کہ این چرا شد  
 بس چیز کہ بودے گر بدستم  
 نابودن آل یکے ضرار است  
 افسوس نگہ بیک زیان است  
 زمین است کہ من دوام شادم  
 یک از گرم تو یاد دارم  
 در وعده تو اختلاف نتوان  
 اے روزی ہ و رواں بن بخش  
 وہ عقل مگر غیبتہ برداز

نال پارہ جسز جوین ندارد  
 در حکمت تست جسج کردن  
 عملامی و روانتی رحیمی  
 دادے گرم تو بیکد ورت  
 وین نیست کہ خود نمی توانی  
 انعام نمیکنی بر انال  
 وانکہ مذہبی زاعت قسم  
 این زشت و نغوذ بالہ نیرداں  
 آنچه کہ بود سرین حکمت  
 و رداہ نموده یکے را  
 آل یک شد و آل دگر گد شد  
 در ساختے رند و مے پرستم  
 صد فائدہ ضمناً اسکار است  
 صد فائدہ از نظر نہان است  
 گر کامورم کہ نام سردم  
 ادعوی و استیج لکرم  
 و رگفت تو اخلاف نتوان  
 اے ناطقہ ساز و اے سخن بخش  
 وہ علم مگر عمل کند ساز

ایساں دہ مگر بہ استقامت  
 اولاد مگر خجستگی بار +  
 کن خط تو ان بھنخہ تن درج  
 وہ وسعت مدق وینج و مالم  
 دہ در فن شاعری شعورم  
 فوج ہر سیم ز تو باز لرز لرز ال  
 گویم کہ اگر بود من سب  
 وہ و نہ مدہ کہ ہمدیں حال  
 خود زندہ بداریا بیدار ال  
 ارباب تیسر و دست دارند  
 محفوظ کنی ز بد نگاہش  
 ورنہ ہفتہ بہ کہ جہاد  
 گویند غش است این سیرہ غبت  
 این لفظ بود کہ بہ شروک  
 این غیر فصیح و این نقیص است  
 بیہودہ نمودہ جہد و تکلیف  
 این جانتا فر تمام است  
 در بطن دماغ او فساد است  
 کیں شعر زد دیگر ال نوشتہ است

پایندہ تادم قیامت  
 ہمسوار و سعید و نیک اطوار  
 الا کہ بیاد تو شود خسرو ج  
 الا نہ کہ گرد آں و بالم  
 از بحر سخن چکد طہسورم  
 شرمندہ چو اختلاف در ال  
 اے ہر تو ہر را مصحاب  
 شاکی نیم آخداے فعال  
 تصنیف مرا عسیر ز گرد ال  
 بروے نظر گرم گسارند  
 از ہر کس و نا کہے پناہش  
 بیسند و گنند شور و فریاد  
 در فارسی این محاورہ غبت  
 این کلمہ بود صریح مشکوک  
 بے حجت و شاہد و دلیل است  
 مملو است ہمزہ ضعف تالیف  
 تعقید جلی درین مقام است  
 از اوج فصاحت اوقاد است  
 سو گند خدا گراں نوشتہ است

این شعرزدیگر ال گرفته است  
 گاہے زنت قصہ و تغتیر  
 کہ حرف زانتہ سال رانند  
 تظہیں گجھے شو گاہ تکرار  
 کہ حرف ز سلخ و مسخ گویاں  
 در قافیہ کہ غنلو نمایند  
 تو جہبہ کنند شاہیکانست  
 اقوا و متحدی و تغتیر  
 گرزشت ناماست عیب جویند  
 القصہ خطا و ران سگ رو  
 یا رب تو بدانی آن کدام اند  
 نے رنگ خورد نہ بوسے دانش  
 نے لطف سخن نہ ہم شعاع  
 بدسیرت و ترش رو و تیرہ  
 در نظم سلیقہ نذا رند  
 نے لائق بزم و محفل کس  
 ترساں ز خدا نہ از خلائق  
 از نام ہنسرد راں تنسفر  
 شنوند چو مدحت ہنسرد

این از غزل فلاں گرفته است  
 گویند کہ ہست این غزل پر  
 کہ حامل ابست ذال دانند  
 تخلیغ گجھے کنند اظہار  
 کہ راہ عدول و نسخ پویاں  
 بر بام سخن عملو نمایند  
 ایطیای جلی است را یکانست  
 اکفا و سناد اندریں پر  
 و ر خوب بود ز من نہ گویند  
 گیسہ ز ند بشک من صد آہو  
 مشتے ز نواقصان خام اند  
 در یوزہ گران کوے دانش  
 واللہ فسردگان لے کار  
 کج فہمی و یا وہ گی و تیرہ  
 در نشہ و شیقہ نذا رند  
 نے جائے گرفتہ در دل کس  
 در ز عہم خود از جمیع لائق  
 از بے ہنسری مگر ہم پر  
 دانند ز ہجو خویش بدتر

فی ذہن رسانہ فکر عالی  
 سر کو چکے و بزرگ دستار  
 ہمیدہ کہ ہم چو باد گزشت  
 یا کبر و غرور رشتگانند  
 قعظیم طلب کنندگانند  
 در سبکی و خفت اند سخته  
 در روی سخنوران لایند  
 از جام غم دور و کاس نخوت  
 ایوان مبانی و معانی  
 در غم نموده ام بلندش  
 اگر شعر بودی باب شعری  
 بیہودہ کنند عیب گیری  
 خود مصعب ہم نمی توانند  
 دارند ہمہ خزان خیرہ  
 شب پریشان کور باطن  
 یارب بعدم بیر خدایا  
 گو عفت شان یاں ندارد  
 از بہر رسول و آل اطہان  
 از شر حسود یا اللہم

جہتال و سفیدہ و لا ابالی  
 باریش سفید بس سیہ کار  
 با آنکہ یکے سلیقہ و زینت  
 از رشک و حسد سرشتگانند  
 تعریف بکن کہ بندگانند  
 در خامی و خامکاری نختہ  
 در گوشہ خانہ تراژخایند  
 چوں مردہ دلال خواب غفلت  
 با کوشش و جہد و جانفشانی  
 در نیم لکد بیفگندش  
 و ز شر بود بتاب نثری  
 گو مصعب باشد از نظیری  
 با این ہمہ فخر شاعرانند  
 چوں شر و نیرید عقتل تیرہ  
 و انگاہ بہرہ و ماہ طاعن  
 العنلم حجاب اکبر ال  
 این بندہ دماغ آل ندارد  
 از بہر صحابیان ابرار  
 در دینی و آخرت پناہم

پرویں گھر مراد سفتی  
بیش است ز بیش اینچہ گشتی

## حمد جناب باری

حمد خدا دو جہاں کرتا ہے اب خار ادا  
تا کہوں سب قدریساں امر جبار

مگر صفحہ یہ اپنا سر جھکا کر  
گرا سکا کرم ہے تو بجاسے  
امید و ہراس کی یہ جہاں  
تعمیر خدا کو پھر بجالا  
وہ مالک انس و جان بے شک  
تابع ہے جہاں اسی کا یکسر  
سب عشق میں ہیں اسی کے غناک  
بیستابی و وصل کبریا میں  
مثل مسہ و مہر عالم آرا  
صحرا میں یہ دیتی ہیں صدائیں  
پوشیدہ ز چشم با پہنائی  
تہا کے ستم فراق با من

اے خامہ ادا سے حمد داؤد  
کیا میرا قلم یہ جو صلہ ہے  
یہ حمد جناب کبریا ہے  
ہو پہلے ادب سے کام فرسا  
وہ خالق دو جہاں بے شک  
بیشک ہے وہی یگانہ داؤد  
لے ارض سے تا بھر و افلاک  
ہر ذرہ تعشق خدا میں  
پھرتا ہے جہاں میں مارا مارا  
قمری بھی محبت خدا میں  
اے مونس عاشقان کجائی  
ہر ذرہ ز جلوہ تور و روشن

بھرتی ہے یہ کہہ کے سزا نہیں  
 اسے خالق جزو کل کجائی  
 ظلم پر شدہ تو بر ملا چوں  
 یہ کہہ کے اٹھائی ہے قیامت  
 اسے مطلب طالبساں کجائی  
 روشن برعارفان جہائی  
 گویاں ہے ہزار طسرح نسیل  
 عشاق کو بھیاں ہے تمسکاری  
 سکتے ہے یہاں میں کو ہر دم  
 بھیاں حمد میں اسکے ترزبان ہیں  
 مت حسن بیان سے ہو مد ہوش  
 خاموش ہو سر تھمکا ادب کر  
 پھر مدح صحابہ بر ملا لکھ

ہے بلبل خوشنوا بچمن میں  
 اسے صنایع برگ و گل کجائی  
 آخر تو نہفت زما چوں  
 کوئل بہنزار رنج و فقرت  
 اسے مقصد قاصداں کجائی  
 مخفی زنگاہ با چسپرائی  
 ساکت ہے جو سر و سنبل و گل  
 وہاں ابر کو ہے جو آہ و زاری  
 گردش میں ہاں فلک ہے بہیم  
 ملکوت وہاں جو سوجہ خواں ہیں  
 خاموش قلم ادب سے خاموش  
 یہ حمد ہے حمد کا ادب کر  
 اب نعت جناب مصطفیٰ لکھ

اے ہمنشین میرا قلم سر کو ادب کر کے خم  
 اس طرح کرتا ہے رقم نعت جناب مصطفیٰ

کر فضل سے غیرت سخن گو  
 اخلاق کا اسکے مدح خواں ہو  
 خوشبو نبی سے مہک اٹھے  
 وہ زندہ اصفیاء داور

یارب مرے طوطی قلم کو  
 اوصاف نبی کا کچھ بیاں ہو  
 بلبل کی طرح سے چہک اٹھے  
 وہ سرور انبیاء داور

بہتر زہمہ و جملہ خلائق  
 وہ مہر سپہر راز دانی  
 مطلوب خدا ایک اکبر  
 ہوں جبہ خدا ہزار ہا دل  
 محبوب خدا و خند آدم  
 وہ موجب استخار زینت  
 وہ شافع یوم بین ہمارا  
 بہتر ہے تمام اصفیا سے  
 مقبول دعایہ گرا الہی  
 روضہ ہونجی کامیہ افظر  
 اصحاب نبی کا مدح خواں ہے

سہ کردہ خالق خلائق  
 وہ عالم ستر کن فکائی  
 وہ منظر شان جسم داور  
 وہ عرش خرام چرخ منزل  
 ولدادہ خالق دو عالم  
 وہ زینت مسند کرامت  
 وہ ختم رسل خدا کا پیارا  
 برتر ہے تمام انبیاء سے  
 ہوا سپہ درود کبریائی  
 یہ ہو نچا دے خدا سلام ان  
 اب خامہ دوزباں یہاں نشے

کہتا ہے ہاتف دم بدم سن ایم سن ایم لقلیم  
 مدح صحابہ کر قسم گرنعت سے فاع ہون

جو عیاشق فخر انبیاء تھے  
 منظور عنایت الہی  
 تجبید خدا سے تھے محمد  
 کہ عرض سلام عاصیہ بھی  
 اور سارا ائمہ باصفیہ

جو طالب مرضی خدا تھے  
 تھے والہ روے مصطفائی  
 تھے شیفتہ رخ محمد  
 اسے باد صبا جو ہورسانی  
 یارب تو جناب مصطفیٰ پر

صلوت و سلام بے نہایت



	یہو بخسا بہ سدا ر فضل و رحمت	
	باد بہاری بھوم کر یاسے معافی جو م کر یوں کھنہ رہی دھوم کر آواز قصہ ہو گیا	
اسے ادہم کلکے تجسہ بہ کار	افسانے کا لودے کہ ظم بازار	
	محمد و دیگر	
<p>ہوا جو عاشق صداؤں کا دمسار گرے سے ہے عاشقوں کے دل پہ بچل دل عاشق ہو مثل مہر روشن الفت بنجا وہ خسلہ بریں کا تو اسکو جو خبت دل میں جاوے جو اسکا عاشق لھاؤں ہو ایجا سر اپا سر کو سجدے میں جھکا بچشم دل کریں اسکی حفا بنائیں سر اسکی خاک پا بچشم غرق الفت سب ہیں کھیاں مگر مطلوب وصل کبہ یا ہے مرا تپ اُنکے باہر ہیں بیاں سے وہی ہے رونق دین تمبیر انہیں کا مہر الفت رہتا ہے</p>	<p>بہ نام مولس عشاق جانبا بشرط الفت و عشق کہی اگر ہو مہر خالق پر تو اقلن دھواں نکلے جو آہ آتشیں کا تشنش میں جو طغفل اشک نکلے سوسے کعب اگر ہو وے خرا تو کعبہ خود پے تو عظیم آئے جو سوئے وہ تو بیدار این خبت یہ سب قدوسیوں کو ہونم جہیم و نار و نور و باغ رضوا نہیں کچھ خسلہ اُنکا مدعا ہے رفیع الشان ہیں کون کون مکاں سے وہی ہے مور و الطاف داور انہیں کا دل گذر گاہ خدا ہے</p>	

<p>انہیں کا ذکر ہے قرآن میں آیا          نیاز و ناز دونوں سمت سے ہے          ہے وہی کثرت میں بھی وحدنا          عاجز اسکے فہم سے ادراک ہے          عقل و دانش سے معالی ہے وہی</p>	<p>خطاب ظالم و جاہل ہے بیابا          نئے یہ عشق دکھلاتا ہے جلو کے          ہو گیا وحدت سے جو کثرت خزا          ہر طرح وہم بشر سے پاک ہے          فہم انساں سے مبہر ہے وہی</p>
---	--

علم منطق سے نہیں چلتا یہ کام  
 ختم کر بیروں ادب کا ہے مقام

## مناجات بقاضی الحاجات

<p>ابھی دے مجھے شیریں زبانی          قلم ہو رشک منت رعبدال          قلم میں میرے بھر جائیں مضامین          نہ سداہ خوف طعنے زن ہو          مرادل مطلع نور خدا ہو          سراپا عشق اللہ اور نبی ہو          رہے دنیا میں تاجر جاسخن کا          ہو ان کا عشق یاں تک جلوہ آ          مرادل ہووے مثل ہر روشن          کسیکو ہو گماں لالہ کا اسپر</p>	<p>کروں تقریر خوش سے درفشانی          فصاحت کا ہو جبکہ پاؤں گل          لکھوں جس سے حکا یا خوش آئیں          نہ پاک صرف گیران دل شکن ہو          زباں سے یا محمد کی صدا ہو          ہمہ تن والہ رو سے علی ہوں          رہوں مداح و صدف بختن کا          سرا سراغ الفت دل ہو میرا          و فور داغ سے ہو رشک گلشن          کوئی سمجھے اسے طاؤس کا</p>
---	--

مہ تابان و ہمسرا لہم آرا  
 غذا اسکی خیال کبیرا ہو  
 رہے ہر وقت لب پراہ زاری  
 طفیل نام احمد روز محشر  
 خدایا مجکو وقت واپس کے

تیش سے اسکے جل جائیں خدایا  
 دعا اسکی وصال کبیرا ہو  
 رہے طاری ہمیشہ ستقراری  
 مرے غصیال کو کچھ غنوداؤ  
 زیاں پہنچے نہ شیدان لعین سے

غرض پرویس کی جو کچھ ہے تمنا  
 تصدق میں بنی کے اسکو برلا

## سلام

سلامی گردو آنسو بھی غم سرورین آجائیں  
 فرات و جہل کہتے تھے کہ کیا حکم ہو لا  
 اگر حضرت کا دریا غضب اٹھ لائن  
 شریوں کے کھاشہ سے اگر ہوں امن جا  
 ہمیشہ فاطمہ صغیر کا یہ گویا و طفیف تھا  
 کیا جب شاہ نے حملہ تو سر زد لگے لاکھوں  
 چلے ابر تو حضرت ام لیلیٰ نے دعائیں  
 کہا عباس نے عاجز نہیں آجائیں تو دریا بہ  
 کہا شبیر نے آگاہ ہو ہم نیکے بیٹے ہیں  
 عیسا کی سنگ اسود سنگ مر مر نہیں

یقیناً ہم پناہ ساقی کوں میں آجائیں  
 یہے جائیں ان ہتے ہوں لشکر میں آجائیں  
 بھنور نی میں دامن قبا چکر میں آجائیں  
 تو سیت اب کر میں سام کے لشکر میں آجائیں  
 الہی خیر شے میرے ابا گھر میں آجائیں  
 خس و خاشاک جیسے موج بر صحر میں آجائیں  
 کہ جیتے جاگتے پھیر ہوں و ما در میں آجائیں  
 ابھی دم بھر میں آجائیں اور ابھی دم بھر میں آجائیں  
 مدینہ جو باہر ہو ہی خیر میں آجائیں  
 کہا نسے خوبیاں پھر تم بدگوہ میں آجائیں

<p>تھمیل نے کیا آساں مشکبک مر حلقہ و تر مجبور کیا بساط اعدا کی جو شہ کے مقابل ہو</p>	<p>زمیں دش میں جا میں فلک پر میں جا میں مقابل ہوں کو ہرہ کی طرح شہد میں جا میں</p>
<p>نہایت خوش نصیبی ہے اگر پرویں قیامت میں شمار خادمان فضہ و قنبر میں آجائیں</p>	
<p>برستی کیوں ہے چشم ترا بھی رہ جا رہ جا چمن سے گر چھڑانا ہے نگر ظلم ایظا قمر شرمائیگان سے چھڑک نشانوں کا بھی رہ قراق شعلہ رو میں قصر تن جل جائیگا جو عاشق تیغ ابرو کا ہو پہلے توہی میں ستمگ شربت دیدار تو سیر ہونے دے گر اپرو انکھوں پر تو میرا شعلہ خوب لولا</p>	<p>گھٹانا ابرو کو در کرا بھی رہ جا رہ جا مے تو فوج لینا پر ابھی رہ جا رہ جا جیں پر چمکنے اختہ ابھی رہ جا رہ جا بنے کا دل مرا مجھ ابھی رہ جا رہ جا گلا رکھنا نہ خجہ ابھی رہ جا رہ جا اٹھانا کیوں ہے تو خجہ ابھی رہ جا رہ جا ندے تو جان یوں حل کر ابھی رہ جا رہ جا</p>
<p>ہوئی تمیراے پرویں عدم کی راہ میں سختی مدد کو اپنے رہسیر ابھی رہ جا رہ جا</p>	
<p>جو ترے لطف و عنایت نظر رکھتی ہیں جو تصور میں تجھے پیش نظر رکھتے ہیں میں بھی اور غیر بھی آغوش میں رکھو پھیل کر چہرہ تاباں یہ تمہارے کیسو بیتبر ہو گوزار سے نہ بچھیں انعب سماں عدت سے نہیں جو ر و تسوں کو مرنا</p>	<p>پاؤں ہر راہ میں بخوف و خطر رکھتے ہیں طاق نیساں کہیں شمس و قمر رکھتے ہیں دیکھتے بزم میں تشریف کدھر رکھتے ہیں ایک جا ابر میں جو رشید و قمر رکھتے ہیں بلکہ ہر وقت زمانہ کی خبر رکھتے ہیں آپ جنت کا مگر غم سفر رکھتے ہیں</p>

<p>ابتدا ہی سے سمجھ لیتے ہیں انجام کا حال          کون دیتا ہے ہمیں بے ہنری کا الزام          کبھی اٹھتا ہے ترکِ نقش قدم سے جو غیبا          میں ہوں یا آپ جہاں ہیں کون کی محسوس</p>	<p>کل کی بات آج سے ہم میں نظر رکھتے ہیں          قابل بے ہنری میں یہ ہنسر رکھتے ہیں          نہیں آنکھوں میں اسے شمس و قمر رکھتے ہیں          ان میں بھی عریبے جو لاکھ ہنسر رکھتے ہیں</p>
--	---

<p>ہم کو آغاز کی پروا نہیں بالکل پروا          ہم تو انجام کی خوبی پہ نظر رکھتے ہیں</p>
---

# غریبات فارسی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

در سراپای نبات اینگونه بندی دل چرا  
 نَحْنُ اقْدِبُ اشْجَانُ لَوْ سَاكَاہُ لَنَكُونُ بِمَعْدِنَا  
 صبر فرما بر قضا و قتل با صورت بیست  
 با لقا نوس تو گل از حوادث ای منسیم  
 برو و شست دانه گندم بیستی دل چرا  
 گر چه نبو شست نشستی قضا روز از دل  
 در تب تاب بستی پروانه ازین در حیرتم  
 ما ز تو پیدا شدیم و تو ز ما بی آشتی کار

بر ره سیل قفا عاقل کند منزل چرا  
 تشنه ماندند دم آبی لب ساحل چرا  
 این تیبیدها بی معنی دل بسمل چرا  
 ز آتش حرص هر هوا سوزیم شمع دل چرا  
 مرغ جانم آمدی در دام آب گل چرا  
 باز در اصلاح دنیا سعی لا حاصل چرا  
 مضطرب گرد و با تشنه چون سیدل چرا  
 غیر گرد پس میان ما تو حاصل چرا

مطلع

دره ذره در حرکت پرویس از حکم خداست  
 باز آید تالاب تو شگفته باطل چرا

ز بس صبر و سکون بردی بنابر و غمزه از دل  
 الایا ساقی دوری توئی حلال مشکلیها  
 چو پروانه فدائی شمع رویت هرگز ناکس

بشهر عاشقان بینی شراب قتاده زینجا  
 شراب ناب کین ریختی در ساغر دلبها  
 بذر حسن عالم سوز تو پر نور ز غفلت

مشو مغرور بر علم خود را عقل رسا دار  
بگویت عاشقان گویند اگر کمز مشهور  
بر آنگن پرده از رخسار خود آفتاب عالم  
هم آیه سی بلبل مستی بدل خاری پیا حیرال  
بهار عالم ایجاد طرف تازگی دارد

بقا موی جهان حل ناشده یعنی مسألهها  
بگرد هر جن بینیم در ناله عناد لبها  
بیا شور قیامت کرد پایا با کسب ملها  
بسودا جمال تو چه عاقلها چه خانها  
ز جلوه ریزی گلها ز شور انجیزی دلها

چرا عامل نباشد و اعظ و گوید بن پرور  
ربیع الدنیار املها فرع الدنیار املها

ساقی صباح عید را فروز جام را  
گر من بدست خویش بیایم ز جام را  
چون پر توے ز چهره تو چرخ و ام کرد  
مرغ دلم بلاله رویش چسبال رسد  
در باب خلد و نار همه و اعطان شهر  
بیرا همه گردویم ز دیوانگی ششما  
در بزم شرع خارج از آهنگت تم  
اعجاز حسن بلبل بروے حسین او

سین بلال قطع نموده همیام را  
گیرم حلال را و نگیرم حس را  
رونق فروده عارض ماه تمام را  
گسترده اند در ره گلزار و ام را  
نشناختند خوب خیال عوام را  
برده جنون عشق ز دستم زام را  
تعلیم کرده اند مغال هر مقام را  
بینی دو نیمه ساخته ماه تمام را

اورشک ابن مریم و پروین جمال او  
بیمار عشق ساخته هر خاص و عام را

که بنفشه انفاس علی دانا میران را  
سخت آموخت رسم عاشقی از جد الاشی

که فیض خطه بخت نموده کافرستان را  
که جهان از دیو و زور و زنت شاد میدان را

درش امید گاه آنکه مایوس از دو عالم شد  
 مسیحائی نماید مرده صد ساله پر حشمتش  
 مضافاً او ناده فیضیاب از جویمبارت شد  
 سواک و وضو از نسک طوبی خوانم و در  
 نرد باد بهاری از جواری روضه پاکت  
 چما هست نهال در جمالت کج کسب بیند  
 اگر در خواب بینم آل جمال بمیشال تو  
 نگاه کن کج وقت یک نگاهت همشوس  
 شش شیشه تو زه شب پاهای دراز من

شفا بخشد لب معجز نما جان مرخص را  
 حیات تازه می بخشد در مشق هفتک سجان را  
 سیاح جو در لطفت ساخته گلشن مایان را  
 جو گویم شمه خلد برین فرش خیابان را  
 دهاند مطرب پیش سر و یاد مستان را  
 شد اولاد علی آل نبی آمنه جانان را  
 بیک نظاره رویت فداسانم در حال  
 سرت گرم بسویم گردن تو حق هم قبال را  
 بجام باده ات قربان سازم دین ایمان را

ز جاربوب فزار پاک پرویس معنی دار  
 که بوسد خاک پاهای یادگار شاه مردان را



شعله دل خفته من از رخ یار است مشب  
 من اوج جمع بمیخانه زلفش بر هم  
 رخ او تازه و تر همچو گلستان امروز  
 من پروانه بگردم سراو میگرددیم  
 در دلم جایی نمونده ز بجوم فرحت  
 خبر افشانی او کرد معطر بزخم

برق افکنده ز روم به بخار است مشب  
 سایه افکن لب سرم ابر بهار است مشب  
 دل من نغمه سرا همچو هزار است مشب  
 شمع در سینه از این رخ شرار است مشب  
 غم و اندوه همه رو بفرا است مشب  
 چین گسوسته صخره ملک تار است مشب

گلرخ گلبدن من بخت رم پرویس



بعد ازین تذکره غیر جو خارا است مشب

شکوه جو زرافلاک ندانم مشب  
تامن از جو ز قوسریاد برارم مشب  
دل بسیار است مراد است بجام مشب  
گوئی بپر خرنج رسید است بجام مشب  
همه طورم همه نورم همه نارم مشب  
حیف صد حیف خزان گشت بهارم مشب

در بر مثل جام و سواد بخارم مشب  
صاف از ما چون نیائی بخارم مشب  
دل بد و محوشد و دست بجام باده  
پانهادی بسر تر تم اے ز ملک مسیح  
پر تو عارض او خرمن ایام سوخت  
او بمن وعده نمود و بر غیاب رفت

عهد بستم بدل غم زده خود پر وین  
تا سحر غیرت مر را نگزارم مشب



موج زد دیده خونبار که طوفان بر خا  
دید چون حال من آن گشت بدندان خا  
حال زارم چون نظر کرد پیشمال بر خا  
شاد مال آمد و بانال و حر مال بر خا  
غیر نشست بجایش چون کبکمال بر خا  
هر که بر خاست ز بزم تو بد نیسان بر خا

چون ز آغوش من آن فتنه دوران خا  
چاره گر بر سر بالین بید او نشست  
فاش میگفت میجا که من استم جال خا  
هر که بنرم تو شد دست تغابن بر زد  
فتنه تازه بر آن گسخت سپهر دوار  
پاره پاره جگر و خون تمنا در دل

بر سرم ابر سید نیست به بختش پر وین  
دو دانه است که از سینه سوزان گشت

تن خاک گشت و خاک ز هفت آسمان گشت

جال یاد گشت باد چو برق تپان گشت

<p>تو اں گرفتش چون خاک از کمان گزشت گو بگذرد هر آنچه که بر دیگران گزشت بیداشدی چو دوره چنگیز خاں گزشت</p>	<p>گزشت هر سخن که ز نوک زبان گزشت مستانه وار گام ز دم در ره جنون در عالم است آه بهماں نظم آشکار</p>
<p>پرویں کہے دوام ز فتنہم براہ اور عہم گزشت آہ ہمہ رایگان گزشت</p>	
<p>جرعہ دہ قسمتم گر ساغر سرشار نیست مسکن دلدادگان جز کو چہ دلدا نیست تا بود منصور غیرش دارا مقتدر نیست چشم میناے تو کم از روزن دیو نیست راست گویم صا دقاں چشم دریا با نیست ہوشداری اینکہ گوشے دل پس دیو نیست چوں کلیم اللہ تا کس طالب دیدار نیست خاکسار اند حاصل لذت دیدار نیست</p>	<p>باغیر بہاں را اگر گزنجشی عار نیست با فضاے گلشن فردوس مارا کایر نیست تا منم درد دار فانی با بقیت کایر نیست اندروں باشد ہر آنچه از بروں آید نظر قطرہ قطرہ میچکد در ہجرت از خون جگر راست گفتہ ہر کہ گفتہ چوں سخن گوئی برا شکوہ پردہ نشینی ز اں گل رعنا غلط واعظان پاک باطن عشق را گویند فسق</p>
<p>لالہ و گل بخیب راقادہ از جام نشاط دیچمن پرویں بجز ز گس کسے بیدار نیست</p>	
<p>بایبیر از عالم و اورا خبرے نیست بر حال من خستہ ترا ہم نظرے نیست الاچہ تو اں کرد کہ اں را شمرے نیست اے تیرہ شب ہجرت اگر سحر ہے نیست</p>	<p>بس تجر بہ کردیم دعا را اثرے نیست گیرم کہ بفریاد و فغانم اثرے نیست بہتر ز خم عشق بجالم شجرے نیست من فارغم از زلزہ شور قیامت</p>

<p>از خنجر بروش دلم گشت دو پارہ      پیری کہ بکوی تو چرا خلق شود جمیع      بی صغری باست جبرایم ہم روز      او دل نستاند نماند نماند</p>	<p>شمشیر قصار ابدو عالم سپریست      معلوم تو بادا کہ مشالت در کیست      عالم ہمہ خیر است نشانی ز شریست      نفع بحجت نبود گر ضرر سے نیست</p>
<p>خواہند عزیزان کہ بریند رخ دوست      پرویں چه توان کرد کنول را بہریست</p>	<p>خواہند عزیزان کہ بریند رخ دوست      پرویں چه توان کرد کنول را بہریست</p>
<p>ش</p>	
<p>برمن اگر شود گزرت غوشنا غشت      فریاد رس بغیر تو ام نیست در جہا      ہموارہ بر امید نگاہ تو میسنم      من جان دل چو وقف خیال تو کردہ      ہمت مکن درین گمن گشتہ تو ام      در یاد بونے زلف تو دیوانہ ام      آں کس کہ ہمت ہمت نظر یک نگاہ تو      آخر چه شد کہ با من مسکین غور حسن</p>	<p>افتادہ ام بخاک درت غوشنا غشت      من بندہ تو ام بسرت غوشنا غشت      بر من شود اگر نظرت غوشنا غشت      دل بہرست جہاں بہرت غوشنا غشت      بر خاک من چو شد گزرت غوشنا غشت      شاید رسد ز من خبرت غوشنا غشت      محروم کے شود ز درت غوشنا غشت      ہر روز گشت بیشتر غوشنا غشت</p>
<p>پرویں گداے تست مکن دزراہ لطفت      جائے گدناں گرت غوشنا غشت</p>	<p>پرویں گداے تست مکن دزراہ لطفت      جائے گدناں گرت غوشنا غشت</p>

<p>بارید بختی ابر بہا شرب معراج          بزوات توکل دایر ودا شرب معراج          باریدہ بختی ابر بہا شرب معراج          تا جرح مگر رفت شرب معراج          آل بدر و جے بد بختی شرب معراج          چول ہرق پیاں شاہسو شرب معراج</p>	<h1>ح</h1>	<p>اسے صل علی برق سوار شرب معراج          اسے مقصد لولاک لدا شرب سری          بیوجہ بنا شد ہمہ شنادانی طوبی          خورشید بر آہش چو بود نعل در آتش          از ملک عرب تا بحجم کردہ منور          چول باد رواں روح امیں بود بکوب</p>
--	------------	--

از فرط مسرت نکند چول ہمہ عالم  
 پرویں گہرا شک نشا شرب معراج

<p>نیچر وزہ زندگی اسے نیچر محبت ہیج          چول ندارد آہ جان زان ابر محبت ہیج          روز و شب این گشت شمس و قمر محبت ہیج          پیش ماہر بگردن ہر شک بر سحر ہیج          نیزہ و تیر و تیغ و سپر محبت ہیج          پیش موجش صفہ دیوار و درخت ہیج</p>	<h1>ح</h1>	<p>آنچہ داری جاہ و فعل و گہر محبت ہیج          چول نیابم گوہر مقصد ز خواصی چہ سود          اونمی آید ز خلوت تن نہ خود یک قدم          ماہمیشہ بالب خشکیم چشم ترا گر          در کین ماہمیشہ ترکش زان اجل          نالہ من چول بطوفال آورد دریا</p>
--	------------	--

گوہر عزت اگر پرویں بنا شد زیب گوش  
 بعد ازیں یا بی اگر کان گہرا محبت ہیج

# ح

از روی قیس مهر فاده جباب صبح  
 ز نفس جواب شام بود رخ جواب صبح  
 هر یک بوجد و قصل بود از شراب صبح  
 زال گشت انقلاب چو و اشک کتاب صبح  
 روی چمن شست بهار از انقلاب صبح

کیلاے شب یخ چو کشیده نقاب صبح  
 لیل و نهار مان بود چوں تو و اعظا  
 و اعظبیا و اهل خرابات را بس  
 حالات دهر گشت به بیننده منکشف  
 تیر غبار شام به عالم نشسته بود

شب کیسوی معجز و پروین پس اندر  
 صبح است روی روشن رخ آفتاب صبح

# د

ز رخ لاله ز سوسنبل ز قد سر و رواں دارد  
 چو منہ شمع فرو زنده چو گرد و لسان دارد  
 بنار و سج شمشه - دار در آه و فغان دارد  
 بشارت ده که در دوزخ بهشت جان دارد  
 بسین جان باز در دوزخ بهشت جان دارد  
 که دریا جمال یار موج بگیراں دارد  
 چو ز گرس نیستی حسته اگر سوسن زبان دارد  
 ندی که گوشتنود باز از من نهان دارد

نگار من بذات خود بهار بوستان دارد  
 مزار من ز گنای مکان در لامکان دارد  
 بغارت برد از دل هوش از من لایم کن  
 درین عمر دوروزه گزدار کس غم چو من  
 چو پروانه بشمع افتاد فریاد سه بدر آمد  
 بهر گل قطره شبنم بطرز تازه می بینم  
 چه گوید از جمال باغبان دهر ناید  
 پناه اهلان نگویم گویم از ضبط شوق کرد

شبه دانم همه خوانم به پیش و صلف تو نام  
 نه مثل او زمیں دارد نه پرویں آسمان دارد

<p>من یافتم ز جور و جفاے توالتذاذ دیگر گرفتہ ام زاد اے توالتذاذ گر عاشقی حرام برائے توالتذاذ اے درد عشق باد فداے توالتذاذ پہناں گرفتہ ام ز وفاے توالتذاذ چوں منحصر شدہ برضائے توالتذاذ</p>	<p>گرد و زہر و وفاے توالتذاذ ہنگام قتل یافتہ ام لذتے ز تمغ اے دل امید لذت راحت چہ میکنی بگذشتہ ام لذت دنیا و ذوق عیش با من اگر چہ جور و جفا کردہ عیان لذت کشم ز ہر چہ کہ از تو بمن رسد</p>
<p>پیرویں خوش است نالہ شہباز ہا و ہجو اکل شاہ حسن یافت زہاے توالتذاذ</p>	
<p>دل مردہ گشت سینہ من شد فرار دل خارے بیانیلید و بر آورد کار دل باید نوشت بر سر لوح فرار دل تجویز کردہ ایم پے اضطار دل بارے اگر گلشن من بہت بار دل ترواں نمود در خم زلفش شہار دل در دار دہر آہ کھنکے نیست یار دل وین آفتاب حسن و جلالت مدار دل</p>	<p>تاراج گشت باغ امید و بہار دل میخواست خاطر مگر نشینم بجوے او من قطع کردہ ام ز جہان و جہانیال یک جرعہ ز شیرت دیدار آل نگار بے برگ بار ہر سحر باغ آرزوست از بسکہ ہر دل است اسیر کند او یار ال ہمہ بیاری او خو گرفتہ اند دلہا بگردش اند چو سیار ہاے چرخ</p>
<p>پیرویں بنالدار مجلس خار ہاے تن</p>	

حسرت گره شد است بخاطر خو خاردل

چهره گل لب گل حسین گل عارض و خسار گل  
هر کسے مشتاق رویش زین سبب دار و بیخ  
مانده محروم از کف پایت دم گلگشت تو  
نیست خط سبز عارض بلکه صنایع ازل  
گر چه گلگشت بخرامی آغوش قسیب  
برقع برد فکندی شد خرمن جانم تباہ  
بسکه می ماند بحسرت بسکه می ماند بیروت  
چون شده حال چمن در اشتیاق تو کج

گوئی در گلزار عالم هست آن دلدار گل  
روز و شب ز انتظارش دین بیدار گل  
اشک حسرت در دوازده ششم سر خسار گل  
در نضای بوستان کشته لبزه زار گل  
گرد و آفرینش قدومت چمن به خار گل  
کس ندیده بهر خسار تو آتشبار گل  
خلق زان دار و بچیب دبیر دستار گل  
دار و از خول بر کف خود مسخر شاد گل

رنج و راحت هر دو پروین رسته از یک شاخ جان  
چون جدا گردد بگلزار جهان از خار گل

باید ببارگاه خدا التی کنم  
اے کاش غازه رخ از ان خاکیا کنم  
در دور و درون و داغ جگر یادگار او  
مانند بوسے گل برم این جسم ناقواں  
دارم امید گر چویم بزم به نسیم جو  
نے تاب بهر دارم و نے طاقت صلا  
چون نیست ہر وقت و چون نیست ادراہ

م

بخیرت کار من ز ما و او اعانم  
کافر شوم اگر ہو مس کیسا کنم  
اے چارہ گر بگو بگوتم یاد او کنم  
گر سوئے کوئے دوست بفرم چوں صلا کنم  
روئے حضور بینم و محشر بیا کنم  
جان افداے یار کسا زم چہا کنم  
آں بہ کہ تکبیر بر کرم کبریا کنم

گو بجز در تلاطم و گورطه موج خیز	دارم خدا چه اطلب نا خدا کنم
حاجات در کشتا کشتن آداب مهرب	
پروین بحیرتم نکند یاد خاکتم	

**ن**

چون کنم در کوچ او گام نتوان آشتن عاقبت هم کعبه جانست هم آشتن کده عاشقان در دور رخسارش سار کج رخ را سینه صافان جهان از آسمان آموختند بسکه نمخت دوست ام طبع خوش آید مرا گویم از معجزات حسن هم نبود شکفت چون وز دباد صبا گلشن حسن و جمال ز گلشن بیمار و بیمارم چنان بخشند شفا	بدگمانش کرد سر بر یاد و بال آشتن بی توانی پاس هر کبر و نسلماں آشتن نسجه خورشید و مه بر طاق نسیان آشتن با همه رزقش بی سر در گریبان آشتن آشیان رساید دیوار زندان آشتن از خط و رخ کفر هم آغوش ایمان آشتن شمع زهد خشک نتوان بر دمان آشتن باشد از دیوانگی ز چشم در مان آشتن
---	---

شکوه پروین میکند از سر و مهر بهای تو  
آرے آرے بایدش در سوز هجران آشتن

منم پایال رخ و غم خزان باشد بهار من چنان برگشته بختم در خزان باشد بهار من بیا باریدن ابر بهاری آتما شاکن تو باشی تا جهان باشد قیامت آندام ز من دانسته از یار و دیار خود جدتم	دو جوئے بوستان من در چشم شکیبار من بزمی رسته جز خار و خشک کرد فرار من اگر گریبان ندیدی هر دو چشم شکیبار من نگردد حشر بر پاتا نیالی بر فرار من کند در اختیار تو دل بے اختیار من
--	--



<p>کہ باشد از دل بیاب برق من مزار من رخ افلاک کہ آغازہ کند خاک مزار من کہ باشد ماہ تابان ایما شمع مزار من</p>	<p>اگر خواہم بسوزم خرمن گرد و بیاسانی باین افتادگی ویکسی قدر بلندم میں بناشد گرجراغ انور و ز قبر نیست پروا</p>
<p>دل شوریدہ پر ویں بدار وزیر پیاوش تو گوئی برق نیاب است سلطان در کنار من</p>	
<p>تو از برائے حسن و حسن از برائے تو قراک داریستہ بند قبائے تو تایزگر دوا کش رنگ حنائے تو تو در ہوائے غیر و دلہم در ہوائے تو دلہائے تاسکتہ سنگ جنائے تو یک شیوہ داندانکہ جناف و وفائے تو کافی بود نظارہ من غیر ہوائے تو روشن شب فراق شود از نصیائے تو</p>	<p>ہر جا کہ عشق کشتہ ناز و اداسے تو آہوے دل ہلاک خدنگ جنفایتو خون دل کہ می چکد از چشم بر بگیہ پیراں چو برگ عرو و لہزاں چو شمشیر عشاق را بسا عرو مینا و می چو کاک کاش بشکوه سنجی حسنت چہ حال آید حلقم برید قاتل و فرمود وقت تیرخ از ناہ و نہر عاشق مجور را چہ سود</p>
<p>تو با چشم عاشق تالان نمی نہی پر ویں مگرد و چشم گزار و پیاے تو</p>	
<p>از دستم بر خیزند و بیج کارے تغافل مشربے غفلت شعارے</p>	<p>منم مست شراب عشق آرے بجائیم آتھے در بند نگارے</p>

<p>ز سوز سینہ ام دوزخ شرارے          بے باید گنج حسن مارے          بے فرما دم کرد است کارے          کہ جزیات نذارم ہایچ کارے          ایسے مہربانے ٹھمگ رے          نگارے ناز نیسے گلخزارے          ز تن جاں بردوار جانم قرارے          خد ابائی شدہ ہر ہوشیارے          بامید وصالش روزگارے</p>	<p>یہم و عسماں نمی دیریش چشم          بلالہ بر فگن آں سنبیل تر          بستلخی در سپردہ جان شیریں          من و جاں آنخسیریں اے مایہ نام          جنوں صدمہ حینا غیر تو ام نیست          متاع صبر و ہوشم کرد تاراج          ز کف دل بردوار دل صبر و آرام          بدور ز کس مستانہ تو          بدو فرقتش عمرے بسر شد</p>
--	--

ز فریاد سحر گاہ تو پرویں  
 بطبعم در رسیدہ انتشارے

رفت از حد بروں پریشانی  
 پیش رویت کشد پشیمانی  
 نحشتی چہ رخ گشت طوفانی  
 در گرفتہ بمبیر سامانی  
 اگر سرائی بدیں خوش الحانی  
 بادہ میا بخندہ پیشانی  
 مہر حسنت چو کرد تا بانی  
 در گدائی کنسم سلیمانی

جام پر کن ز راج ریحانی  
 مہر با این خسروغ و تابانی  
 بحسرت شکم چو کرد طغیانی  
 صدمہ جانگزاے فرقت را  
 لولوے آسماں برقص آید  
 بر سر انعمہاے جاں افزا  
 رونق ماہ آسماں بشکست  
 در بر آید چو آں پری پیکر

یاقتم از سرشک و لخت بگر	در غلطان و غسل میکانی
از غبار درت بچشم زد	گر گشم سرمه صدف بانی
فکر درسا ندگان بکن پرویں تا تو در کار خود نہ درسانی	
مسدس رشع مشهور در بقبت محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ	
منور راہ تو ام فخر سلیمان مدد کے	کشتہ پھر تو ام عیسیٰ دوران مدد کے
خستہ درد تو ام صاحب درمان مدد کے	تشنہ شوق تو ام چشمہ حوال مدد کے
غوث اعظم بمن بے سرو سامان مدد کے قبلہ دیں مدد کے کعبہ ایماں مدد کے	
قطب عالم مدد سے سید و سلطان مدد کے	فخر عالم مدد سے عاشق سبحان مدد کے
شیخ عرفان مدد سے سرور جلال مدد کے	نور نیرواں مدد سے شافع عصیاں مدد کے
غوث اعظم بمن بے سرو سامان مدد کے قبلہ دیں مدد کے کعبہ ایماں مدد کے	
من بچوش طلبت گرد جہاں گردیدم	کو بگردش عشق بہاں گردیدم
بلبل آسپاچمن نالہ کنان گردیدم	بچو خول گشتم و اندر رگ جال گردیدم
غوث اعظم بمن بے سرو سامان مدد کے قبلہ دیں مدد کے کعبہ ایماں مدد کے	
خستہ درد و غم پر من مسکین بے بگر	چشم بختا و نفسہ ما بمن چشمہ نظر

سرگراںم زغم و ہست دل خستہ برب  
کن علاج دل مجروح گدشتیم ز سر

غوث اعظم بمن بے سرو سامان مدد  
قبلاً دین مددے کعبہ ایماں مددے

یوسفستان و غاسینہ رشیم کرداں  
عشق مردان خدا ملت و رشیم کرداں  
مخت عشق و بلافت عیشتم کرداں  
برماں از دو جہاں بندہ خوشتم کرداں

غوث اعظم بمن بے سرو سامان مدد  
قبلاً دین مددے کعبہ ایماں مددے

المدد و تخت دل بادشہ بدر و خین  
المدد و خلف ببطرسول الثقین  
المدد اے پسر نبی الحرمین  
المدد و نور نظر راحت روح حسینین

غوث اعظم بمن بے سرو سامان مدد  
قبلاً دین مددے کعبہ ایماں مددے

کنسحسرت و حرمان مصعبیت یوں  
ادگوید کہ چن ال کن حق او کہ جنین  
آمدہ بردر پاک توجبان غمگیں  
اسچہ بہتر بودش خود تو بانیش و سبیں

غوث اعظم بمن بے سرو سامان مدد  
قبلاً دین مددے کعبہ ایماں مددے

# قطعات تاریخ

قطعه تاریخ عطا فرمودہ اتھی مکرم برادر اعظم حضرت مولانا حکیم صاحب  
مولوی سیّد نظیر حسن خاں صاحب اسناد مدرس عربی و فارسی مہاراجا کالج حیدر  
اسکول ریاست پور

کس درجہ خوشنما ہے کس درجہ برضا  
یا رشک جان شیریں ایشا علم پرویں  
طوبی سے تازہ تہیں اشجار علم پرویں  
افشا ہوئے سخن سے اسرار علم پرویں  
ہوتا نہ تا قیامت اظہار علم پرویں  
انکار آسماں ہے انکار علم پرویں  
ہے دیکھنے کے لائق ایشا علم پرویں  
ہے آسماں بالا پر کار علم پرویں  
گناہ وسیع تر ہے مضمحل علم پرویں  
کس درجہ خوشنما ہے فرمان علم پرویں  
اظہار ہر سخن سے مقدار علم پرویں

کیا ہے زبان شیریں کیا ہے بیانیہ  
نگتوں کے برگ بریں مضمونوں کے ثمریں  
نکلے گہر عدان سے گلہاے ترجمین سے  
یہ ہے سخن کی برکت اللہ رزق حضرت  
کس مایہ کی زباں ہے کس مایہ کا بیان  
اللہ سے دقائق اللہ سے حقایق  
یہاں عقدہ شریا وہاں مہر و ماہ وہاں  
خاور اگر ادھر ہے تو باختر ادھر ہے  
بلسل کا چہ چہا ہے تہری کا تہہ تہہ ہے  
یانی گہر سخن سے نادم شکر سخن سے

تاریخ طبع و تدوین لکھنؤ نوائیں

برہان علم پرویں انوار علم پرویں  
۳۲ ۱۳ ۵

قطعہ تاریخ و تفسیر لفظ بر خوردار سعادت اتنا راحت جاں اقبال نشانی  
حاجی مولوی سید انوار الرحمن متخلص سمیل نایب ناظم زید عسہ  
ابن عزیز از جاں گرامی قدر والا نشان مولوی میاں سید عبد الرحمن  
ابن مولوی میر قربان علی صاحب مرحوم سالن ممبر کونسل

اس زمانہ میں تعلیم نسواں پر بے توجہی ایشیائی قدیم رنگ کے خاتمہ لڑے  
تھوٹا لہذا پراسوس کرتے وقت مجھے یہ فخر و ناز کرنے کا موقعہ ضرور ملتا ہے  
کہ کم از کم ہمارے اس گھر میں تو ایک مثال ایسی ہے جو یادگار سلف و فخر  
خلف کہلائے جانے کی مستحق ہے میں اور میرے اکثر افراد خانہ اس  
خیال میں متفق ہیں کہ پرانی روشنی کی خوبوں کا (جو اس زمانہ میں عیوب  
کہلاتے ہیں) ایک بیش بہا خزانہ ہماری قوم کے ہاتھوں سے ضائع ہو گیا  
ایشیائی لٹریچر کا شوق طبیعتوں سے اٹھایا گیا دور جدید کے مذاق کی حلاوت  
انہی زمانہ کے کام و دہاں کے لیے لذت بخش ہو رہی ہے نہ اس زمانہ  
میں خاندان رسالت اور دور صحابہ کی معزز و محترم بیویاں حضرت خدیجہ  
فاطمہ عایشہ اور اسماء رضی اللہ عنہن ہیں جنکا انکی سادگی اور علم فضائل  
نفس ایثار سخاوت عفت عصمت جرات ہمت جفا کشی اور محنت میں نظر  
پیدا کرنا پیر جہنم کو دشوار ہے اور نہ اب جبرہ کشان جام توحید و معرفت

میں کوئی رابعہ بصری کی مثال نظر آتی ہے یہ ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے  
 اسلامی دور کی خواتین نور جہاں اور زیب النساء کا علمی اور ریاضی رنگ بھی  
 اپنی یاد دلوں میں چھوڑ کر فنا ہو گیا اس زمانہ میں اولیٰ کو تعلیم نہیں اور اگر ہے  
 تو اس طرح کی جسکو ہم جیسے چند مردہ خیالات کے لوگ شرفا کے لیے موجب  
 رسوائی اور ذلت سمجھتے ہیں۔ اس زمانہ میں جبکہ پرانی روشنی کے کوزل خانوں  
 مردنگ جھاڑ اور ہاتھیاں سب شکستہ ہو گئیں اور بزم عالم میں نیا روشنی  
 کے میروں لپ کار ہاتھ لپ اور لپ کٹرک لپوں نے آتی جبکہ لیسلی ہے جہاں  
 گھیر میں جہاں پرانی روشنی کے ختم ہونے اور نئی روشنی کی چار دیواری کے  
 اندر نہ پہنچنے سے بالکل تاریکی ہوتی خداوند عالم نے ذات گرامی حضرت  
 مخدومہ جدہ محترمہ دامت ظلہا کو ایک شمع پر نور بنا رکھا ہے جسکی صاف  
 ٹھنڈی اور منور روشنی میں گھر کی بہو بیٹیاں چل پھر رہی ہیں اللہ اس  
 روشنی کو تادیر قائم رکھے۔ حضرت مخدومہ کے حالات لیسلی اور ذاتی جھلا  
 بھائی سید شتاق حسین صاحب نے اپنے ویب پیج میں جھلا ذکر کیے ہیں  
 اسلیے ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اس ذکر میں حرث اسقدر  
 کہہ دینا کافی ہے کہ باعتبار اپنے میکہ کے محمد و جدہ ایک ایسے خاندان کی  
 رکن ہیں جو علاوہ شرافت و سیادت ذاتی کے ایشیائی علوم کا پر چشمہ  
 رہا ہے آپ حضرت قلم العلوم تاج العلماء مولانا نجف علی خاں صاحب  
 خان بہادر مرحوم قاضی قصبہ جھجھری پوتی اور اس وقت تک اللہ کے فضل سے  
 اس خاندان کے ارکان علوم و فنون کی جان ہیں جناب مخدومہ باعتبار

قابلیت علمی ایسا ہی مذاق کو لیے ہوئے صرف نسواں میں بلا مبالغہ اور  
 بلا خوف تر وید عظیم النظر کہی جاسکتی ہیں کچھ شاعری آپ کے لیے مایہ ناز  
 نہیں ہے بلکہ ادب کے ساتھ حکمت طب نجوم و رمل میں بھی آپ کو  
 کافی دستگاہ حاصل ہے اور اہل طبع موزوں اور ذہن رسا کے مجبور  
 کرنے سے شاعری کی طرف توجہ رہی لیکن کلام جملہ گوشہا سے محرم  
 میں پردہ نشیں رہا اب جناب موصوفہ کا سن شریف اس حد کو پہنچا  
 کہ اس خزانہ کو پوشیدہ رکھنا غیر ضروری ہی نہ سمجھا گیا بلکہ انخفا میں  
 خوف تلف نظر آیا تو بھائی سید مشتاق حسین صاحب کا اور میرا خیال  
 اسکو طبع کرانے کا ہوا گھر کے اور افراد اور بزرگوں کو اس خیال سے  
 متفق کرنے میں دشواریاں تھیں مگر حمدومی جناب مولوی سید  
 نظیر حسن صاحب قبلہ المتخلص بہ سنجہ برادر بزرگ جناب ممدوحہ کی  
 مساعی جمیلہ نے ان دشواریوں کو مٹا دیا جناب ممدوحہ بخلاف دیگر  
 اراکین خاندان پرانے رنگ کی قابلیت کے ساتھ نئی روشنی والوں  
 کی نظر میں بھی ایک روشن خیال بزرگ ہیں آپ اپنے خیالات میں  
 ہمارے گھر میں منفرد ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی کی کوششوں نے  
 اس ارادہ میں ہم لوگوں کو کامیاب کیا یہ مجموعہ چھپوایا گیا تو اس اہتمام  
 سے کہ مطبع خاص کام کرنے والے خاص اور مصحح خاص کی نگرانی سے  
 اہتمام کو پہنچا جتنے نسخے سب حاصل کر لیے گئے مطبع میں غیر ضروری  
 ایک کاپی بھی نہیں چھوڑی گئی اور اب یہ انہی ہاتھوں اور انہی آنکھوں



تک پہنچ گیا جو اسکے ہاتھ میں لینے اور دیکھنے کے اہل ہیں خداوند اتو  
ہماری پردہ پوشی فرما اور موجودہ آزادی اور اسکے برے نتائج سے  
محفوظ رکھ اور ہماری محدودہ محترمہ کو اس گھر کی نو عمر لڑکیوں کے سر پر  
سلامت رکھ اور انکو مدوحہ کے خوان تربیت کا زلہ رہا بنائے رکھ آمین

### قطعہ تاریخ

کہ مستغنی کلامش از ثنا گشت  
چو گل شگفت ساری در مو گشت  
یہ ہر جا این سیم جانفزا گشت  
بگو۔ دیوان پرویں بر ملا گشت

۱۳ ھ

۳۲

جناب جدہ مخدوم پرویں  
سخن چوں بوسے غنچہ دشت مخفی  
مشام اہل عالم شد محظر  
رسید این شدہ از ہاتف کہ بسہل

تقریباً دہائی پر بخورداری والدہ منشی محمد انور نسیرہ قبلہ دو جہاں  
تکبہ ایماں حضرت عبد الصمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ آترو لوی

آج میرا قلم زمانہ اور اسکی نیرنگیوں کی تصویر کھینچنے پر تلا ہے۔ بار بار  
یہ جی چاہتا ہے۔ کہ جتنی بڑی ضخامت اس دیوان کی ہے۔ کم از کم اتنی  
ہی بڑی ایک ضخامت اسکی تعریف میں لکھوں۔ مگر نہ تو الفاظ پائی ہوں  
اور نہ وقت۔

زنگارنگ کے مضمون کلام کی باریکیاں۔ روین۔ اور قافیوں کا سنجت  
مقامات میں گذر۔ روزمرہ کا خیال۔ محاوروں کا بجا کھپایا جانا۔ ایک  
خوبی ہو تو کہوں۔ دریا کو کیونکر کوزہ میں بھروں۔ حمد و ثنا کا جام وحدت

میں سرشار ہو جانا ولولہ انگیز تر قصيدے مرصع غزلیں۔ کیا نہیں ہیں اللہ کے فضل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیوان نہیں ہے بلکہ تعلیم نسواں کے زر گزرنے ایک ہمیش بہا جڑاؤ زیور طیار کیا ہے۔ کہ جس کے دیکھنے سے دل خوش ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ روحانی غذا بھی حاصل کرتا ہے۔ ایک بار ہاتھ میں لیکر پھر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔

اگرچہ عرب میں ایسی بے انتہا مثالیں پائی جاتی ہیں۔ کہ ہماری بہنیں فن شاعری میں کمال پیدا کرتی ہیں۔ اور قدر و منزلت میں صدر مقام حاصل کرتی ہیں۔ مگر ایشیا میں اسی صیکر ہندوستان میں ایسی مثالیں بہت کم ہیں۔ ہزاروں گھر تو ابھی تک تعلیم نسواں کے بالکل خلاف ہیں چہ جائے کہ شاعری اور پھر اُس میں کمال۔ میں اپنے اس چھوٹے سے مضمون کو اس دعا پر ختم کرتی ہوں کہ اے ارض و سما کے مالک ہمیں رحم کر اور اس اندھیر گھور سے ہم کو نکال ہمیں توفیق عطا کر کہ ہم علم سے روشنی حاصل کریں اور اُس روشنی میں محض دنیا ہی کو نہیں بلکہ سمجھ کو آسانی پالیں۔ اے اللہ یہ دیوان سبلی کالیمپ بنے اور اسکی روشنی میں علم کی خوبیاں ہم پر نمودار ہوں۔ اور ہم کو اپنا گرویدہ بنالیں۔ آمین بلکہ تم آمین۔

والدہ سید محمد انور محمودی طالب علم درجہ انٹرنس مہاراج کالج

راج سوئی بیسپور مورخہ ۲۳۔ ۶ ستمبر ۱۹۱۳ء

## تقریظ و تاریخ رقمزدہ بر خورداری نور چشمی ام محمودہ دسترخوال حضرت انجی مکرم حضرت مولانا سخا مدظلہ

بولتی ہوں اور بے یاگی زبان روکتی ہے زبان کھولتی ہوں اور کم لیا  
ٹوکتی ہے مخدومہ مکرمہ جناب پھوپھی اماں مدظہا کے زبان سے نکلے  
ہوئے الفاظ ہمارے اقتدار کا باعث ہوتے ہیں نہ ہمسے کم سوادوں  
کے منہ سے نکلے ہوئے کلمات جناب موصوف کے لیے عزت تقریظ  
وہ لکھے جو اس کلام کو جانچ سکے ہم اسکے پورا سمجھنے سے بھی قاصر ہیں  
تاریخ وہ کہے جو اس فن کا مشاق ہمہ اسپیں بھی عاجز ہیں بہر حال حسب  
تقریبات میں ہم سب آپ کے ساتھ جاتے ہیں کلام میں بھی ہم آواز  
سے محروم رہنا نہیں چاہتے آپ کا کلام آپ کی قابلیت اہل علم مردوں  
کے نزدیک مسلم ہے معظہ تاج العلماء کی پیاری پوتی عالم کامل کی شہید  
بیٹی دو عالموں کی سید بہن آپ کی تعریف کے ثبوت میں یہ کلیات  
دلیل قاطع ہے اور بس اللہ تعالیٰ قدر دانوں کے دل میں جگہ اور  
سخن سخنوں کے آنکھوں میں درجہ اعلیٰ دے۔ این عازمین جملہ جمالیان

قطعہ تاریخ

یہ جیسا نخل ویسے ہی ثمر ہمیں  
لکھو۔ اشعار پرویں پر گہر ہمیں

یہی کافی ہے اگر تعریف اسکی  
سن تجری میں اب چھینے کی تاریخ

تقریظ و تاریخِ رقصِ زہدہ عزیز از جانِ عفت نشان  
بر خورداری اہلیہ نور چشم سید مشتاق حسین زاد اللہ عمر ہا

اللہ اللہ میں اور مخدومہ پھوپھی صاحبہ کے کلام کے بارہ میں  
منہ گھولنا کوہ بلند کونرزے میں تو لٹا ہے آپ کا کلام آپ کی  
لیاقت علمی سے زیادہ مشہور اور آپ کا شہرہِ علمیت مسلم نزدیک  
و دور ہے آپ کا علمی مذاق ہمیشہ علمی ادا میں صد ہا روپے خرچ  
کرتا اور قومی درد ہزار ہا اٹھواتا رہتا ہے آپ کے علمی چشمہ  
کا یہ کلیات ایک قطرہ اور آپ کے شاعرانہ مذاق کا یہ مجسمہ  
ایک شمتہ ہے ہم سے کم استطاعت لڑکیوں کو اسپر کچھ لکھنا  
اپنے لئے سزا افتخار حاصل کرنا ہے اللہ تعالیٰ اس کلام  
کو مقبول عام و مفید تام کرے۔ آمین۔

### قطعہ تاریخ

صفا خیز ہے نور آگین ہے یہ  
کہا جلوہ نظم پروں ہے یہ  
۱۳۱ ہجری

بلند اور روشن ہے گننا کلام  
مرے دل نے ہجری میں لوسالطیم

تقریظ از جانب عزیزہ و سیدہ نادر جہاں طاہرہ بیگم  
دامت عصمتہا بنت تحصیلدار صاحبہ

این نظم دلکش ریختہ کلک جواہر سلک حضرت بڑی بیگم صاحبہ

المتخلص بہ پروین است کہ رنگ صحبت حضرت قبلہ دو جہاں  
 حضرت میر قربان علی صاحب علیہ الرحمۃ از ہر مصرعہ او ہویا  
 کلام شاعرانہ بازنگ صوفیانہ نقش کردہ اند اگر مذاق شاعرانہ  
 نمک این کلام است چاشنی تصوف کام و وہاں لطیف و  
 شیرین می سازد۔ الحق کہ پروین رتبہ خود را ازین کلام خود  
 برا فلک رسانیدہ است مگر درین عالم ہر مصرعہ سوادے  
 در چشم بینندگان و مذاق در قلب طالبان و لطفے در دل شاعران  
 پیدا می کند۔ اگر جاے ہر مصرعہ در سوید اسے قلب سازم  
 بجا است و اگر حرفش را سرمہ چشم خویش کنم روا است۔ بہ  
 این کلام است کہ بنید اگرش دیدہ <sup>حق</sup> سرمہ چشم کند و در دل و جاں سا  
 ہر کرا مطالعہ اش خوش نہ سازد دیدہ بے نور و اردو ہر کہ  
 ازین کلام لطف نیگرد مذاقے و روزے سخن ندارد۔ منکہ از  
 خوشہ چینان حضرت پروین ام نسبت تلمذ خویش اگر بایشان  
 سازم کلاہ گوشہ کفا خراب آسمان نہادن است۔ این نسبت  
 ہم خالی از گستاخی و دور از بے ادبی نمی باشد۔ چہ نسبت  
 خاک را با عالم پاک مگر این تحریر را ذریعہ نجات و مایہ سعادت  
 براے خود می شمارم و این کلمہ چند را در حیات ابدی حضرت  
 پروین مثل دعای افزایش۔

تقریظ دلپذیر بر خوردار عزیزہ ہمشیرہ دختر پھوپا قاضی  
برکت علی صاحب مرحوم وکیل سرزشتہ سابق

بہار عالم حسنش دل و جان نازہ میداد  
برنگ ارباب صورت را بموار باغی  
میرے اللہ میاں ہمشیرہ صاحبہ مخدومہ نے دیوان لکھا ہے  
یا شاعری میں نیا عنوان قائم کیا ہے پرانے راستہ پر جہاں تک  
چلی ہیں وہ تو بجا لیکن نئے رنگ میں عروس شاعری کے لباس  
کو رنگا ہے یہ کیسا تماشہ کہیں قدیم سنخوری کا انداز ہے تو  
صفحہ کا صفحہ شاہد طناز ہے کہیں نئی دنیا کا پرداز ہے تو  
ویسی سارنگی میں ہارمونیم کی آواز ہے قومی رنگ ہے تو پیکر  
شعر گوئی کا اعلا پایہ ہے جہاں صوفیانہ طرز ہے وہاں  
اللہ والوں کا سایہ ہے۔ ناول کہوں تو مشہور نہیں ڈراما کہوں  
تر سوال و جواب میں محصور نہیں۔ نصیحت نامہ کہوں تو عاشقانہ  
شاعری رو کے۔ رنگیں بیانی سمجھوں تو مصلحانہ حصہ نو کے  
ہر قسم کی شاعری کا مجموعہ اور ہر رنگ کے پھولوں کا گلہ استہ  
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل سخن کا دماغ ہمیشہ اس سے معطر اور  
اہل مذاق کا دامن دائم اس سے منور رکھے۔ آمین

تقریباً تاریخہ قلم جو اہرم فرزند می اعزی ارشد می چشم و  
چراغ خانوادہ طریقت جرحہ شیش بادہ معرفت گرامی

سعادت اقبال نشان رونق فوزیت و ودان میسالی  
مولوی سید عبدالرحمن اوصلہ اللہ الی متہی مدرج الار  
والعرفان صدر منظم محکمہ سائرات راج سوالی بیہ چو

نقادان لالی بلاغت و جوہریان یواقت فصاحت - نامدار  
خطہ سخن - رتھسواران عرصہ ذکا و فطن - سالکان مسالک نظم  
و نثر و مالکان ممالک شحریر پوشیدہ نہیں ہے کہ گوہر سخن قیمتی  
اور باصفا ہے اور کلام منظوم عظیم اور گراں بہا - کارخانہ ہکا  
میں کوئی متاع اس سے گراں مایہ تر نہیں خریدی جاسکتی - اور  
بازار عالم میں کوئی شے اس سے بلند تر نہیں دیکھی جاسکتی -  
احاطہ عقل میں کوئی شے اس سے زیادہ باوقوت نہیں آتی  
اور خزانہ خیال میں کوئی صورت اس سے زیادہ خوشنما نہیں  
معلوم ہوتی - وزن و مقدار اس درشا ہوار کو سوائے خود  
کامل کے نہیں جان سکتا - اور قدر و قیمت اس لعل بے بہا کی  
سوائے دانشور عیار کے اور کوئی نہیں معلوم کر سکتا نظم و  
نثر کی مختلف اور بے شمار قسمیں ہیں - سخنوروں کے حالات کا

تفاوت اور ہنرمندوں کے درجات کا اختلاف جو کہ اُنکے  
 طبائع - رسوم و اوضاع کی تفسیح و تفسیر و تفسیر و تفسیر و آفرین  
 و دیگر مقتضیات کی وجہ سے ہے۔ نظم کے قسم در قسم ہونے  
 کا باعث ہوا ہے اس لئے ہر شاعر کا کلام دیکھنے سے قبل اُس  
 شاعر کے مذاق اور اُسکے اہل وطن کے خیالات کا اندازہ بھی  
 رکھنا ضروری ہے اس سے شاعر کے اصلی مطلب تک رسائی  
 ہوتی ہے۔ اُسی شاعر کا کلام پسندیدہ ہوتا ہے جو اپنے زمانہ  
 لوگوں کے مذاق کا خیال بھی رکھتا ہے اور اُسی شخص کا کلام  
 عرصہ دراز تک باقی رہتا ہے جو فطری جذبات کو جنیں رستی  
 اور صداقت کے سوا کچھ نہو بہت با اثر اور سادہ الفاظ میں  
 ظاہر کرے اور جس سے خاص و عام اپنی لیاقت کے اور  
 علم کے مطابق نتیجہ اخذ کریں ورنہ ہر قافیہ پیمیا کا نام شاعر  
 با کمال کی فہرست میں نہیں داخل کیا جاسکتا شاعر کا اولین  
 فرض ہے کہ انسان کی فطرت کو غور سے دیکھے اور اپنی شاعر  
 کی بنیاد اُس عہد پر رکھے جو اُس نے روز ازل میں اپنے رب  
 سے کیا تھا یہی پاکیزہ بشاعری ہے اور بیشک سوائے کالمین  
 کے کوئی شخص اس شاعری کے میدان میں قدم نہیں رکھ سکتا  
 جس ذات قدسیہ کی خاطر میں یہ چند سطریں لکھتا ہوں وہ میر  
 مخدومہ مکرمہ والدہ ماجدہ ہیں جنہوں نے حال میں ایک دیوا



طبع کرایا ہے۔ میری کیا لیاقت ہے کہ آپ کے اور آپ کے کلام کے بارہ میں کچھ بیان کروں خود ماہران سخن کلام کی قدر کو جان سکتے ہیں۔

یہ دیوان پرویں جسکو قلم عرش بریں کہنا چاہئے مضامین تصوف سے مالا مال ہے ہر مصرع اُسکا سر و گلستان خوبی اور ہنریت اُسکی شمشاد بوستان محبوبی اس کلام کی تعریف میں زبان فصاحت لال ہے اور اُسکی توصیف قوت ناطقہ سے محال ہے اُسکے محاورات اور اُسکی چست بندشیں قابل تعریف و توصیف ہیں ہر لفظ اُسکا گوہر شاہوار ہے اور ہر حرف اُسکا جوہر آبدار مذاق تصوف جو اس دیوان کی جان ہے عجیب تسکین دہ اہل ایمان ہے کہیں درد کشان بادہ محبت کو ملازمت پر سرنگا کی ہدایت ہے اور کہیں سرشاران بادہ است سے آنگی لغزش پاکی شکایت یہ دیوان بیشتر عشق و محبت حقیقی کے جذبات اور پاکیزہ خیالات اور زلدادگان طریقت کے وارد سے مملو ہے اور یہ سب فیضان ذات قدسی صفات معدن لطائف روحانیہ مخزن معارف قرآنیہ حضرت والدی سیدی سیدی جناب حاجی میر قربان علی صاحب نور اللہ مرقدہ نقشبندی مجددی کا ہے انہیں کے فیضان صحبت سے سب آتش بیانی ہے والدہ مخدومہ کو امراض گونا گوں سے کب

اتنی فرصت ہے کہ ترتیب دیوان کی مہلت ملتی اور شعرو  
 شاعری کی طرف توجہ ہوتی لیکن وہ جذبات اور ولولہ عشق  
 ابھی وقتاً فوقتاً مجبور کرتا رہا اور انکو اپنے خیالات و جذبات  
 کا اظہار کرنا پڑا یہ محسوسہ کلام امید ہے کہ بادہ نوشان اس  
 کے لئے فائدہ سے خالی نہ ہوگا اور سخنوران کامل بھی فرقہ  
 انات کی طرف سے اسکو ایک ترقی قوم کی علامت تصور کیجئے  
 دیگر مضامین بھی کہیں کہیں ہیں تاکہ دیوان دنیاوی دلچسپی سے  
 خالی نہ رہے اور اس سے ایک لطف بھی پیدا ہوگا ہے  
 خدا سخن چین حاسدوں سے بچائے اور مقبول عام فرمائے  
 آمین

تقریر لظ صبیحہ مرخصیہ بنت بنت الراقمہ صالحہ العابدہ  
 العالمہ بانوے خانہ قرۃ العین عزیز ناز جہاں بر خور دوا  
 نور چشم سعادت تو امان حاجی سید انوار الرحمن سلمہ المنان  
 المتخلص بسبیل نائب ناظم ریاست پورے

خدا کا شکر ہے کہ میری مخدومہ مکرمہ جناب نانی صاحبہ محترمہ  
 وامت ظلہا کا دیوان چھپ کر تیار ہوا میری یساعت اتنی  
 نہیں ہے کہ میں اسپر کوئی نفاذانہ رائے دے سکوں اور  
 اگر تعریف کروں تو اس کے لئے بھی قابلیت اور سخن فہمی درکار

ہے ورنہ تخمیناً شناس سے بے قدری شعر ہوتی ہے  
 علاوہ بریں چونکہ مجھے مخدوم موصوف سے علاوہ نسبت  
 خوردی کے نسبت نلنڈ بھی ہے ایسی صورت میں مجھے آپ کا  
 ہر کلام دلکش و دل فریب اور بہتر نظر آتا ہے لیکن جو کچھ میرے  
 دل میں اسکی منزلت ہے وہ اگر ظاہر کروں تو شاید عوام یہہ  
 سمجھیں کہ شاگرد کی رائے اُستاد کے حق میں تو اسی کی رائے  
 نانی کے حق میں۔ اچھی ہونے سے واقعہ نفس الامر پر کوئی  
 روشنی نہیں پڑ سکتی اسلئے میں اپنے اصلی خیالات کے  
 اظہار سے احتراز کرتی ہوں حاسد کینہ پریشہ نگاہوں کی بات  
 چشم بداندیش کہ برکنہ باد عیب نماید ہنزش در نظر  
 کہدینا کافی ہے۔ منصف اہل نظر سخن فہم قدر شناس حضرت  
 اس دیوان کو دیکھ کر بغیر کسی بیجا طرفداری کے یہ کہہ سکتے  
 کہ ابتدا سے زبان اُردو کی بنا قلعہ محلے کی بیگمات کی ساڈ  
 بول چالی پر رکھی گئی ہے۔ انہیں کی زبان مستند ہے۔ پھر  
 شہزادوں کی پھر اور دلی والوں کی علی تفاوت المراتب۔  
 اب ایک ایسا زمانہ آگیا ہے کہ وہ مقام جو زبان کا حشر  
 اور منبع تھا تباہ و ویران ہو چکا اور جو بچے کچھ نفوس  
 رہ گئے تھے جنکی زبان سے استناد ہو سکتا تھا وہ یا تو  
 ختم ہو گئی یا ختم ہونے والے ہیں اور اب زبان سیم اور

لا وارث ہو چکی اب ہر شخص اسپر اپنا حق اور دعوے کر رہا ہے  
 نہایت افسوس کا موقع ہے کہ جن کی باتوں پر بنا سے زبان  
 اُردو رکھی گئی اُن کے کلام کا کوئی محفوظ خزانہ اسوقت قوم  
 کے ہاتھ میں نہیں ہے اور نہ اسپر کسی زمانہ میں توجہ کی گئی  
 مستورات کے جو چند دواوین موجود ہیں انہیں کوئی ایسا  
 ہے جسکی زبان مستند ہو سکے گذشتہ زمانہ میں تو ایسا موقع تھا  
 کہ جب کسی مجاورہ کی بابت تنقید کی ضرورت ہوتی اہل زبان  
 حضرات سے تصحیح کرائی جاسکتی اب وہ دورہ ختم ہو چکا اب  
 ایسا وقت ہے کہ ہر شخص کو ادعاے زبان دانی ہے اور اہل  
 کا تمک اہل علم کی زبان سے ہے بہرہے وہ سابقہ روس  
 اسناد باقی نہیں ہے اور غنقریب زبان ایک دوسرا رنگ  
 اختیار کر نیوالی ہے اور وہ رنگ خواہ اچھا ہو یا برا مگر ضرور  
 ہے کہ رنگ قدیم سے مختلف ہوگا ایسے پر آشوب زمانہ میں  
 بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی قدیم زبان کا کوئی ایسا محفوظ  
 خزانہ چھوڑ جائیں جو قدیم رنگ کے متبعین کے لئے سند  
 اور جدید دور والوں کے لئے بھی قدیم رنگ کا نمونہ ہو سکے  
 اس مقصد کو اس دیوان نے کامل طور پر پورا کر دیا ہے کیونکہ  
 حضرت مخدومہ کی ذات ایسی ہے جسکو ایسی آغوش میں پرست  
 نصیب ہوئی ہے کہ آپ پر اہل زبان کا لفظ پورا پورا اطلاق

کرتا ہے کیونکہ آپ کی والدہ ماجدہ سادات عظام ذرا کے  
شاہانِ تیموریہ کی یادگار تھیں اور انکی تربیت خاص قلعہ میں ہوئی  
اور شبانہ روز شاہزادیوں میں نشست برخاست رہی یہاں تک  
کہ ان کی آنکھوں کے دیکھتے دیکھتے اُس گلشنِ بیخار میں خزاں  
آئی جسکا اثر خاص انکی ذات پر بھی وہی پڑا جو اور قلعہ والوں  
پر ہوا تھا۔

اس بیان سے یہ غرض ہے کہ مخدومہ کی زبان کس درجہ قابل  
استناد و استشہاد ہو سکتی ہے اور بوجہ شرافت و سیادت  
ذاتی اور رسم و رواجِ خاندانی اسکی زبان پر عیاں ہونے کا  
بھی گمان نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ اور اگر دو اویں پر یقین کے  
ساتھ کہا جا رہا ہے جو اسوقت تک عورتوں کے نام سے  
طبع ہو چکے ہیں۔

یہ چند الفاظ جنگوں میں سمجھتی ہوں کہ میں نے بغیر کسی طرفداری کے  
لکھا ہے میری طرف سے بطور تقریظ کے حضرت مخدومہ  
کے دیوان میں اس دعا کے ساتھ داخل کرتی ہوں کہ خداوند  
اپنے فضل سے اس کلام اور اسکے مستحکم کو چشمِ بد سے محفوظ  
رکھے اور دیر تک ہم ذلہ خوارانِ فصاحت کو اسکے فرے  
لینے نصیب ہوں۔ آمین

تقریر لفظ منجانب لیسٹی و شفیق عزیزہ مجبہ شفیقہ زینجا بیگم  
والدہ نور الحسن ساکن امر وہہ حال مقیم ریاست جیسو

حمد اُس خدا سے عزوجل کو کہ جس کے ہیبت اور دبدبہ کے سبب  
قلم شکافہ سر سے اور کاغذ کو سیاہی کے قبول کرنے میں  
عذر ہے پھر کس طرح حمد لکھنے کی ہمت کی لجاوے اور  
حضور سرور عالم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جنکا  
وصاف خود خدا سے پاک ہو کلام خدا اور زبان محمد کا مصداق  
ہو کیونکر ہو سکتی ہے اور اُس خدا سے پاک و برتر کی عطیات  
کا اگر لاکھ بار انسان زندگی پا کر تمام دنیا کے درختوں کے  
قلم اور تمام زمین ہستی کے صفحہ کا کاغذ بنا کر لکھنا چاہے تب  
بھی اُس کے شکر یہ کہ عشر عشر لکھ نہیں سکتا ایک ادنیٰ اُس کا ہم پر  
یہ کتنا بڑا احسان و کرم ہے کہ مجملہ دیگر مخلوقات ہم کو شرف  
انسانی بخش کر ہم میں سے کسی کو نور باطن سے معمور فرمایا اور  
کسی کو حسن ظاہری سے مخمور کیا کسی کو علم و ہنر کا حصہ دیا کسی  
مال و زر سے بھر دیا غرض کچھ عجیب اُسکی نیرنگیاں اور ہمایاں  
حال پر کیا کیا مہربانیاں ہیں چنانچہ میری مخدومہ مکرمہ جنابہ عظمیٰ  
بیگم صاحبہ پر ویں سلمہ اللہ تعالیٰ اہلبیہ عالیجناب اکمل الزمان  
افضل الوداں مولوی میر قربان علی صاحب مرحوم مسخو

مرحوم مغفور سابق ممبر کونسل ریاست راج سوئی چیپور نے جو  
یہ دیوان تصنیف فرمایا ہے اسکی خوبی اسکے دیکھنے سے تعلق  
رکھتی ہے عجیب جدت طبع و مضمون آفرینی فرمائی ہے سبحان  
بندش چست نشست درست قافیہ دل پند رویت خوش پیوند  
اگر کہیں لطف زبان ہے تو کہیں مضمون نادر بے پایاں ہے  
کہیں نعت حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہیں  
منقبت حضرت علی شیر خدا ہے اور کہیں مدح صحابہ کبار ہے  
کہیں قصص و ترجیحات گہر بار ہے کہیں رنگ مجازی کھلا  
ہوا ہے کہیں کلام تصوف سے بھرا ہوا ہے۔ سچ تو یہ ہے  
کہ ان بالکمال نازک خیال بیتال بی بی نے کیا کیا انوکھے  
اور عجیب و غریب مضامین پیدا کئے ہیں واقعی انکی قافیہ  
قابل داد اور لیاقت لائق آفریں ہے میں اس مضمون  
کو اس شعر پر ختم کرتی ہوں۔ شعر

میں  
لوح سے عمر فروں ہو وہمہاری۔ اور نازل ہو سدا رحمت باری پرورد

